مقبول

اسرارِ خطابت

مرتب: حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور

۴
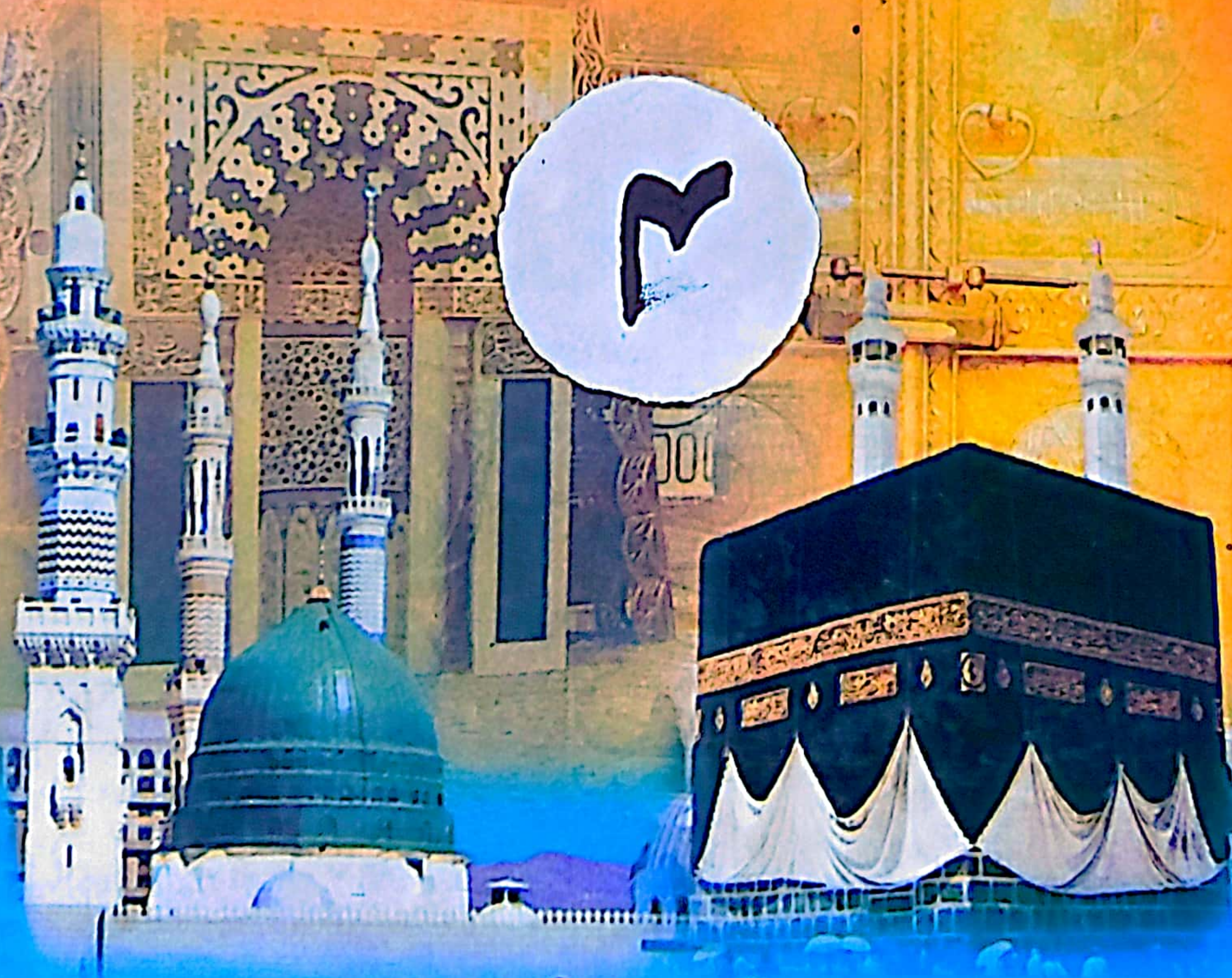
شبیر برادرز

مقبول اسرارِ خطابت

4

مرتب: حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

واعظین کے لیے بے مثال تحفہ

اسرارِ خطابت

حصہ چہارم

ترتیب :

حضرت مولانا صاحبزادہ مقبول احمد سرور

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور فون 7246006

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

(جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں)

نام کتاب	....	مقبول اسرارِ خطابت (جلد چہارم)
مصنف	....	مولانا پیر محمد مقبول احمد سرورؔ
صفحات	....	۴۴۸
اشاعت	....	نومبر ۲۰۰۴ء
کمپوزنگ	....	ورڈز میکر
مطبع	....	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	....	ملک شبیر حسین
قیمت	....	۱۵۰/- روپے

ملنے کے پتے

☆ **ادارہ پیغام القرآن** اردو بازار لاہور

☆ **مکتبہ اشرفیہ** مریدکے

☆ **احمد بک کارپوریشن** کمیٹی چوک راولپنڈی

☆ **مکتبہ ضیائیہ** بوہڑ بازار راولپنڈی

☆ **کتبخانہ حاجی مشتاق احمد** اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

انتساب

فقیر المحتاج الی المولیٰ القدیر اپنی اس تصنیف

المسمیٰ بہ اسرار خطابت (جلد چہارم)

کا انتساب

اپنی وفادار، کفایت شعار بیوی کے نام سے کرتا ہے

اور اس کی صحت و عافیت کے لیے دعا گو ہے۔

فقیر محمد مقبول احمد سرورؔ

فیصل آباد

Scanned with CamScanner

فہرست مضامین جلد چہارم

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

مضامین — صفحہ

چوتھا خطبہ

عظمتِ والدین ۲۳۸

مضامین — صفحہ

خطباتِ ماہ ذوالحج

پہلا خطبہ

نبی صدیق ۲۶۲

Scanned with CamScanner

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

Scanned with CamScanner

مضامین	صفحہ

اسرارِ خطابت

خطباتِ ماہ شوال

پہلا خطبہ: عظمت بلد حبیب ﷺ

دوسرا خطبہ: فلاح کا راستہ

تیسرا خطبہ: حضور بے مثل بشر

چوتھا خطبہ: عظمت مصطفٰے ﷺ

پانچواں خطبہ: حسن بے مثال

Scanned with CamScanner

پہلا خطبہ

عظمتِ بلدِ حبیب ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمْ

اِنْ نِلْتَ يَارِيْحَ الصَّبَا يَوْمًا اِلٰى اَرْضِ الْحَرَمْ
بَلِّغْ سَلَامِيْ رَوْضَةً فِيْهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَرَمْ

(حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اے بادِ صبا!

اگر تو زمین حرم میں پہنچے تو اس روضہ اطہر پر میرا اسلام عرض کرنا جس میں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمائیں

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْغَالِبِ الْحَسِيْبِ٥ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْحَبِيْبِ٥ اَمَّا بَعْدُ! بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

"فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ٥ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ"٥ (جذب القلوب)

صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دُرود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

ہو سامنے روضے کی جالی وہ دن وہ مہینہ آ جائے
یا قلب مدینے جا پہنچے یا دل میں مدینہ آ جائے
سرکارؐ بلائیں ہم جائیں پھر اپنا نصیبہ کھل جائے
جھک جائیں عقیدت کی نظریں جب سامنے روضہ آجائے
ہو جائیں ہمارے دل روشن چہرے ہوں ہمارے نورانی
اس نور کے سینے کا جلوہ سب سینہ بسینہ آ جائے

واجب الاحترام، حضراتِ سامعین!

یہ ایامِ مبارکہ وہ ہیں کہ جن ایام میں زاہرین بلد حبیب، رخت سفر باندھتے ہیں اور عازم مدینہ طیبہ ہوتے ہیں۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں سرکار دو عالم علیہ السلام نے یاد فرمایا اور وہ

Scanned with CamScanner

لبیک یا رسول اللہ کی صدائیں بلند کرتے ہوئے حاضر ہو گئے۔ اللہ کریم بطفیل نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہمیں بھی اس سعادت سے بہرہ مند فرمائے اور ہم جس طرح آج یہاں ذکر بلد حبیب کر رہے ہیں، اِسی طرح ہی بلد حبیب میں ذکر حبیب کریں۔

آمین ثم آمین!

چلیے مدینے سارے چھڈ گھر باہر ڈیے
روضے دی جالی اُتوں تن من وار ڈیئے

حضرات محترم!

نبی اکرم، نور مجسم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم محبوب خدا ہیں اِس وجہ سے سرکار ساری کائنات کے محبوب ہیں اور محبوب سے ہر منسوب چیز بھی محبوب ہوا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے عشاق کے نزدیک مدینہ طیبہ تمام کائنات کے شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ کیونکہ وہ سرکار کو محبوب تھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

تمام بلادِ کائنات سے زیادہ محبوب شہر:

"اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ فَاَسْکِنِّیْ فِیْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیْکَ o"

جذب القلوب اُردو صفحہ ۲۶ (المستدرک للحاکم)

اس شہر سے ہجرت کروائی جو مجھے

یا اللہ! آپ نے مجھے دُنیا کی تمام بستیوں سے زیادہ محبوب تھا۔ اَب مجھے وہاں سکونت عطا فرما جو جگہ تجھے تمام کائنات سے زیادہ پسند ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا مسکن مدینہ طیبہ بنا دیا۔ (شرف النبی صفحہ ۳۹۲ مطبوعہ لاہور)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا:

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جب مدینہ جلوہ اُفروز ہوئے تو دُعا فرمائی:

"اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ o"

(جذب القلوب صفحہ ۲۵)

"اے اللہ مدینہ منورہ کو ہمارا محبوب بنا دے، جیسا کہ مکہ مکرمہ ہمارا محبوب تھا، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔"

سرکارِ دو عالم علیہ السلام کی دُعا کا اثر تھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مکہ مکرمہ سے زیادہ مدینہ منورہ محبوب ہو گیا۔

اِتنا محبوب کہ اُنہوں نے مدینہ میں موت کی دُعائیں مانگیں اور گنبد خضریٰ دفن ہونے کے لئے وصیتیں فرمائیں۔

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت:

اَفضل الخلق بعد الانبیاء، یارِ غارِ مصطفیٰ، خلیفہ اوّل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے بوقت وصال وصیت فرمائی کہ میرے تابوت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے انور کے سامنے لا کر رکھ دینا اور

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ o" کہہ کر عرض کرنا۔

حضور؟ ابوبکر آپ کے آستانہ پاک پر حاضر ہوا ہے۔ اگر اجازت ہوئی تو دروازہ کھل جائے گا۔

"مجھے اندر لے جانا وگرنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا"۔

(شواہد النبوت صفحہ ۲۶۲)

حضرات گرامی!

آپ نے سماع فرمایا: کہ امام الصحابہ کو مدینہ طیبہ کتنا محبوب تھا۔ اور خصوصاً اِس گنبد خضریٰ سے کتنی اُلفت تھی، باوجود مکہ فتح ہو جانے کے اور باوصف اپنے آباؤ اجداد کے مزارات مکہ میں ہونے کے بھی آپ نے اپنی دائمی اور آخری آرام گاہ کے لئے اوّلاً گنبد خضریٰ اور ثانیاً جنت البقیع کو پسند فرمایا:

Scanned with CamScanner

سرکار علیہ السلام نے بھی اپنے یارِ غار کی خواہش کا احترام خوب فرمایا: کہ جب وصیت کے مطابق عمل کیا گیا اور ابھی وہ الفاظ وصیت پایہ اختتام کو نہ پہنچے تھے کہ دروازہ خود بخود کھل گیا اور آواز آئی۔

"اَوْصِلُوْا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِo"

"یار کو یار سے ملا دو۔" (شواہد النبوت صفحہ ۲۶۴)

اس واقعہ مبارکہ سے جہاں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا اظہار عقیدت ہوتا ہے وہاں صدیق کے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ بھی ثابت ہوتی ہے۔

حضرت افتخار ملت مرحوم نے کیا خوب فرمایا،

جو حیات رسول دے ہین منکر
دسن کون روضے وچوں بولیا سی
اُتے اپنے یارِ غار دے لئی!
کہیے اُٹھ دروازہ کھولیا سی

سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی دُعا:

خلیفہ دوم مراد مصطفیٰ حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے دُعا فرمائی۔

"اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَo"

"یا اللہ مجھے اپنے رستے میں شہادت اور اپنے رسول کے شہر میں موت عطا فرما۔" (بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۲۵۳ صفحہ ۲۵۴)

معلوم ہوا کہ مدینہ عالیہ وہ بلد طیبہ ہے کہ جو سیّدنا فاروق اعظم کو محبوب۔ سیّدنا صدیق اکبر کو محبوب نہیں نہیں بلکہ امام الانبیاء کو محبوب۔ نہیں نہیں بلکہ خود خدا کو محبوب۔

خاک طیبہ ازدو عالم خوشتر است!
خنک آں شہرے کہ دردے دلبراست

ایک پنجابی عاشق نے اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرمایا کہ

ہر پاسے رحمت دسدی اے
ہتھ بنھ کے بہاراں کھلیاں نے
سارے جگ توں مدینہ سوہنا ایں
سوہنے دیاں سوہنیاں گلیاں نے

اجماع علماء اُمت:

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"تمام علماء کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ کے اجماع کے بعد ثابت ہے کہ وہ ٹکڑہ زمین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے ملا ہوا ہے وہ تمام اجزاء زمین یہاں تک کہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہی ٹکڑا تمام آسمانوں سے بلکہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے"۔

(جذب القلوب صفحہ ۲۲ از حضرت شیخ محقق)

فقیر کہتا ہے کہ عرش اعظم کو سرکار کے صرف قدمان معنبرہ ایک مرتبہ چومنے کا شرف حاصل ہوا مگر اس زمین کے پاک ذرات نے تو سرکار کا سارا جسم شریف محفوظ کیا ہوا ہے اور تا قیام قیامت وہ زمین اس سعادت سے بہرہ مند رہے گی۔ لہٰذا ان علماء کرام کا یہ عقیدہ بالکل درست اور باعث حلاوت ایمان ہے۔

کسی عاشق نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر!
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا!

حضرت رافع بن خدیج کی شہادت:

حضرت حاکم نیشاپوری (المتوفی ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ

روایات میں آیا ہے۔ مروان بن الحکم نے مکہ مکرمہ میں خطبہ دینا شروع کیا۔ ایک دن منبر پر بیٹھے مکہ کے فضائل بیان کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ پر جن اکرام و اِنعام کی بارش کی ہے۔ اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ وہ اس موضوع پر بڑی لمبی گفتگو کر رہے تھے۔ رافع بن خدیج بھی منبر کے ساتھ ہی بیٹھے تھے اور اس کی باتیں سن رہے تھے وہ اُٹھے اور کہنے لگے۔

''آپ نے مکہ کی بڑی تعریف کی۔ بڑا مبالغہ کیا۔ میں سنتا رہا۔ اُس سے انکار نہیں کہ مکہ بڑا محترم شہر ہے۔ مگر آپ نے مدینہ منورہ کا ذکر نہیں کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور کی زبان سے سنا ہے''۔

آپ نے فرمایا: ''اَلْمَدِیْنَۃُ اَفْضَلُ مِنْ مَکَّۃَ ''

''مدینہ مکہ سے افضل ہے''۔ (شرف النبی صفحہ ۳۹۲)

فقیر کہتا ہے۔

قدرت نے دیا ہر اِک کو جو جس قابل نظر آیا۔

مروان نے مکہ کو افضل جانا۔

آلِ مروان بھی اسے افضل جانتی ہے۔

رسول نے مدینہ کو افضل فرمایا:

غلامانِ رسول بھی اسے افضل مانتے ہیں۔

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا
کیے جاؤ میخوارو کام اپنا اپنا

یہ مقام عشق ہے:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس عشق کی بنا پر

اِس تسلیم میں مجبور سمجھو کیونکہ

طیبہ نہ سہی زاہد مکہ ہی سہی: اَفضل
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

مکہ خلیل کا مسکن!

مدینہ حبیب کا مسکن

مکہ کو حرم قرار دینے والے خلیل اللہ علیہ السلام۔

مدینہ کو حرم قرار دینے والے حبیب اللہ علیہ السلام۔

مکہ میں بیت اللہ ہے۔

مدینہ میں حبیب اللہ ہے۔

مکہ میں میزاب رحمت ہے۔

مدینہ میں نبی رحمت ہے۔

مکہ میں جائے نماز چار۔

مدینہ میں یارانِ دلنواز چار۔

مکہ میں کعبہ ہے۔

مدینہ میں کعبے کا کعبہ ہے۔

اگر مدینے والا آقا نگاہ کرم نہ فرماتا تو مکہ مکہ مکرمہ نہ بنتا۔

اگر کعبے کا کعبہ نہ ہوتا تو کعبہ بھی نہ ہوتا۔

کعبہ بھی ہے انہی کی تجلی کا ایک ظل
روشن انہیں کے نور سے پتلی حجر کی ہے
ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ!
لولاک والے صاحبی تیرے گھر کی ہے

اور

؎ کہاں یہ مرتبے اللہ اکبر سنگ اَسود کے!
یہاں کے کنکروں نے پاؤں چومے ہیں محمد کے

کعبہ کو تعمیر فرمایا خلیل اللہ نے۔

حجرِ اسود کو نصب فرمایا۔ خلیل اللہ نے اور صفا مروہ کو شعائر اللہ بنایا زوجہ خلیل اللہ نے۔

اگر خلیل اللہ علیہ السلام نہ ہوتے کعبہ نہ ہوتا۔ حجرِ اسود نہ ہوتا۔ صفا اور مروہ نہ ہوتے۔ اور مجھے اسی کعبہ کی قسم۔ حجرِ اسود کی قسم۔ صفا مروہ کی قسم اگر حبیب اللہ نہ ہوتے تو خلیل اللہ بھی نہ ہوتے۔

یہ تمام برکات تو میرے آقا علیہ السلام ہی کی ہیں۔ تو پھر جہاں یہ مرکز برکات منبع حسنات آرام فرما ہے۔ وہ مقام اعلیٰ و افضل کیوں نہ ہو؟

غور فرمایئے!

جہاں سرورِ کائنات ترپن سال جلوہ افروز ہے وہ ہے مکہ مکرمہ، اور جہاں تا قیام صبح قیامت جلوہ افروز رہیں گے وہ ہے۔ مدینہ منورہ۔

؎ ہر ذرہ نور خزینہ ایں!
شہراں وچوں شہر مدینہ ایں!
جتھے روضہ کملی والے دا!
اُس تھاں دِیاں رِیساں کون کرے

روضہ مقدسہ:

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

جب روح پاک، صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم قبض ہوئی تو صحابہ کرام میں مقام دفن کے متعلق اختلاف ہوا۔ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ، الکریم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک روضہ مبارک سے افضل و اشرف دُنیا کی کوئی جگہ نہیں"۔

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے بھی اِتفاق رائے فرمایا: پھر باقی صحابہ کرامؓ نے بھی اِس اَمر پر اتفاق و اجتماع فرمایا کہ مقامِ قبضِ رُوح میں آپ کو دفن کیا جائے۔ (جذب القلوب صفحہ ۲۸)

معلوم ہوا کہ جس خطہ اَرضی کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مطہرہ سے نسبت حاصل ہے۔ عند اللہ اور عند الصحابہ بھی وہ خطہ تمام کائنات اَرضی و سماوی سے اَفضل و اَعلیٰ ہے۔

مسجد نبوی:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ o" (بخاری شریف)

"میری اِس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ سوائے مسجد حرام کے مزید ارشاد فرمایا:"

"مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً لَا تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَ لَہٗ بَرَآءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَآءَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرَآءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ o" (طبرانی) (جذب القلوب از شیخ عبد الحق محدث دہلوی صفحہ ۱۳۳)

"جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں اِس طرح ادا کرے کہ اس کی درمیان میں کوئی نماز فوت نہ ہو تو اس کی جزا یہ ہے کہ دوزخ کی آگ عذاب آخرت اور علت نفاق سے بری ہو جاتا ہے"۔

مسجد نبوی شریف کی حرمت و عظمت بھی سرکار دو عالم علیہ السلام کے وجود با جود کی وجہ سے عظیم و رفیع ہے۔

Scanned with CamScanner

بہر کیف! سرکار دو عالم علیہ السلام کا بلد طیبہ۔ مسجد شریف ہر لحاظ سے دوسرے بڑوں اور دوسری مساجد سے افضل و اعلیٰ ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں حج کے مقامات ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ سرکار نے فرمایا:

''جو شخص مسجد نبوی میں دو رکعت نماز پڑھنے کا ارادہ کرے وہ حج کامل کا ثواب پائے گا اور مسجد قبا کا ارادہ کرے کہ اِس میں دو رکعت نماز ادا کرے گا۔ اس کو عمرہ کا ثواب نصیب ہوگا''۔

غور فرمایئے! مسجد نبوی میں شب و روز کتنی نمازیں پڑھ سکتا ہے۔ اور مکہ کا حج جب تک سال نہ گزرے ہو ہی نہیں سکتا۔ (جذب القلوب صفحہ ۲۵ صفحہ ۲۴)

مدینہ میرا گھر ہے:

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اَلْمَدِیْنَۃُ مُھَاجَرَتِیْ. فِیْھَا بَیْتِیْ وَفِیْھَا مَضْجَعِیْ وَفِیْھَا مَبْعَثِیْ٥ وَحَقٌّ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ زِیَارَتُہٗ٥ (جذب القلوب صفحہ ۳۲، شرف النبی صفحہ ۳۹۳)

''مدینہ میری ہجرت گاہ ہے۔ اِس میں میرا گھر ہے۔ اِس میں میری خوابگاہ (مرقد منورہ) ہے۔ اور اس میں میرا مبعث ہے۔ (قیامت کو اُٹھنا) ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ اس کی زیارت کرے۔''

حضرت حسن رضا فرماتے ہیں۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد:

ہشام بن عروہ نے روایت کی کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا وہ فرمایا کرتی تھیں۔

''تمام شہر تلوار سے فتح ہوئے۔ لیکن مدینہ طیبہ قرآن کی تلاوت سے فتح ہوا۔ مدینہ نبی کی ہجرت کا شہر ہے۔ نبی کی ازواج کا شہر ہے۔ نبی پاک کی آرام گاہ کا شہر ہے''۔ (شرف النبی صفحہ ۳۹۳)

محمد پاک دا روضہ ڈسے جنت کولوں برتر!
اوہا مسکن محمد دا جھڑا مائی عائشہؓ دا گھر!
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

مدینہ طیبہ کی ہوائیں:

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے ہوئے مدینہ طیبہ کے قریب پہنچتے تو اپنی سواری مبارک کو کمال شوق مدینہ سے تیز فرما دیتے اور چادر مبارک اپنے دوش مقدس سے ہٹا کر فرماتے۔

''ھٰذِہٖ اَرْوَاحٌ طَیِّبَۃٌ٥'' ''یہ پاکیزہ ہوائیں''۔ (جذب القلوب صفحہ ۲۸)

کہاں باغ عالم کی بیدم ہوائیں
کہاں وہ نسیم بہار مدینہ
(حضرت بیدم وارثی)

خاکِ مدینہ:

نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ٥''

(جذب القلوب صفحہ ۳۳، کنز الاعمال جلد نمبر ۶ صفحہ ۲۴۸)

مدینہ طیبہ کی خاک مبارکہ ہر قسم کے برص کے لئے شفاء ہے۔

حضرت حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میری خاک یا رب نہ برباد جائے
پس مرگ کر دے غبار مدینہ

Scanned with CamScanner

شیخ مجدد الدین فیروز آبادی:

حضرت شیخ مجدد الدین فیروز آبادی فرماتے ہیں کہ میں نے اِس خاک پاک کا خود تجربہ کیا ہے کہ میرا ایک غلام ایک سال کامل بخار میں مبتلا رہا۔ میں نے خود وہ خاک لے کر پانی میں گھول کر اُسے پلائی اُس نے اُسی دِن شفا پائی۔

(جذب القلوب صفحہ ۳۴)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی:

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں میں مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھا۔ کسی عارضے سے میرے پاؤں پر ورم آ گیا۔ اَطبا اِس کے علاج سے عاجز آ گئے اور سب نے مل کر اُسے مہلک عارضہ قرار دیا۔ میں نے اسی خاک پاک کا استعمال کیا۔ اللہ نے تھوڑے دنوں میں بہت سہل طرح سے اِس محنت سے خلاصی دی۔

(جذب القلوب صفحہ ۳۴)

جو مدینہ میں تکلیف پر صبر کرے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''جو شخص مدینہ پاک کی سختیوں اور تکالیف پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا''۔ (جذب القلوب صفحہ ۲۹ شرف النبی صفحہ ۳۹۵)

فقیر کہتا ہے۔ اگر عشق سچا ہو تو راہ محبوب کی ہر تکلیف راحت ہو جاتی ہے۔ خدا کرے ایسا سرور اور ایسی راحت ہمیں بھی میسر ہو۔ اگر ان تکالیف کو کریہہ محسوس کیا تو عشق صادق نہیں ہے۔

کسی عاشق صادق نے کہا:

تیری خیر ہووے ہر ویلے!
توں سجناں دِی خیر منائی جا
غم جیہڑا راہ وِچ آ جاوے
ہس ہس کے سینے لائی جا

تم کیسے عاشق ہو:

خطیب پاکستان حضرت علامہ محمد شریف نوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ

''میں بیت المقدس کی زیارت کے لئے حاضر تھا۔ میرے ساتھ حضرت زینت القراء قاری غلام رسول صاحب لاہوری بھی موجود تھے۔ کچھ مسافر آئے۔ میں نے ان کی وضع قطع ولباس وغیرہ دیکھ کر قاری صاحب سے کہا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ میرے آقا کے شہر سے آئے ہیں۔ قاری صاحب نے ان لوگوں سے پوچھا۔

''مِنْ اَیْنَ جِئْتُمْ'' آپ لوگ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔

جواب ملا!

''جِئْنَا مِنَ الْمَدِیْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ○''

''ہم مدینہ منورہ سے آئے ہیں''۔

ہم میں سے ایک آدمی نے ان سے سوال کیا کہ

''سَمِعْنَا مِنْ مَّانٍ اِلٰی تَبُوْكٍ طَرِیْقُهٗ خَرْبَانٌ○''

''ہم نے سنا ہے کہ مان سے تبوک تک رستہ خراب ہے''۔

ایک ساٹھ سالہ بزرگ خاتون کی آنکھوں میں خون اُتر آیا اور اُس نے بڑے غصے سے کہا:

''کَفِ اَنْتُمْ○ اَنْتُمْ تَرُوْحُوْنَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ وَیَقُوْلُوْنَ طَرِیْقُهٗ خَرْبَانٌ○''

تم کیسے عاشق ہو۔ ارادہ تو مدینے جانے کا اور کہتے ہو کہ رستہ خراب ہے؟''

Scanned with CamScanner

مدینہ میں طاعون اور دجال کا داخلہ ممنوع ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَۃِ مَلَائِکَۃٌ لَّا یَدْخُلُھَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ o" (مسلم شریف جلد اوّل صفحہ ۴۴۴، مشکوۃ شریف صفحہ ۲۴۰)

مدینہ منورہ کے دروازوں پر فرشتے مقرر ہیں۔ طاعون کی بیماری اور دجال مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ فقیر کہتا ہے۔

مدینہ پاک ہے۔
دجال ناپاک ہے۔
پاک جگہ پر ناپاک کا کیا کام۔

جہاں ستر ہزار ملائکہ صبح و شام حاضر ہوں، وہاں دجال کس لئے جائے گا۔ نہ تو قیامت تک وہاں دجال جا سکتا ہے۔ نہ ہی دجال کی نسل۔ وہاں جانے والے ملائکہ ہیں یا پھر غلامانِ رسالت ہیں۔

ملائکہ ایک سے دوسری مرتبہ حاضر نہ ہو سکیں گے۔ مگر غلامانِ رسالت جب چاہیں حاضر ہوں کوئی روک ٹوک نہیں۔ روک ٹوک داخلہ بندی تو صرف دجال کے لئے ہے۔ دجال کی نسل کے لئے ہے۔

عرش والے آوندے اِک وار مڑ نہیں آوندے
اپنی اُمت نوں نبی مڑ مڑ بلاوندے رہن گے
تیرے در تے ساقیا ایہہ مست آوندے رہن گے
چم کے چوکھٹ تیری نوں دکھڑے سناوندے رہن گے

طاعون بھی مدینہ میں نہیں جا سکتا کیونکہ اب مدینہ یثرب (بیماریوں کی جگہ) نہیں ہے بلکہ مدینہ طیبہ ہے اس کی سرزمین پر شفا دینے والے کے قدم مبارک آ چکے

ہیں۔

جتھے ماہی پب رکھ دا
اُوتھے اُگ دا سرو دا بوٹا

اِس لئے سرکار دو عالم علیہ السلام نے مدینہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا ہے اور ائمہ فقہا نے تصریح فرمائی ہے کہ جو مدینہ طیبہ کو یثرب کے نام سے پکارے اُسے درّے لگائے جائیں۔ جو شخص مدینہ طیبہ کو یثرب کہے اس کو چاہیے کہ دس بار مدینہ کہے۔ (جذب القلوب صفحہ ۱۵)

مدینہ کی موت:

سرکارِ مدینہ نے ارشاد فرمایا:

"مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَلْیَمُتْ فَاِنَّ مَنْ یَّمُتْ فِیْھَا اَکُنْ لَّہٗ شَھِیْدًا وَّ شَفِیْعًا o"
(شرف النبی صفحہ ۳۹۵، جذب القلوب صفحہ ۲۹)

تم میں سے جو شخص مدینہ میں مرنے کی استطاعت رکھتا ہو اُسے چاہیے کہ وہ مدینہ ہی میں مرے۔ میں اُس کی گواہی دُوں گا اور شفاعت فرماؤں گا۔

امام عاشقاں اعلیٰ حضرت بریلوی نے کیا خوب فرمایا:

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

حضرت محدث اعظم پاکستان کا عشقِ مدینہ:

حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ سے واپس آنے لگے تو آپ نے کچھ ناخن اور بال زمین مدینہ منورہ میں دفن کروا دیئے اور بارگاہ محبوب میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ!

Scanned with CamScanner

"موت تو سردار احمد کے بس میں نہیں ہے البتہ اپنے جسم کے کچھ حصے یہاں دفن کئے جا رہا ہوں۔ بروزِ محشر میری بھی شفاعت فرما دینا"۔ (سیرت محدث اعظم)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا عشقِ مدینہ:

اعلیٰ حضرت حضرت امام رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حسرت سے سرد آہ کھینچ کر فرماتے ہیں۔

پارۂ دِل بھی نہ نکلا دِل سے تحفہ میں رضاؔ
اِن سگانِ کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

ایک مقام پر فرمایا:

اے اُے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدا
نہ کوئی گیا نہ آیا
ہمیں اے رضاؔ تیرے دل کا پتہ چلا بمشکل
دَرِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا!

اَہل مدینہ پر ظلم نہ کرنا:

سرکارِ اَبد قرار صلی اللہ علیہ الغفار نے ارشاد فرمایا:

"حَقِیْقٌ عَلٰی اُمَّتِیْ حِفْظُ جِیْرَانِیْ o"
(جذب القلوب صفحہ ۳۶)

"میری اُمت پر واجب ہے کہ میرے ہمسایوں کی حفاظت کریں"۔

"مَنْ حَفِظَهُمْ كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا وَّشَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَّمْ يَحْفَظْهُمْ سُقِيَ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ o"

"جو شخص میرے ہمسائیوں کی حرمت کا محافظ ہوگا۔ میں بروزِ قیامت اس

کی گواہی دُوں گا اور شفاعت کروں گا۔ اور جو شخص ان کی حرمت کی حفاظت نہ کرے گا اسے طینت خیال (وہ حوض جسمیں روزخیوں کا خون اور پیپ جمع ہوگی۔) سے پلایا جائے گا"۔ (جذب القلوب صفحہ ۳۷)

"لَا يَكِيْدُ اَحَدٌ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْٓءٍ اِلَّا اَذَابَهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ كَمَا ذُوْبَ الرَّصَاصُ o"

"جو شخص اہل مدینہ سے لڑائی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے آگ میں اِس طرح جلا دے گا۔ جس طرح سیسا آگ میں گل جاتا ہے۔ یا نمک پانی میں پگھل جاتا ہے"۔ (جذب القلوب صفحہ ۳۷)

"مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ o" (جذب القلوب صفحہ ۳۸)

"جس نے اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا۔ اِس پر اللہ۔ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو"۔ (کنز الاعمال)

"اَللّٰهُمَّ مَنْ اَرَادَنِیْ وَاَهْلَ بَلَدِیْ بِسُوْٓءٍ فَعَجِّلْ هَلَاكَهٗ o"
(جذب القلوب صفحہ ۳۷)

"یا اللہ! جو شخص میری اور میرے شہر والوں کی برائی کا ارادہ کرے اس کو جلد ہلاک فرما"۔

اہل عشق کے نزدیک انسان تو رہے انسان، مدینہ کے کتے کو تکلیف دینے والا بھی اِن وعیدوں کا مستحق ہے۔

حضرت اَمیر ملت محدث علی پوری:

باب السلام کے نزدیک ایک شخص نے مدینہ طیبہ کی مبارک گلی کے کتے کو لاٹھی ماردی۔ لاٹھی اس زور سے لگی کہ وہ چلا اُٹھا اور درد سے بلبلاتا ہوا ایک طرف بھاگ گیا۔ اتفاقاً حضرت اَمیر ملت پیر سیّد جماعت علی محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ ادھر

Scanned with CamScanner

سے تشریف لائے۔ اس کتے کی یہ کیفیت دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔ جب سارا حال معلوم ہوا تو یارائے ضبط نہ رہا۔

اشکبار آنکھوں کے ساتھ اس ظالم کو دیکھا۔ جس کے ہاتھ محبوب کی گلی کے کتے پر اُٹھے تھے۔ بہت برہم اور افسردہ خاطر ہوئے اور فرمایا:

''سنگدل ہاتھ اُٹھاتے ہوئے تجھے اتنا خیال نہ آیا کہ یہ عام کتا نہیں ہے بلکہ اس گلی کا کتا ہے کہ جہاں

مانگتے تاجدار پھرتے ہیں!''

پھر اس کتے کو بڑے آرام اور پیار سے لٹایا۔ اپنا عمامہ پھاڑ کر زخم پر پٹی باندھی اور نفیس ملائیم کھانا منگا کر اُسے کھلایا۔

(گنبد خضریٰ مصنف علامہ معراج الاسلام صفحہ ۴۴۹، صفحہ ۴۵۰)

متعدد زائرین بلد حبیب نے بیان فرمایا کہ

''ہم نے کبھی بھی مدینہ طیبہ میں کسی کتے کو بھونکتے نہیں دیکھا۔ جب ان اہل مدینہ سے سوال کیا کہ تم تو یہاں رہتے ہو، تم نے بھی کبھی کسی کتے کو بھونکتے نہیں دیکھا۔ تو جواب ملا ہرگز نہیں''۔ کیوں؟ جواب ملا!

''مِنْ حَيَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِo

یہ کتے بارگاہ محبوب کا اُدب کرتے ہیں۔''

مدینہ طیبہ کے کتے بھی ذی علم و باشعور ہیں، اللہ اکبر!

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، یا رسول اللہ!

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا!

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا

اور حضرت بیدم وارثی فرماتے ہیں:

سگت طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بیدم
یہی رکھیں میری پہچان مدینے والے!

عاشق مدینہ حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں، اُے میرے آقا!

سگ را کاش جامی نام بودے!
کہ آمد بر زبانت گہگہی نام!!!

اور فیصل آباد کے عظیم شاعر جناب الحاج علامہ صائم چشتی اپنی والہانہ عقیدت کا یوں اِظہار فرماتے ہیں کہ

قسمت بن دی مدینے دے وچ جا کے
گیاں گزریاں جگوں وگتیاں دی!

کاش کتا مدینے دا میں ہندا
قسمت جاگ پیندی بختاں ستیاں دی

تدنوں وتی اے دل نے صدا فوراً!!!
نانہجار صائم خبردار ہو جا

تیری ایہہ مجال کمینیا اَوے
کریں ریس مدینے دے کتیاں دی

جو صرف میری زیارت کیلئے مدینہ طیبہ حاضر ہوا:

سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرًا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَا تَعْمَلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ كَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَكُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِo''

Scanned with CamScanner

(جذب القلوب صفحہ ۲۰۳، شرف النبی، صفحہ ۳۹۴)

''جو شخص محض میری زیارت کے لئے مدینہ طیبہ آیا۔ مجھ پر حق ہے۔ کہ میں بروز قیامت اس کی شفاعت کروں۔''

میری قبر کی زیارت میری ہی زیارت ہے:

امام الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ o''

(شرف النبی صفحہ ۳۹۴)

جس شخص نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا کہ اُس نے میری حیاتی (ظاہرہ) میں زیارت کی۔

جس نے میری زیارت نہ کی:

سرکار اَبد قرار صلی اللہ علیہ الغفار نے فرمایا:

''مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ o''

(جذب القلوب صفحہ ۲۰۳ شفاء السقام،)

''جس نے حج بیت اللہ کیا اور میری زیارت نہ کی بیشک اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔''

جس نے قصداً میری زیارت کی:

آقائے دو عالم نے فرمایا:

''مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ o''

(جذب القلوب صفحہ ۲۰۴)

''جس شخص نے قصداً میری زیارت کی وہ قیامت کے دِن میرے جوار میں ہوگا۔''

دو مبرور حج کا ثواب:

سرکارِ دو عالم علیہ السلام نے فرمایا:

''مَنْ حَجَّ اِلٰی مَکَّۃَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ کُتِبَ لَہٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ o'' (جذب القلوب صفحہ ۲۰۴)

''جس نے مکہ شریف کا حج کیا پھر قصد کیا میری زیارت کا میری مسجد میں اس کے واسطے دو حج مبرور لکھے جاتے ہیں۔''

جو وُسعت نہ رکھتا ہو:

''مَنْ زَارَنِیْ مَیِّتًا فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ حَیًّا وَمَا مِنْ اَحَدٍ مِنْ اُمَّتِیْ لَہٗ سَعَۃٌ ثُمَّ لَمْ یَزُرْنِیْ فَلَیْسَ لَہٗ عُذْرٌ o'' (جذب القلوب صفحہ ۲۰۴)

''جس نے میری وفات کے بعد زیارت کی گویا اُس نے میری زیارت حیات میں کی اور میرا جو اُمتی میری زیارت کی وُسعت نہ رکھتا ہو اور وہ نہ کرے اُس پر کوئی عذر نہیں۔''

جنت کی کیاری:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ o'' (بخاری و مسلم)

''میرے منبر اور گھر کے درمیان (جو جگہ ہے) جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اِس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار!
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

Scanned with CamScanner

فقیر کہتا ہے:

اَے نمازیو!

تم حصولِ جنت کے لئے نماز پڑھتے ہو۔ یہ بھی دُرست ہے۔

اَے روزہ دارو!

تم حصولِ جنت کے لئے روزہ رکھتے ہو۔ یہ بھی صحیح ہے۔

اَے زکوٰۃ ادا کرنے والو!

تم حصولِ جنت کے لئے زکوٰۃ ادا کرتے ہو۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔

اَے حج کرنے والو!

تم حصولِ جنت کے لئے حج کرتے ہو۔ یہ بھی بجا ہے۔

اَے اعمالِ صالحہ کرنے والو!

تم حصولِ جنت کے لئے اعمالِ صالحہ کرتے ہو۔ یہ بھی حق ہے۔

لیکن اِن اعمال کے بعد بھی وہ بے نیاز چاہے تو جنت عطا فرمائے، چاہے تو نہ عطا فرمائے۔

اَے جنت کے متلاشیو آؤ اگر یقیناً جنت حاصل کرنا چاہتے ہو تو سیدھے مدینہ طیبہ آ جاؤ۔ سرکارِ دو عالم کے منبر شریف سے بیتِ اَقدس تک کی جگہ حاضر ہو جاؤ۔

جب تم وہاں حاضر ہو جاؤ گے تو یقین جان لو تم جنت میں حاضر ہو جاؤ گے۔

تمہیں نقد جنت درِ مصطفیٰ سے ملے گی۔

بلکہ یہ جنت سے بھی اعلیٰ مقام ہے۔

؎ وڈھ اِے عاشق نوں جنت توں دَر یار دَا
اُوہ دَرِ یار توں دو جہاں وار دا!!
جیہڑا منگتا اِے سوہنے دے دربار دا!!
اُوس لیناں کی جنت دی گلزار توں

اَور

؎ وقت آخر مدینے جے میں پہنچ جاں
رُوح میرے جسم نوں چھوڑ جاوے جدوں
تسیں میرا جنازہ میرے ساتھیو !!
لے کے لنگھناں مدینے دے بازار چوں

جنت کی خصوصیت:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

"وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝"

''اور تمہارے لئے وہ سب کچھ جنت میں ہوگا جس کا تمہارا نفس مطالبہ اور خواہش کرے گا۔''

یہی وجہ ہے کہ اِس جنت کی کیاری میں جس نے جو کچھ مانگا اُسے وہ ملا۔ سرکار نے فوراً عطا فرمایا۔

حضرت شیخ احمد رفاہی:

سند المحدثین، امام العاشقین، حضرت شیخ احمد رفاہی رحمتہ اللہ علیہ حج کرنے کے بعد روضہ رسول پر حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

فِي حَالَةِ الْبُعْدِ رُوحِي كُنْتُ أُرْسِلُهَا!
تُقَبِّلُ الْأَرْضَ عَنِّي وَهِيَ نَائِبَتِي
وَهٰذِهِ دَوْلَةُ الْأَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ!
فَامْدُدْ يَمِينَكَ كَيْ تَحْظَى بِهَا شَفَتِي

جب میں یہاں سے دُور تھا تو آپ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضری کے لئے اپنی رُوح کو بھیج دیا کرتا تھا وہ میرا نائب ہو کر آپ کی چوکھٹ اور آستانہ عالیہ کو بوسہ

Scanned with CamScanner

دیا کرتی تھی۔

اب میں جسم کو بھی لے کر حاضر ہو گیا ہوں اور سرکار کے دست کرم کو بوسہ دینا چاہتا ہوں۔ کرم فرمائیے! اور اپنا دست مبارک باہر نکالئے تاکہ میرے ہونٹ لذت دست بوسی سے مشرف ہوں۔ اتنا عرض کیا ہی تھا کہ

"فَخَرَجَتِ الْیَدُ الشَّرِیْفَةُ مِنَ الْقَبْرِ الشَّرِیْفِ فَقَبَّلَهَا"

(الحاوی للفتاوٰی جلد ثانی صفحہ ۲۶۱)

"پس سرکار کا دست کرم قبر مبارک سے نمودار ہوا اور شیخ احمد رفاعی نے اُسے بوسہ دیا۔"

کیا حسین منظر ہے اور کیسی پیاری خواہش کا اظہار۔ عاشق رسول میاں محمد اعظم چشتی نے نقشہ کشی فرمائی۔

دل گریہ کناں اور نظر سوئے مدینہ
اعظم تیرا انداز طلب کتنا حسین ہے
ایسا کوئی محبوب نہ ہو گا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے
ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے در سے
اِک لفظ نہیں ہے کہ تیرے لب پہ نہیں ہے

حضرت خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود بیان فرمایا کہ میں روضہ رسول پر حاضر تھا کہ میری نسوار ختم ہو گئی تو میں نے بارگاہ رسالت میں نسوار کے لئے عرض کیا۔ فوراً ایک عربی آیا اور بہترین نسوار کی ایک ڈبیہ مجھے پیش کر دی۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

واہ کیا جو دو کرم اَے شہہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حضرت سلطان الخطباء رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سلطان الخطباء علامہ پیر غلام رسول صاحب سمندری والے رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا:

میرے پاس پیسے بالکل ختم ہو گئے تو میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں آپ کا مہمان ہوں۔ اَے قاسم رزق اللہ مجھے سو ریال کی ضرورت ہے۔ عطا فرمائیے۔

ایک عربی آیا اور اُس نے پوچھا آپ کا نام غلام رسول ہے۔

میں نے کہا: جی ہاں!

اُس نے سو ریال مجھے دیئے اور غائب ہو گیا۔

یہ روضۃ من ریاض الجنۃ ہے یہاں جو مانگو گے ملے گا۔

سامعین مکرم!

مدینہ شہر اَمین ہے۔ مدینہ بلد اَمین ہے۔

مدینہ غریبوں کا دولت کدہ ہے۔

مدینہ جنت کا نام ہے۔

مدینہ الطاف و اکرام کا مرکز ہے۔ مدینہ زندگی کی بہار ہے۔

حضرت حسن رَضا فرماتے ہیں۔

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسن
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر!

اور

Scanned with CamScanner

ان کے در پر موت آ جائے تو جی جاؤں حسنؔ
ان کے در سے دُور رہ کر زندگی اچھی نہیں

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ السلام کے طفیل ہمیں بھی حاضری دیارِ حبیب سے مشرف فرمائے۔ آمین!

"وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ٥"

متن و ترجمہ
صحیح بخاری شریف
مترجم
استاذ العلماء شیخ الفضلاء
حضرت مفتی محمد ابراہیم حنفی چشتی
جعل اللہ اخراہ خیرا من اولاہ
مکمل 3 جلدیں

دُوسرا خطبہ

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى٥"

فلاح کا راستہ

زہد و تقویٰ چیست ایں مرد فقیر!
لا طمع بودن ز سلطان و امیر

(مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ)

خطبہ:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ خَالِقِ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَاَشْرَفِ الْاَنْبِيَآءِ وَعَلٰى اٰلِهِ الْمُرْتَضٰى
وَالْمُجْتَبٰى وَاَصْحَابِهِ الْاَتْقِيَاءِ وَالْاَنْقِيَاءِ o"

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى o وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى o
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ o

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضرات سامعین!

بزرگو۔ نوجوان ساتھیو۔ ذی احترام ماؤں اور بہنو۔

اس ساری نسل انسانی کو ہر وقت ایک ہی فکر سوار رہتا ہے۔ کہ ہم کیسے کامیاب وکامران ہو سکتے ہیں؟

آج سے نہیں صدیوں سے ہر انسان۔ صغیر ہو یا کبیر، چھوٹا ہو یا بڑا۔ کالا ہو یا گورا۔ مسلم ہو یا کافر۔ مرد ہو یا عورت۔ تلاش فلاح و بہبود میں سرگرداں ہے۔ اپنی اپنی فکر کے مطابق کامیابی کے راستے متعین کئے بیٹھا ہے۔

کسی نے سمجھا کامیابی دولت جمع کرنے میں ہے۔ سو وہ دولت کمانے کی کوشش میں شب و روز مصروف ہے۔

کسی کو کاروں۔ کوٹھیوں۔ بنگلوں میں کامیابی نظر آئی تو وہ اُن کے حصول کی تگ و دو میں لگ گیا۔

کسی نے بادشاہت۔ وزارت۔ امارت کو کامیابی تصور کیا تو وہ اس کو پانے میں صبح و مسا منہمک ہو گیا۔

الغرض۔ ہر انسان اپنی سوچ کے مطابق حصول فلاح و بہبود کی شاہراؤں پر گامزن ہوا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اور اگر کامیاب ہوا تو چند ایام کے لئے۔ دائمی کامیابی حاصل نہ کر پایا۔

زیادہ سے زیادہ اِس فانی زندگی کو سنوارنے میں اِسی کی معیاد ناپائیدار کے مطابق کامیابی حاصل کی مگر ایسی کامیابی نہ پا سکا کہ رہتی دُنیا تک بلکہ آخرت میں بھی اس کامیابی کے ڈنکے بجتے رہیں۔

البتہ اِس نسل انسانی میں کچھ نفوس قدسیہ اَیسے بھی پیدا ہوئے جو بظاہر اس عالم فانی کو داغ مفارقت دے کر اپنی قبروں میں آرام فرما ہو گئے۔ مگر ان کی کامیابی کے تذکرے بعد از قیام قیامت بھی ہوتے رہیں گے۔ یہ مقدس گروہ۔ اور یہ مبارک جماعت ان برگزیدہ ہستیوں کے گروہ اور ان پاکبازوں کی جماعت ہے۔ جن لوگوں نے کامیابی کا معیار خود مقرر نہیں فرمایا: بلکہ اپنے خالق و مالک کے مقرر فرمودہ معیار کے مطابق اپنی کامیابی کے راستے متعین فرمائے۔

آیئے! ان راستوں کو معلوم کر کے ہم ان پر گامزن ہو جائیں، تاکہ دائمی فلاح و بہبود ہمارے قدم چومے اپنے خالق و مالک ہی سے سوال کریں کہ اَے پروردگار عالم وہ کون سے راستے ہیں جن پر یہ نفوس قدسیہ رخت سفر باندھتے رہے اور کامیاب ہو گئے۔

Scanned with CamScanner

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰیO وَذَکَرَاسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰیO

(پارہ ۳۰ عم سورۃ الاعلیٰ آیت نمبر ۱۴-۱۵)

فلاح کے تین راستے:

بے شک اُس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

اِس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ فلاح کے تین راستے ہیں۔ تذکیہ۔ ذکر اسمائے باری۔ اور نماز

تزکیہ:

تزکیہ پاکیزگی اور طہارت کا نام ہے اور اُس کی دو قسمیں ہیں۔ تزکیہ نفس اور تزکیہ مال۔ تزکیہ نفس۔ یعنی نفس کو پاک کرنا۔ کیونکہ نفس ہی انسان کو برائی کی طرف مائل کرتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے کہ

"اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِO" (پارہ ۱۳ سورۃ یوسف آیت نمبر ۵۳)

"بے شک نفس برائی کی طرف پہنچاتا ہے۔" (برائی سے بچنے کا حکم ہے) جس نے خواہشات نفس امارہ کو ذبح کر دیا۔ اُس کا نفس پاکیزہ ہو جائے گا۔ لہٰذا مخالفت نفس امارۃ تذکیہ کی پہلی سیڑھی ہے۔

؎ نہنگ واژدھا و شیر نر مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

نفس امارہ ہر انسان کے اندر موجود ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر تکمیل بشریت نہیں ہوتی۔ جس بشر میں نفس امارہ نہ ہو۔ وہ بشر کامل نہیں بلکہ رُوح ہے یا فرشتہ۔

حضور بے مثل بشر کامل ہیں:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بشر کامل ہیں، مگر بے مثل کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر بشر کے ساتھ ایک شیطان پیدا کیا گیا ہے۔ میرے ساتھ بھی پیدا کیا گیا ہے۔ مگر میں نے اپنے شیطان کو مسلمان کر لیا ہے۔ اِسی لئے حضور بے مثل ہیں۔

غور فرمایئے! جس بشر کامل کا نفس ہمارے نفوس کی مثل نہیں، وہ خود ہماری مثل کیسے ہو سکتا ہے۔؟

؎ تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا!
تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
؎ کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا
تیرے خالق حسن و ادا کی قسم
تیرا مسند ناز ہے عرش بریں
تیرا محرم راز ہے روح اَمین
تو ہی سرورِ ہر دوجہاں ہے شہا
تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ اگر انسان میں نفس امارہ نہ ہو تو وہ بشر نہیں بلکہ صفات ملکیہ اور اوصاف روحانیہ سے متصف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ روح اور ملائکہ نفس امارہ سے پاک ہیں۔ نفس امارہ کے بغیر پاکیزہ ہونا کمال نہیں۔ کمال تو یہ ہے کہ نفس امارہ بھی موجود ہو اس کے باوجود انسان عروج روحانی ومعراج ملکوتی کی منزلیں طے کرتا چلا جائے اور مقصود کو حاصل کرے۔

اِسی لئے کہا گیا ہے کہ

؎ فرشتے سے بہتر ہے اِنسان بننا
مگر اُس میں ہوتی ہے محنت زیادہ

Scanned with CamScanner

رہبر و رہنما کی ضرورت:

اَب یہ دشوار گزار راستہ یا تو خود طے کیا جائے گا۔ یا کسی رہبر کی رہنمائی سے اگر خود طے کیا جائے تو اس میں کثیر مجاہدہ و ریاضت کرنا پڑے گی اور پھر بھی بھٹکنے کا احتمال ہوگا۔ اِسی لئے پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۝"

(پارہ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۱۹)

"اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔"

دوسرے مقام پر فرمایا:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ۝"

(پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳۵)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو۔"

یعنی کسی مرشد کامل کے مبارک ہاتھوں میں ہاتھ دے کر شاہراہ فلاح پر گامزن ہو جاؤ گے تو منزل مقصود کو پالو گے۔ ورنہ اِس دشوار گزار راستے پر شیطان ہمہ اوقات تمہیں گمراہ کرنے کی کوشش میں موجود ہے۔

؎ بناں مرشد کامل دے سالک
کتے عشق دا راہ نہ مل بیٹھیں
اِس راہ دے وچ شیطان جہیاں
کئی ہور بلاواں ہندیاں نے!

عارف کھڑی شریف، حضرت میاں محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی پتے کی بات فرمائی۔ وہ فرماتے ہیں:

؎ راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے
میں وی آکھاں راہ دے

بن مرشد دے راہ نہیوں لبھناں
رُل مرسیں وچہ راہ دے

اور صوفی کامل حضرت پیر وارث شاہ صاحب نے فرمایا:

؎ بناں مرشداں راہ نہ ہتھ آؤندے
دُودھوں باجھ ناہیں رجھدی کھیر سائیں

حضرت انسان کے اندر تقوے جیسا دُودھ بھی موجود ہے اور ایمان جیسا مکھن بھی مگر جب تک اس دُودھ کو کسی مرشد کامل کی جاگ نہ ملے گی یہ کار آمد نہ ہو سکیں گے۔

میاں صاحب فرماتے ہیں:

؎ دُودھ وجود تیرے وچ شیریں!
روغن دار سیانی
مرشد لاوے جاگ کرم تھیں
تاں جے دُودھ پانی!

لہٰذا کسی مرد کامل کو تلاش کر۔

پھر اس کی غلامی کا پٹہ اپنی گردن میں ڈال اور اس سے دست بستہ عرض کر کہ

؎ ایہہ منزلاں بیرا اوکھیاں نے
میں تے تڑپیا تیرے سہارے تے

میرا خیال رکھیں ہر منزل تے
جدوں ڈولاں سامنے توں ہوویں

ایسا نقش کِپے تیرا دل دے اندر
جدوں تُولاں سامنے توں ہوویں

اکھ میٹاں تے تیری شکل دسے
اکھ کھولاں سامنے توں ہوویں

بے پیرا اور بے مرشد گمراہ ہوتا ہے:

جس کا کوئی رہبر۔ رہنما۔ مرشد نہ ہو وہ گمراہ ہوتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

"وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا"

(پارہ ۱۵ سورۃ الکہف آیت نمبر ۱۷)

"اور جسے وہ گمراہ کر دے تو تو نہیں پائے گا۔ اس کے لئے کوئی مددگار (اور) رہنما۔"

لہٰذا نفس امارہ سے بچنے کے لئے مرشد گرامی کی ذات بابرکات رہبر و رہنما ہے کیونکہ وہ اس راستے کی رہنمائی فرما کر منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔

رُوحانی طبیب:

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک آدمی علیل ہو جاتا ہے۔

کسی طبیب کے پاس چلا جاتا ہے۔ تو وہ طبیب اس کی نبض پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے۔ اب آپ ان چیزوں سے پرہیز کریں۔ یہ ادویات استعمال کریں تو انشاء اللہ صحت یاب ہو جائیں گے۔

بعینہٖ اسی طرح نفسانی خواہشات سے پرہیز نہ کرنے کی صورت میں روحانی امراض لاحق ہو جاتی ہیں اور روح علیل ہو جاتی ہے۔ اب اس کے علاج کے لئے بھی کسی روحانی طبیب کے پاس جانا پڑے گا اور یہ روحانی طبیب مرشد گرامی کی ذات بابرکات ہے جو نبض پر ہاتھ رکھ کر روحانی پرہیز کرنے کا ارشاد فرماتے ہیں اور ذکر و فکر کی ادویات مہیا کرتے ہیں۔ تو روح صحت یاب ہو جاتی ہے۔ اور وہ روحانی پرہیز ہی نفس امارہ کی مخالفت ہے۔

نفس کی مخالفت:

نفس کی مخالفت سے یہ بالکل مراد نہیں کہ اُسے کھانے پینے سے روکا جائے اور دنیا سے بالکل علیحدہ ہونے کی ترغیب دی جائے کیونکہ یہ اکراہ و رہبانیت ہے اور قرآن فرماتا ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ.

لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْاِسْلَامِ (الحدیث)

دین میں اکراہ نہیں۔ اسلام میں رہبانیت نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اس کی غیر شرعی خواہشات پر قابو پایا جائے۔

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری:

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری سے سوال کیا گیا کہ نفس کی مخالفت سے مراد کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کو خوب طاقتور کر کے اس کی مخالفت کی جائے نہ کہ اتنا کمزور کر کے کہ اس میں خواہش کا مادہ ہی مفقود ہو جائے۔ اگر وہ کمزوری کے سبب خواہش ہی نہ کرے تو اس کی مخالفت کیسی؟

مثلاً جب دو پہلوان باہم کشتی کرتے ہیں تو اُصول یہ ہوتا ہے کہ دونوں طاقت میں برابر ہوں، پھر پنجہ آزمائی کریں تاکہ ہار جیت کا صحیح فیصلہ ہو سکے۔ اس طرح نفس روح کی باہم کشتی میں بھی برابر کا جوڑ ہونا چاہیے تاکہ پتہ چل سکے کہ نفس روح پر غالب آتا ہے یا روح نفس کو پچھاڑتی ہے۔

نفس نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو۔ اسے غضب کی نیند آ رہی ہو۔ اور وہ کہتا ہو کہ اب سونا چاہیے تو روح کہے نہیں۔ اب یار بلا رہا ہے۔ سونے کی بجائے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہیے۔ اسی فلسفہ کو میاں صاحب نے یوں بیان فرمایا کہ

Scanned with CamScanner

ے رات پوے تے بے درداں نوں نیند پیاری آوے
درد منداں نوں یاد سجن دی سُتیاں آن جگاوے

اور پچھر نیم شب گزر جانے کے بعد یار کی خاطر بیدار ہو کر اس کی بارگار میں رکوع و سجود اور قیام کی لذتیں لوٹنا۔ یہی اس نفس کی مخالفت ہے ان شہسوار ان میدان روحانیت کا کمال ہے کہ

ے راتیں زاری کر کر روندے!
نیند اکھاں تھیں دھوندے
فجریں اوگنہار سداندے
سب تھیں نیویں ہوندے

جب صبح نمودار ہو تو نفس کہے کہ ساری رات عبادت کی ہے۔ اب زمین پر اینٹھ اینٹھ کے چل اور اس کا اعلان کر مگر روح کہے خبردار۔ یہ یار کے اور تیرے درمیان راز ہے اُسے فاش مت کر اکڑ اکڑ کے نہ چل بلکہ

ے بندے رب دے زمین دے اُتے ہولی قدم ٹکاون
تیرے میرے وانگ فقیرا آکڑ نہ دِکھلاون

اسی فلسفہ کو قرآن حکیم میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ

"وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا"
(پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۴)

"اور جو رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہوئے۔"

"وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا o" (پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۳)

"اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہیں اور جب

جاہل ان سے گفتگو کرتے ہیں تو وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تم سلامت رہو"۔

نفس کہے کہ دُنیاوی اغراض کے حصول پر خوشی مناتے ہوئے قہقہے لگا۔ مگر روح کہے کہ فراق یار میں رو رو کر دل کی اُجڑی ہوئی بستی کو آباد کر۔ کیونکہ

ے جنہاں دلاں وچ عشق سماناں رووَن کم اوناہاں
ملدے وی روندے، وچھڑے وی روندے، روندے ٹُردیاں راہاں

جنہاں دلاں وچہ عشق نہ رچیا کتے اُونہاں تھیں چنگے
در مالک دے بیٹھے رہندے صابر بھکے ننگے

اللہ کریم نے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے کہ

"فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا o" (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت نمبر ۸۲)

"انہیں چاہیے کہ ہنسیں تھوڑا اور روئیں زیادہ۔"

عاشق مدینہ الحاج محمد یوسف نگینہ:

عاشق مدینہ الحاج علامہ مولانا محمد یوسف علی نگینہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ے میں تیریاں وچ اُڈیکاں دے
دن رات گزاراں رو رو کے

ہن سن میریاں فریاداں نوں
ہر وقت پکاراں رو رو کے

یوسف نوں لوکی کہندے نے
توں اینویں روندا رہناں ایں

Scanned with CamScanner

میں دل وچہ شعلے مار دیاں!
پیاں ناراں ٹھاراں رو رو کے

حضرت سلطان الخطباء:

عاشق رسول مقبول، حضرت سلطان الخطباء علامہ پیر غلام رسول صاحب المعروف سمندری والے رحمتہ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

"جسے رونا آ گیا۔ اپنے گناہوں کا دھونا آ گیا۔ اگر رونا نہیں آتا تو کسی رونے والے کے پاس حاضر ہو جاؤ اور اُسے عرض کرو۔"

؎ کتھوں ایڈے درد لیوای درداں والیا یارا
دس دوکان اسانوں وی او بنیں دلال ہمارا

گریہ استن حنانہ:

رونا بہت بڑی دولت ہے۔ یہی وہ دولت ہے جو محبوب کو بھی بے قرار کر دیتی ہے۔ اور پھر محبوب کو رونے والے عاشق پر کرم گستری فرمانی پڑتی ہے۔ استن حنانہ رویا اور اس طرح رویا کہ

؎ استن حنانہ از ہجر رسول
نالہ ۔ میزد ہمچو ارباب عقول

سرکار علیہ السلام تشریف لائے۔ استن حنانہ پر دست شفقت رکھدیا اور اس کے رونے کا مول پڑ گیا۔

گریہ آدم وحوا:

جناب آدم علیہ السلام سراندیپ کے پہاڑ پر دو ہزار سال تک روتے رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام ہر

وقت بہشت کو یاد کرتے رہتے اور بے ہوش ہو جاتے آپ بہشت کے لئے نہیں بلکہ خدائے بہشت کے لئے روتے تھے۔

بہر حال جبرئیل امین نے آ کر ان کے سر ہاتھ رکھا کہ انہیں ہوش میں لائیں تو انہیں آواز آئی کہ آدم کی غم خواری کر کہ یہ بیکس ہے اور جبرئیل نے واپس جانا چاہا تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کچھ دیر کے لئے اور ٹھہرو تا کہ تمہیں غم دل کی داستان سناؤں اور تمہارے سامنے اندر وہ غم کے دفتر کھولوں اور جب جبرئیل گئے اور آنکھوں سے اُوجھل ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام اِس قدر روئے کہ ہوا میں اُڑنے والے پرندوں کو بھی آپ پر رحم آنے لگا اور اِس قدر روئے کہ آنکھوں کے پانی سے نہر جاری ہو گئی۔

؎ روزے کہ چشم ماز جمالت جدا بود!
چنداں کہ چشم کار کند اشک مابود

ادھر جناب حوا جدہ کے ساحل پر روتی ہوئیں نالہ و فریاد کر رہی تھیں کہ ایک دن حضرت آدم علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا۔

اے بھائی حوا کہاں ہے۔

جبرئیل نے کہا! آپ کے فراق میں دریا کے کنارے پر رو رہی ہیں۔

(روضۃ الشہداء صفحہ ۴۰ جلد اوّل مطبوعہ فیصل آباد)

گریہ حضرت یحییٰ:

حضرت یحییٰ علیہ السلام انتہائی رقیق القلب صاحب فہم و ادراک اور خدا ترس تھے چنانچہ جب آپ قیامت کے بارے میں کوئی بات سنتے تو اُسی وقت آپ کا دل مضطرب ہو جاتا اور آپ کی روح پرواز کر جانے کے لئے پر تولنے لگتی۔

(روضۃ الشہداء صفحہ ۱۳۱ جلد اوّل مطبوعہ فیصل آباد)

آپ اِس قدر روتے تھے کہ رخساروں سے گوشت کی تہہ اُتر گئی اور ہڈیاں باقی

Scanned with CamScanner

رہ گئیں۔

ان کی والدہ محترمہ اَز راہِ شفقت ان کی آنکھوں پر روئی کے دو ٹکڑے رکھ دیا کرتی تھیں وہ لحظہ بھر میں آنسوؤں سے تر ہو جاتے تو انہیں اُٹھا کر نچوڑ دیتیں اور دوبارہ آنکھوں پر رکھ دیتیں اور یہ عمل بار بار دُہرایا کرتیں۔ (روضۃ الشہداء صفحہ ۱۳۲)

حضرت یحییٰ علیہ السلام خوف و وعید ربانی کی آیات سننے کی تاب نہ رکھتے تھے اور اگر آپ اس سلسلہ کی ذرا سی بات بھی سن لیتے تو اس قدر روتے کہ ان کی موت واقع ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا۔ (روضۃ الشہداء صفحہ ۱۳۳)

گریہ حضرت یعقوب:

حضرت یعقوب علیہ السلام فراق حضرت یوسف میں اس قدر روئے کہ بینائی ختم ہوگئی۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

"وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ o"

(پارہ نمبر ۱۳ سورۃ یوسف آیت نمبر ۸۴)

''اور سفید ہوگئیں ان کی دونوں آنکھیں اور وہ اپنے غم کو ضبط کئے ہوئے تھے۔''

اور جب فراق پسر میں انتہائی مغموم ہوئے تو فرمایا:

میرے بیٹے کاش تجھے کوئی میری حالت سے آگاہ کرے۔ اِدھر حضرت یوسف فراق پدر میں رو رو کر کہتے ہیں۔

ے جے توں بڑیاں درداں والا
میں وی نہیں درددوں خالی
لگے نے زخم جدائیاں والے
سال گئے ہو چالی!

حضرت فاروق اعظمؓ کا خوف خدا سے رونا:

نبی اکرم، نورِ مجسم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں احوال قیامت

اور خوف خدا کا ایک ایسا بیان فرماتا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دھاڑیں مار کر رونے لگے اور فرمایا:

"يَالَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا o"

''اے کاش میں اس سے پہلے مر جاتا اور مٹی ہو چکا ہوتا۔''

میرا وجود ہی نہ ہوتا۔ میں نسیاً منسیا ہو جاتا۔

حضرت صدیق اکبرؓ اور فراق محبوب:

سرکارِ دو عالم علیہ السلام کے وصال با کمال و سانحہ ارتحال پر ملال کے بعد حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہمہ وقت گریہ فرماتے۔

حضرت اُم المومنین فرماتی ہیں کہ ایک الگ کمرہ میں آپ اس قدر روتے اور سسکیاں لیتے کہ آپ کی ان آہوں کے دھواں سے دیواریں کالی پڑ گئیں۔

ے تو نے تو کر دیا طبیب
آتش سینہ کا علاج
پھر بھی یہ دُود آہ سے
بوئے کباب آئی کیوں

سیّد عالم علیہ السلام اُمت کی خاطر گریہ فرماتے:

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اپنی اِس اُمت مرحومہ کی خاطر بار بار گریہ فرماتے۔ ہمہ اوقات اُمت کا غم دامن گیر رہتا اور آپ کی چشمانِ مقدسہ آنسوؤں سے تر رہتیں۔

حتیٰ کہ اللہ کریم نے فرمایا:

"سَنُرْضِيْكَ فِيْ اُمَّتِكَ o" (مسلم شریف جلد اوّل صفحہ ۱۱۳)

''ہم آپ کو آپ کی اُمت کے بارہ میں ضرور راضی کریں گے۔''

Scanned with CamScanner

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی عالمِ وجد میں فرماتے ہیں کہ

؎ اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

ایک اور شاعر بڑے پیارے انداز میں نقشہ کشی فرماتے ہیں کہ اللہ کریم نے محبوب کریم سے فرمایا۔

؎ تمہیں اُمت کا غم ہے بخش دیں گے وعدہ کرتے ہیں
محمد ﷺ ہم کبھی جھوٹی قسم کھایا نہیں کرتے

پنجابی کے شاعر نے یوں بیان کیا کہ

؎ کدی منگیاں دُعاواں سی یاراں دے وچ
کدی روندا رہیا جا کے غاراں دے وچ
اپنی اُمت لئی سوہناں نبی مصطفیٰ
آپ رو رو کے رب نوں مناوندا رہیا

بہر کیف! رونا بہت بڑی دولت ہے۔

عشقِ رسول میں نکلا ہوا ایک قطرہ ساری زلیست کی عبادتوں سے افضل ہے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

؎ موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لئے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

نفس مجبور کرتا ہے کہ عداوت و محبت کا معیار مجھے بنا۔ روح اصرار کرتی ہے کہ عداوت و محبت صرف اللہ کے لئے کر۔ لہٰذا نفس کی مخالفت کر اور روح کی اطاعت کرتے ہوئے۔

"اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ"

کو اپنی زندگی کا مشن بنا۔

الحب للہ والبغض للہ:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَلْحُبُّ فِى اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِى اللّٰهِo" (ابوداؤد شریف)

"بے شک اللہ کریم کو تمام اعمال سے زیادہ محبوب یہ عمل ہے کہ اللہ کے لئے محبت اور اسی کے لئے دشمنی کی جائے۔"

نورانی چہرے اور نورانی منبر:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَاُنَاسًا مَّا هُمْ بِاَنْبِيَآءِ وَلَا شُهَدَآءَ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ وَالشُّهَدَآءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِّنَ اللّٰهِo"

اللہ تعالیٰ کے بندوں سے بعض وہ لوگ بھی ہیں جو نہ نبی ہیں، نہ اور نہ شہید۔ لیکن خدا کے نزدیک قیامت کے دن ان کا جو درجہ ہوگا۔ اُسے دیکھ کر نبی اور شہید بھی ان پر رشک کریں گے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا آقا!

"تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْo"

بیان فرمایا جائے وہ لوگ کون ہیں۔ فرمایا:

"هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ عَلٰى غَيْرِ اَرْحَامٍ وَلَا اَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَاo"

"یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں صرف اللہ کے لئے محبت رکھتے ہیں، حالانکہ نہ ان

Scanned with CamScanner

کا آپس میں کوئی رشتہ اور ناطہ ہے اور نہ لین دین کا تعلق ہے"

"فَوَ اللّٰہِ اِنَّ وُجُوْھَھُمْ لَنُوْرٌ o"

"خدا کی قسم اُن کے چہرے نورانی ہوں گے۔"

"وَاِنَّھُمْ لَعَلٰی نُوْرٍ o"

"اور وہ نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے۔"

"لَا یَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ o"

جب دوسرے لوگ ڈر رہے ہوں گے تو اُنہیں غم نہ ہوگا۔

پھر سرکارِ دو عالم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

"اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ o"

(ابوداؤد شریف)

معلوم ہوا کہ اصطلاح قرآنی و ارشاد حبیبِ ربانی کے مطابق۔

"اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ o"

"اولیاء کاملین کا طرۂ امتیاز ہے۔"

حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام الاولیاء حضرت شیر خدا مولا علی المرتضیٰ نے دشمن کو پچھاڑا اور چت لٹا کر اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔

اچانک اُس نے آپ کی طرف تھوک دیا۔ آپ نے اُسے چھوڑ دیا۔ وہ حیران ہوا اور پوچھا کیا وجہ ہے۔ آپ نے مجھے باوجود قابو پانے کے ترک فرما دیا۔

فرمایا: پہلے میں تجھ سے اللہ کے لئے لڑ رہا تھا۔ اَب اگر لڑتا تو اپنے نفس کے لئے لڑتا۔

لہٰذا تزکیہ نفس یہ ہے کہ

ساری زندگی اور زندگی کا ہر فعل اپنے خالق و مالک کی رضا جوئی کے لئے ہو۔

ع جیویں وی سوہنا راضی ہووے
توں مرضی دیکھ سجن دی
ع جے توں اپنی مرضی لوڑیں!
انج نہیوں گل بن دی!

سب کچھ خدا کے لئے:

اسی تعلیم کے لئے سرکار سے اعلان کروایا گیا کہ

"قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o"

(پارہ ۷ انعام آیت نمبر ۱۶۳)

اے محبوب فرما دیجئے! بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔

نفس کہتا ہے۔

سب کچھ میرے لئے اور روح کہتی ہے نہیں بلکہ

ع سب کچھ بار حوالے تیرے
جند تے جان وی تیری
میں کوجھی دا مالک توں ایں
ہور اوقات نہیں میری

تزکیہ مال:

سامعین مکرم! تزکیہ کی دوسری قسم ہے تزکیہ مال۔ یعنی مال کا پاک ہونا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی o الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی o"

(پارہ ۳۰ سورۃ الیل آیت نمبر: ۱۸-۱۷)

Scanned with CamScanner

"اور دور رکھا جائے گا۔ اس (دوزخ) سے وہ نہایت پرہیزگار جو دیتا ہے اپنا مال (دل) کو پاک کرنے کے لئے۔"

لہٰذا تزکیہ نفس کی طرح تزکیہ مال بھی فلاح کے حصول کا اہم راستہ ہے اور دراصل انفاق مال بھی تزکیہ نفس ہی ہے کیونکہ نفس کہتا ہے مال جمع کر کے رکھ اور اُسے خرچ نہ کر اور روح کہتی ہے۔ یار پر قربان کر دے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ:

حضرت بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ

جب حضرت بلال نے اسلام قبول کیا تو ان کے مالک امیہ بن خلف نے ان کو طرح طرح سے ستانا شروع کر دیا۔ ایک روز وہ آپ کو اذیت دے رہا تھا۔ آپ پر غشی طاری تھی اس وقت بھی آپ کی زبان پر احد احد جاری تھا۔ اسی اثناء میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا فرمایا:

"اَحَدٌ یُنجِیْکَ o"

جس احد کا تم نام لے رہے ہو وہی تمہیں اس ظلم سے نجات دے گا۔ حضور نے صدیق اکبرؓ سے بلال کی کیفیت بیان کی۔ راز دانِ نبوت، حضور کے مدعا کو فوراً تاڑ گئے۔ اسی وقت گھر آئے اور نصف سیر سونا لے کر امیہ بن خلف کے پاس پہنچے اور کہا۔ کیا تو بلال کو بیچنا چاہتا ہے؟

اس نے ہاں میں جواب دیا آپ نے منہ مانگی قیمت ادا کر کے انہیں خریدا اور آزاد کر دیا۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ ۵۸۲)

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلقہ عقیدت میں داخل ہونے والے سب انہی صفات سے متصف تھے۔ اور ان کی اعلیٰ ترین مثال حضرت صدیق اکبر کے عمل سے ملتی ہے۔

ہجرت سے پہلے وہ اپنی دولت نو مسلم غلاموں اور کنیزوں کو ان کے کافر آقاؤں

سے خرید کر آزاد کرنے میں صرف کرتے رہے۔ جب سفر ہجرت میں سید المرسلین کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا تو گھر میں جتنا روپیہ تھا۔ ساتھ لے لیا۔

ہجرت کے بعد جہاد کے لئے بھی سرمائے کی ضرورت ہوئی تو اس میں سب سے بڑھ کر حصہ لیا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر اپنے گھر کا سارا اثاثہ اپنے محبوب کے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دیا۔

جب حضور نے دریافت کیا کہ ابوبکر! اپنے گھر میں بھی کچھ چھوڑ آئے ہو؟ تو عرض کیا آپ کا نام اور آپ کے پروردگار کا نام چھوڑ کر آیا ہوں۔

(ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ ۵۸۶)

یعنی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے تمام اُمت محمدیہ سے بڑھ کر تزکیہ فرمایا: اور جب بھی سرکار دو عالم علیہ السلام نے کسی غرض سے آپ کو یاد فرمایا تو آپ فوراً حاضر ہوئے اور تعمیل ارشاد کرتے ہوئے اُسے پورا فرما دیا۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں:

پروانے کو چراغ عنادل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

اور جناب صائم چشتی کہتے ہیں کہ:

جانے اللہ یا اللہ دا جانے نبی!
کیویں صدیق سند غلامی لئی!
جد بھی سوہنے نوں کوئی ضرورت پئی
ہر شئی گھر دی رہیا یار توں وار دا

ذکر اسماء الٰہی:

حضرات مکرم! تزکیہ کے بعد کامیابی کا دوسرا راستہ ہے ذکر اسمائے الٰہی۔ اپنے خالق و مالک کے اسماء شریفہ کا ذکر کرنا اللہ کریم فرماتا ہے۔

"اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُo" (پارہ ۱۳ سورۃ الرعد آیت نمبر ۲۸)

"خبردار! اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔"

اقبال مرحوم نے فرمایا:

نہ دُنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

اور اقبال کے مرشد حضرت مست بادۂ قیوم مولانا روم فرماتے ہیں۔

گر تو خواہی زیستن با آبرو!
ذکر اوکن ذکر اوکن ذکر اُو
ذکر او سرمایہ ایمان بود
ہر گدا از یادِ اُو سلطاں بود!

نماز: فلاح کا راستہ

معزز سامعین!

فلاح کا تیسرا راستہ نماز ہے۔ فرمایا:

"وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰىo"

"اور ذکر کیا اپنے رب کے نام کا اور نماز پڑھی۔"

آج کل ایک ایسی گمراہ جماعت بھی منظرِ عام پر آئی ہے کہ جس کے نزدیک ذکر کی اہمیت تو ہے مگر نماز کی نہیں۔

اس جماعت کے بانی (بزعم خود امام مہدی) نے درجہ بدرجہ ذکر کی تعداد مقرر کی ہے۔ افضل آدمی پچاس ہزار مرتبہ۔ اس سے کم پچیس اور اس سے کم بیس، علیٰ ہذا القیاس سب کم۔ کم از کم پانچ ہزار مرتبہ روزانہ ذکر کرے۔

نماز رہتی ہے تو رہ جائے مگر ذکر نہ رہے۔

حالانکہ فَصَلّٰی پر فا داخل ہے۔ جو تعقیب کے لئے ہے کہ ذکر کرنے کے بعد

نماز پڑھو اور دوسرے مقام پر فرمایا نماز کے بعد پھر ذکر کرو۔

"وَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَo"

"جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو۔"

یا اللہ کتنا ذکر کریں۔

فرمایا: قیاماً۔ کھڑے ہو کر کرو۔

اگر تھک جاؤ تو۔ قعوداً۔ بیٹھ کر کرو۔ اگر پھر بھی تھکاوٹ محسوس کرو تو

وَعَلٰى جُنُوْبِكُمْo

پھر اپنی کروٹوں پر (لیٹ کر) ذکر کرو۔ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۰۳)

نماز سے قبل بھی ذکر کرو۔ نماز کے بعد بھی ذکر کرو۔

درمیان میں نماز ادا کرو۔

حضرات محترم!

تم خوش قسمت ہو ابھی ماہ رمضان الوداع ہوا تو تم نے عید کی نماز پڑھی۔

تزکیہ۔ ذکر۔ اور نماز تینوں راستوں کو تم نے عبور کیا اور فلاح کو پا لیا۔

روزہ رکھ کر۔ تزکیہ نفس کیا۔

صدقۃ الفطر دے کر۔ تزکیہ مال کیا۔

عیدگاہ میں آتے جاتے تکبیرات کا ورد کر کے۔ ذکر اسماء باری تعالیٰ کیا۔

عید کی نماز پڑھ کے۔ فَصَلّٰی پر عمل کیا۔

اللہ فرماتا ہے۔ روزے رکھو اور

"وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْo"

اللہ کی بڑائی بیان کرو اُس نے تمہیں ہدایت دی۔

"لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَo"

تا کہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔

یہ تین اعمال بھی آپ نے ماہ صیام اور عید الفطر کا موقع پا کر پورے کر لئے۔

اَب اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب نولاک، کے طفیل۔ اِس خزانہ (فلاح و بہبود) کی حفاظت کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ اِس حفاظت میں ہمارا حامی و ناصر رہے۔

غیبت - چغلی- شراب خوری- زنا- حسد- بغض و کینہ۔ دیگر روحانی امراض سے ہمیں محفوظ رکھے۔

عبارات- ریاضات- مجاہدات کی ادویات استعمال کر کے ہمیں مزید تزکیہ نفس وتزکیہ مال کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔آمین ثم آمین۔اور پھر ذکر و فکر سے اس تزکیہ کو جلا بخشنے اور نماز سے اس کی حفاظت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین!

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ○"

صحیح مسلم شریف
متن ترجمہ
مکمل 3 جلدیں
تصنیف
امیر المسلمین فی الحدیث
امام ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری
ترجمہ
ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

تیسرا خطبہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے مثل بشر

"قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ○"

"اے محبوب فرما دیجیے کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں۔"

؎ کافراں دیدند احمد را بشر!
اِیں نہ دانستند کاں شق القمر

(مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ)

Scanned with CamScanner

خطبہ:

"لِلّٰهِ الْحَمْدُ وَلِرَسُوْلِهِ الصَّلٰوتُ o"

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ o

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ o

درودشریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

معزز سامعین کرام!

ناچیز نے قرآن کریم کی جو آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس میں خالق کائنات نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے مثل بشر ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

فرمایا اے محبوب!

"قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ o" (پارہ ۱۶ سورۃ الکہف آیت نمبر ۱۱۰)

"فرما دیجئے کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں"۔

بشر۔ اور مثل بشر:

اس آیت کریمہ میں بشر موصوف ہے اور مثلکم اس اس کی صفت۔

ترجمہ: بنا ایسا بشر کہ جو تمہاری مثل ہے۔ یعنی تم بشر ہو تو وہ مثل بشر ہیں۔ لہٰذا بشریت النبی کا انکار بھی کفر ہے اور محض بشر کہنا بھی کھلی گمراہی؟

کیونکہ بشر کے ساتھ مثال دی گئی ہے۔ مثال دینے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مشبہ اور مشبہ بہ بالکل ایک ہی ہوں۔ مثلاً کوئی شخص کہتا ہے۔

"زَيْدٌ مِثْلُ الْاَسَدِ o"

"زید شیر کی مثل ہے"۔

اب اس مثال میں زید اور شیر دونوں ہے۔ شیر نہیں ہیں۔

اس طرح "بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ o"

میں یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بشر اور مثل بشر ایک ہی ہیں، بلکہ مثل بشر اور ہے اور بشر اور۔

ہاں صرف ظاہری صورت میں حضور مثل بشر ہیں۔ محض بشر نہیں ہیں۔ کہاں بشر، اور کہاں مثل بشر۔

چہ نسبت خاک رابعالم پاک

بشر نور سے بہت دور۔ — مثل بشر نور علی نور

بشر کی تخلیق پانی اور خاک سے۔ — مثل بشر کی تخلیق اللہ کے نور پاک سے۔

بشر مکھی کو نہیں ہلا سکتا ہے۔ — مثل بشر حجر و شجر کو ہلا سکتا ہے۔

بشر اور ہے مثل بشر اور ہے۔

بشر آٹھ فٹ سے اُوپر نہ جا سکے۔

مثل بشر لامکاں کی سیر فرما سکے۔

بشر اشارے سے شاخ نہ توڑے۔ مثل بشر اشارے سے چاند توڑے سورج موڑے

بشر کا تھوک وبا۔ — مثل بشر کا لعاب شفا۔

بشر مٹی کی مورت ہے۔ — مثل بشر اللہ کی صورت ہے۔

Scanned with CamScanner

بشر مادیت ہے۔ مثلِ بشر حقانیت ہے۔

بشر خاکی ہے۔ مثلِ بشر افلاکی ہے۔

بشر مٹی کی ڈھول ہے۔ مثلِ بشر کا پسینہ پھول ہے۔

؎ لباس آدمی پہنا جہاں نے آدمی جانا
مزمل بن کے آئے ہیں وہ طٰہٰ بن کے نکلیں گے
محمد حشر کے میداں میں دولہا بن کے نکلیں گے
یہ اُن کے گھر کی محفل ہے بڑے جوبن سے نکلیں گے

ظاہری صورت میں بشر کے بھی دو ہاتھ۔

مثلِ بشر کے بھی دو ہاتھ۔ مگر

بشر اشارہ کے تو بشر ہی نہ مانے۔

مثلِ بشر اشارہ کرے۔ درخت حاضر ہو جائے۔ پتھر کلمہ پڑھیں، چاند دو پارہ ہو جائے۔ سورج اُلٹے پاؤں پھرے۔

؎ سورج اُلٹے پاؤں پلٹے
چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے منکر دیکھ لے!
قدرت رسول اللہ کی!

بشر کی بھی دو آنکھیں۔ مثلِ بشر کی بھی دو آنکھیں۔ مگر

بشر دیوار کے پیچھے نہ دیکھ سکے۔

مثلِ بشر اپنے مقام سے جنت ملاحظہ فرمائے۔ ملائکہ کو دیکھے۔

بشر کی نگاہ اُٹھے۔ بیڑہ غرق کر دے۔

مثلِ بشر کی نگاہ اُٹھے تو

؎ جس طرف اُٹھ گئی دَم میں دَم آ گیا

اِس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

بشر کی بھی زبان ہے۔

مثلِ بشر کی بھی زبان ہے۔ مگر

بشر کی زبان کا فیصلہ بشر نہ مانے۔

مثلِ بشر کی زبان کا فیصلہ۔

اَدنی کو اَعلیٰ۔ اَرزل کی اَفضل۔

غلام کو امام۔ گدا کو بادشاہ۔

بیگانے کو اپنا۔ خالی کو والی۔

کافر کو مسلم بنا دے۔

؎ وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں!
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

بشر کے بھی دو پاؤں۔ مثلِ بشر کے بھی دو پاؤں۔ مگر

بشر کے پاؤں ارضِ پاکستان پر۔

مثلِ بشر کے قدم مبارک لامکان پر۔

؎ سر عرش پر ہے تیری گزر
دل فرش پر ہے تیری نظر!
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں
وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

بشر کا کلمہ:

"لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِo"

مثلِ بشر کا کلمہ:

"لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِo"

معزز سامعین حضرات!

بشر پیدا ہوتو ناپاک۔ مثل بشر پیدا ہوتو پاک۔

بشر دنیا میں آئے تو روتے ہوئے۔

مثل بشر دنیا پہ آئے تو سجدہ ریز ہوتے ہوئے۔

بشر کا ظہور ہوتو چیختے چلاتے ہوئے۔

مثل بشر کا ظہور ہوتو ربِ ھب لی اُمتی فرماتے ہوئے۔

بشر پیدا ہوتے ہوئے جس جگہ پاؤں رکھے وہ جگہ ناپاک۔

مثل بشر پیدا ہوتے ہوئے زمین پر قدم رنجہ فرمائے تو روئے زمین پاک۔

؎ مسجد اوشد ہمہ روئے زمیں!
آں امام اوّلین و آخریں

حضرات مکرم!

بشر اور ہے مثل بشر اور ہے۔

اسی لئے فرمایا کہ میں محض بشر نہیں بلکہ مثل بشر ہوں۔

بشر کی تین قسمیں:

قرآن کریم میں بشر کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

بشر خاکی۔ بشر آبی۔ بشر نوری۔

بشر خاکی:

وہ بشر جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ٥"

(پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت نمبر ۷۱)

"اے حبیب یاد فرمائیے: جبکہ فرمایا: آپ کے رب نے فرشتوں سے

میں پیدا کرنے والا ہوں، بشر کو کیچڑ سے"۔

یہ ہے پہلا بشر حضرت آدم علیہ السلام۔ جسے مٹی سے پیدا کیا گیا۔ یہ بشر خاکی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بشر خاکی نہیں۔ میں چیلنج دے کر کہتا ہوں۔

نبی کو بشر خاکی کہنے والو۔

ثابت کرو قرآن کریم میں اس بشر خاکی کے علاوہ کسی دوسرے بشر خاکی کا ذکر آیا ہو۔

تا قیام صبح قیامت ثابت نہ کرسکو گے۔

بشر آبی:

وہ بشر جو پانی (نطفہ) سے پیدا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا:

"وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا٥"

(پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت نمبر ۸۶)

"اور وہی جس نے پیدا فرمایا بشر کو پانی کی بوند سے"۔

ایک بشر خاکی کے علاوہ تمام بشر آبی ہیں کہ نطفہ سے پیدا کئے گئے۔ ملاں اس کا بھی انکار نہیں کرسکتا۔ مادشا تمام بشر آبی ہیں کیونکہ ہم سب کی تخلیق اسی نطفہ سے کی گئی ہے۔

بشر نوری یعنی مثل بشر:

وہ بشر جو نہ آبی ہو نہ خاکی بلکہ اس کی حقیقتِ نور ہو اور لباس بشری وہی مثل بشر ہے۔

رب العالمین نے حضرت جبرئیلؑ کے متعلق فرمایا کہ جب ہم نے ان کو حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے پاس بھیجا تو وہ تھے نور مگر مثل بشر بنا کر بھیجا۔

ارشادِ باری ہے:

"فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا○"

(پارہ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر۱۷)

اَب حضرت روح الامین علیہ السلام جب حضرت مریم کے پاس آئے تو ان کے۔ دو ہاتھ۔ دو پاؤں۔ دو آنکھیں۔ دو کان۔ ایک ذہن سب کچھ موجود تھا۔

پوری صورت بشر تھے مگر بشر نہ تھے۔

ان کی حقیقت نور تھی بن کے مثل بشر آئے تھے۔

لفظ تمثل نے یہ بات ثابت کر دی کہ جبرئیل مثل بشر بن کر تشریف لائے تھے۔

نور مثل بشر بن کر آ سکتا ہے:

ثابت ہوا کہ نور مثل بشر بن کر جلوہ افروز ہو سکتا ہے۔ حضرت مریم نے جب مثل بشر کو ملاحظہ کیا تو بشر سمجھ کر فرمایا۔

اَے بشر میں تو بشروں سے محفوظ رہنے کے لئے یہاں جنگل میں آئی تھی اور تو یہاں بھی آ پہنچا۔

"قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا○"

(پارہ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر۱۸)

"بولیں میں پناہ مانگتی ہوں، رحمان کی تجھ سے اگر تو پرہیزگار ہے"۔

اگر حضرت مریم ان کی ظاہری صورت کو ملاحظہ نہ فرماتیں اور انہیں معلوم ہوتا کہ یہ مثل بشر ہے۔ بشر نہیں ہے تو یہ جملہ کبھی نہ فرماتیں، چنانچہ حضرت جبرئیل امین نے ان پر یہ کہتے ہوئے صورت حال آگاہ فرمائی۔

"قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا○"

(پارہ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر۱۹)

"کہا: میں تو تیرے رب کا رسول ہوں تاکہ میں عطا کروں تجھے ایک

پاکیزہ فرزند"۔

یعنی مجھ سے مت ڈرو۔

میں بشر نہیں ہوں۔

بشر کی صورت میں تیرے رب کا رسول ہوں۔

کیا انداز مبارک ہے۔ حضرت جبرئیلؑ نے قیامت تک کا ایک قاعدہ کلیہ کائنات نسل انسانی کو بتا دیا کہ رسول مثل بشر بن کر تشریف لا سکتا ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

لیکن حضرت مریم نے بشر سمجھتے ہوئے صریحاً فرمایا کہ

"قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ○"

(پارہ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر۲۰)

"بولیں (اَے بندہ خدا) کیونکر ہو سکتا ہے۔ میرے ہاں بچہ حالانکہ نہیں چھوا مجھے کسی بشر نے"۔

یعنی آپ مجھے بیٹا عطا فرمانے آئے ہیں۔

تو وہ کیسے ہوگا جب تک کوئی بشر نہ چھوئے۔

تو حضرت جبرئیلؑ نے پھونک ماری، چند منٹوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تولد ہو گئے۔ یعنی کہ آپ نے ثابت فرما دیا۔

بشر کی پھونک سے کبھی بیٹا پیدا نہیں ہوا۔

میری پھونک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو رہے ہیں۔

پتہ چلا بشر اور ہے مثل بشر اور ہے۔

اگر میں بشر ہوتا تو میری پھونک سے حضرت مسیح کبھی وجود میں نہ آتے۔ اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ

جو بشر کے نطفہ سے پیدا ہو۔

Scanned with CamScanner

وہ مولوی ثناء اللہ ہوتا ہے۔ مولوی غلام اللہ ہوتا ہے۔

اور جو مثلِ بشر کی پھونک سے پیدا ہو وہ روح اللہ ہوتا ہے۔

اور جو اللہ کے نور سے پیدا ہو وہ حبیب اللہ ہوتا ہے۔

ثابت ہوا کہ

حقیقت نور مثلِ بشر بن کر تشریف لا سکتی ہے۔

مزید قرآن کریم سنیئے۔

اس کی تفصیل کے لئے پہلے تھوڑا سا واقعہ سماع فرمایئے۔

مفسرین کرام نے بیان فرمایا کہ

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا زاد برادر تھے۔ دونوں مصر سے ہجرت کر کے کنعان تشریف لائے اور وہاں سکونت اختیار فرمائی۔

حضرت لوط دریائے اُردن کی ترائی میں فرد کش ہوئے۔ یہ علاقہ اپنی زرخیزی و شادابی میں بے مثل تھا۔ یہاں سدوم عموراہ ادماذ بولیم کی بستیاں آباد تھیں۔

حضرت لوط کی قوم جن اخلاقی بیماریوں میں مبتلا تھی (جن کا ذکر آگے ہو رہا ہے۔) ان کی بستیوں کو زیر وزبر کرنے کے لئے جن فرشتوں کو بھیجا گیا۔ انہیں یہ بھی حکم دیا گیا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مل کر ان کی اہلیہ سارہ کو بیٹے اسحاق یا پوتے یعقوب کی پیدائش کی خوشخبری سنا کے جائیں۔

چنانچہ وہ حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں بصورت بشری حاضر ہوئے۔ جسے قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا۔

"وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ٥" (پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت نمبر ۶۹)

''اور بلاشبہ آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر انہوں نے کہا۔ (اے خلیل) آپ پر سلام ہو۔ آپ نے فرمایا تم

پر بھی سلام ہو۔ پھر آپ جلدی لے آئے ان کی ضیافت میں ایک بھنا ہوا بچھڑا''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خیال فرمایا کہ یہ دونوں بشر ہیں، سفر سے آئے ہیں۔ ان کی میز بانی ادا کرتے ہوئے ایک بچھڑا بھونا اور دستر خوان لگا کر کھانا چن دیا۔ مگر وہ دونوں بشر نہ تھے بلکہ مثلِ بشر بن کر آئے تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے خود بیان کیا کہ

"فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً٥ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ٥"

(پ ۱۲ سورۃ ہود آیت نمبر ۷۰)

''پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ نہیں بڑھ رہے۔ کھانے کی طرف تو اجنبی خیال کیا انہیں اور دِل ہی دِل میں ان سے اندیشہ کرنے لگے۔ فرشتوں نے کہا: ڈریئے نہیں' ہمیں تو بھیجا گیا ہے قومِ لوط کی طرف''۔

اِسی واقعہ کو قرآنِ کریم میں دوسری جگہ بھی بیان کیا گیا۔ سنیے!

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ

(پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت نمبر ۵۲-۵۱)

''اے محبوب! بتایئے انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا قصہ جب وہ آپ کے پاس آئے تو اُنہوں نے کہا۔ آپ پر سلام ہو''۔

آپ نے فرمایا: (اے اجنبیو) ہم تو تم سے خائف ہیں، مہمانوں نے کہا مت ڈریئے ہم آپ کو مژدہ سنانے آئے ہیں۔ ایک صاحب علم بچے کی پیدائش کا۔ ایک اور مقام پر فرمایا گیا۔

''هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ مُكْرَمِيْنَ٥ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ

Scanned with CamScanner

وَقَالُوْا سَلَامًا o قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ o فَرَاغَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ o فَقَرَّبَهٗ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ o وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ o"

(پارہ ۲۶ سورۃ الذاریات آیت نمبر ۲۶-۲۵-۲۴)

''اے حبیب! کیا پہنچی آپ کو خبر ابراہیم کے معزز مہمانوں کی جب وہ آپ کے پاس آئے تو انہوں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: تم پر بھی سلام ہو۔ (دل ہی دل میں سوچا) بالکل انجان لوگ ہیں۔ پس چپکے سے اپنے اہل خانہ کی طرف گئے اور ایک (بھنا ہوا) تازہ بچھڑا لے آئے۔ اور انہوں نے آپ کو ایک صاحب علم بیٹے کی بشارت دی''۔

حضرات محترم!

قرآن کریم کی ان تینوں آیات سے پتہ چلا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشری صورت میں آنے والے بشر نہ تھے۔ بلکہ مثل بشر تھے جن کی حقیقت نور تھی۔

ملاں کہتا ہے کہ اگر حضور بھی ان کی طرح حقیقتاً نور ظاہراً بشر ہیں تو کھاتے پیتے کیوں رہے۔ اِن فرشتوں نے تو نہیں کھایا پیا جو حقیقتاً نور ہو وہ کھایا پیا نہیں کرتا۔

حضور معلم کائنات ہیں:

ملاں کا یہ اعتراض فضول ہے اس لئے کہ فرشتے صرف ایک بیٹے کی بشارت دینے آئے تھے اور حضور علیہ السلام معلم کائنات بن کر جلوہ افروز ہوئے تھے۔

آپ نے ہر چیز کی تعلیم و تربیت فرمائی اور فرمایا:

دیکھو

کھانا اس طرح کھاؤ جیسے میں تناول فرماتا ہوں۔

پانی اس طرح پیو جیسے میں پیتا ہوں۔ غرضیکہ!

زندگی کے ہر موڑ پر میری ذات تمہاری معلم و مربی ہے اسی لئے ارشاد خداوندی ہے کہ

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ o"

(پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۲۱)

''بے شک تمہاری رہنمائی کے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے''۔

اگر آپ نہ کھاتے۔ نہ پیتے تو یہ رہنمائی کیسے ہوتی کہ کس طرح کھایا جائے اور کس طرح پیا جائے۔

معلم خدائی کے وہ بن کے آئے
اور اِک نسخہ کیمیا ساتھ لائے

ملائکہ بدر میں:

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے۔

"وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ o اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ o"

(پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۲۴-۱۲۳)

''اور بے شک مدد کی تھی تمہاری اللہ تعالیٰ نے (میدان) بدر میں حالانکہ تم بالکل کمزور تھے۔ پس ڈرتے رہا کرو تاکہ تم (اس بروقت امداد کا) شکر ادا کرتے رہو (عجب سہانی گھڑی تھی) جب آپ مومنین سے فرما رہے تھے کہ کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہاری مدد فرمائے۔ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے جو اُتارے گئے ہیں''۔

تین ہزار کے بعد پانچ ہزار ملائکہ نازل فرمانے کا ذکر فرمایا''۔

Scanned with CamScanner

"بَلٰى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلاٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَo"

(پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۲۵)

''ہاں کافی ہے اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور (اگر) آ دھمکیں کفار تم پر تیزی سے اسی وقت تو مدد کرے گا تمہاری۔ تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان والے ہیں''۔

حضرت محترم!

یہ تمام ملائکہ صورت بشری میں جلوہ گر ہوئے۔ صحابہؓ فرماتے ہیں کہ ہم جس بے ایمان کی طرف تلوار لے کر بڑھتے ہم سے پہلے سرخ پگڑیوں والے ملائکہ اسے قتل فرما دیتے۔

ملائکہ احد میں:

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ

"رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ وَمَعَهٗ رَجُلاَنِ يُقَاتِلاَنِ عَنْهُ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلاَ بَعْدُo" (بخاری شریف جلد ثانی صفحہ ۵۸۰)

''احد کے روز میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے ساتھ ساتھ دو آدمی جہاد کر رہے تھے۔ انتہائی سفید کپڑوں والے یہ دونوں آدمی زبردست قتال کرتے تھے۔ اس سے پہلے اور بعد میں نے ان کو کبھی نہیں دیکھا''۔

جبرائیل و میکائیل:

بخاری شریف کے حاشیہ پر منقول ہے کہ

"اَلرَّجُلاَنِ هُمَا مَلَكَانِ كَذَافِي الْكُرْمَانِي وَفِي التَّوْشِيْحِ زَادَ

مُسْلِمٌ يَعْنِيْ جِبْرَائِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُo" (حاشیہ ۱۴ بخاری ۵۸۰)

''یہ دونوں آدمی (جو حضرت سعدؓ نے ملاحظہ فرمائے) دو فرشتے تھے۔ جیسا کہ کرمانی نے کہا مسلم نے اس کی توضیح میں یہ زیادہ کیا کہ وہ دونوں حضرات جبرائیل و میکائیل تھے''۔

ننانوے قتل کا فیصلہ:

بخاری و مسلم میں یہ حدیث موجود ہے کہ ننانوے قتل کرنے والا آدمی جب مر گیا تو اس کو لے جانے کے لئے جنتی و جہنمی فرشتے جب آئے اور اُن کا جھگڑا ہونے لگا تو اللہ کریم نے ایک فرشتہ کو بصورت بشر بھیجا تا کہ وہ ان کا فیصلہ کرے۔

اما نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"فَمَرَّ الْمَلَكُ فِيْ صُوْرَةِ رَجُلٍ فَحَكَمَ بِذٰلِكَo"

(مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۳۵۹)

''ایک فرشتہ بصورت مرد گزرا۔ پس اُس نے ان کے درمیان اس نزاع کا فیصلہ کیا''۔

ثابت ہوا نوری فرشتہ شکل بشری میں آ سکتا ہے۔

بخاری شریف کے حاشیہ پر مرقوم ہے کہ

"فَاَتَاهُمْ مَلَكٌ فِيْ صُوْرَةِ اٰدَمِيٍّo"

(بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۴۹۴ حاشیہ نمبر ۵)

''پس ان کے پاس ایک فرشتہ آیا آدمی کی صورت ہیں''۔

علیٰ ہذا القیاس

حضرت جبرئیلؑ صورت بشر میں:

بخاری شریف میں یہ روایت موجود ہے!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

Scanned with CamScanner

بارگاہ میں ایک آدمی آیا۔

"فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ مَاالْاِيْمَانُ" الخ

"ایک مرد آیا اور سوال کیا ایمان کیا ہے"۔

اسلام کیا ہے۔ احسان کیا ہے۔

قیامت کب آئے گی۔

سرکار نے جواب مرحمت فرمایا اور جب وہ سائل چلا گیا تو فرمایا۔

"هٰذَا جِبْرِيْلُ جَآءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِيْنَهُمْ o"

(بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۲)

"یہ جبریل ہیں جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے"۔

مسلم شریف میں حضرت عمر روایت فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر تھے کہ

"اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ o شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعَرِ o"

اچانک انتہائی سفید کپڑوں اور انتہائی سیاہ بالوں والا ایک مرد حاضر ہوا۔

"لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ o"

اس پر سفر کے آثار نہ تھے اور

"لَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ o"

ہم سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔

حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ o"

"یہاں تک کہ وہ حضور کے پاس بیٹھ گیا"۔

"فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ o"

پس اُس نے حضور علیہ السلام کے مبارک گھٹنوں سے اپنے گھٹنے ملا لئے۔

"وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ o"

"اور اپنی ہتھیلیوں کو سرکار کے مبارک زانوؤں پر رکھ دیا"۔ اور پھر اسلام۔ ایمان۔ احسان اور قیامت کے متعلق دریافت کیا۔

سرکار نے جواب عنایت فرمایا تو اس نے تصدیق کی ہم حیران تھے کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق پھر وہ چلا گیا تو سرکار نے فرمایا۔

يَا عُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ o"

"اے عمر جانتے ہو سوال کرنے والا کون تھا"۔

عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں تو فرمایا۔

"فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ o"

(مسلم شریف جلد اول صفحہ ۲۷)

"بے شک یہ جبرئیل تھے تمہارے پاس دین سکھانے آئے تھے"۔

حضراتِ محترم! سفید لباس، سیاہ بال، دونوں گھٹنے دونوں ہتھیلیاں ہونے کے باوجود کسی ملاں نے جبرئیل کو اپنے جیسا بشر نہیں کہا۔

حالانکہ وہ نوریوں کا پیشوا ہے اور شکل بشری میں آیا ہے۔ معلوم ہوا کہ نور بشکل مثل بشر آ سکتا ہے۔

اگر جبرائیل! دیگر ملائکہ مثل بشر بن کر تشریف لائیں تو ان کی نورانیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

تو نبی اکرم سے مثل بشر ہونے کا اعلان کروایا جائے تو مولوی کیوں اپنے جیسا بشر کہہ کر نورانیت مصطفیٰ کا انکار کرتے ہیں؟

آیت کریمہ کا شان نزول:

ہر آیت کا مفہوم سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی شان نزول کا مطالعہ کیا

Scanned with CamScanner

جائے۔ میں نے جس آیت کریمہ کو موضوعِ سخن بنایا ہے اس کا مفہوم بیان کرنے کے
لئے شانِ نزول عرض کرتا ہوں، توجہ فرمایئے:

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَے قریشِ مکہ!

"قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِo لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ

الٰہ صرف ایک ہے۔

معبود برحق صرف اللہ ہے۔

قریشِ مکہ جو کئی معبودوں کے پجاری تھے۔

جو کئی خداؤں کے پرستار تھے۔

جو بتوں کی پوجا کرتے تھے ان کو یہ تبلیغ و دعوت اچھی نہ لگی۔ اُنہوں نے آپس
میں مشورہ کیا کہ اَب اِس تبلیغ حق کو روکنے کے لئے اعلان توحید و رسالت کو بند
کروانے کے لئے کیا کیا جائے؟

چنانچہ یہ طے ہوا کہ یہ جو فرماتے ہیں کہ

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِo"

میں اللہ کا رسول ہوں' اِن سے کوئی نہ کوئی معجزہ طلب کیا جائے۔ کیونکہ ہر نبی و
رسول اپنے دعویٰ و اعلان کی تصدیق و صداقت کے لئے معجزہ کا اظہار فرماتا رہا۔ اگر
یہ رسول ہوں گے تو یہ بھی اپنے مدعا کی صداقت کے لئے ضرور کوئی نہ کوئی معجزہ ظاہر
فرمائیں گے۔ لہٰذا ان سے معجزہ کا مطالبہ کرو اور کہو کہ اگر آپ معجزہ دکھائیں گے تو ہم
ایمان لے آئیں گے ورنہ نہیں۔

کفارِ مکہ۔ کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"ہاں بے شک میں اللہ کا رسول ہوں"۔

کفارِ مکہ!

اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو معجزات بھی لائے ہوں گے؟

حضور! کیوں نہیں۔

کفارِ مکہ! اگر آپ ہمیں معجزہ دکھا دیں تو ہم ایمان لے آئیں گے۔

حضور! کیسا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو۔

بتاؤ: جیسا تم کہو گے ویسا ہی ہم دکھا دیں گے۔

کفارِ مکہ! کیا مطلب؟

کیا معجزہ ہماری مرضی کے مطابق ظاہر ہوگا۔

حضور! ہاں بالکل تمہاری چاہت کے مطابق ہوگا اور یہی میرا کمال ہے۔

تمام انبیاء معجزات کا ظہور اپنی مرضی سے فرماتے رہے لیکن میں اظہار معجزہ
تمہاری مرضی سے کروں گا۔

بتاؤ کیسا معجزہ چاہیے۔

اگر کہو تو۔ سورج اُتار دُوں۔

اگر کہو تو۔ چاند کو بلا لوں۔

اگر کہو تو۔ درختوں کو بلا لوں۔

اگر کہو تو۔ پتھروں سے کلمہ پڑھوا دوں۔

اگر کہو تو۔ جبرئیل آ کر میری گواہی دے۔

اگر کہو تو۔ پرندے بولیں۔

نہیں' بلکہ سجدہ کریں۔

بولو: کیا چاہتے ہو؟

کفارِ مکہ نے کہا: وہ سامنے جو درخت ہے اُسے بلایئے اور وہ آ کر آپ کی

Scanned with CamScanner

گواہی دے تو۔ہم بھی گواہی دیں گے۔

فرمایا: بس۔اتنی ہی بات ہے۔

جاؤ اور اس درخت سے کہدو۔

''اے درخت تجھے رسول اللہ بلاتے ہیں''۔

ایک کافر گیا اور درخت کو حضور کا پیغام دیا۔

درخت آگے جھکا۔

پیچھے جھکا۔

دائیں جھکا۔

بائیں جھکا۔

اپنی جڑیں اکھاڑیں اور سیدھا سرکار کے قدموں پر آ کر سجدہ ریز ہو گیا اور شہادت دینے لگا۔

''اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗo''

علامہ بوصیری نقشہ کھینچتے ہیں۔

جَآءَتْ لِدَعْوَتِہِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَۃً

تَمْشِیْ اِلَیْہِ عَلٰی سَاقٍ بِلَا قَدَمٖ

کافر دیکھ رہے تھے۔

کہنے لگے۔

اب یہ درخت واپس بھی جائے۔

اشارہ فرمایا: درخت واپس ہو گیا۔کہا:

اب آدھا اپنی جگہ پر رہے اور آدھا آئے۔

آدھا وہیں رہا اور آدھا آ گیا۔

کہا: اب دوسرا بھی آ جائے۔

دوسرا آدھا بھی آ گیا۔

کہا، اب آدھا واپس چلا جائے۔

چلا گیا۔

کہا: اب دوسرا آدھا بھی چلا جائے۔

اشارہ فرمایا: تو وہ بھی چلا گیا۔

اب کفار ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔کہ ہم نے وعدہ کیا تھا۔اگر ہماری مرضی کا معجزہ دکھا دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔وعدے کے مطابق ایمان لانا پڑے گا اور ہم ایمان لانا چاہتے نہیں۔تو اب کیا کریں۔

کہا: ہم اپنے بزرگوں سے مشورہ کر لیں۔

جب واپس چلے راستے میں شیخ نجدی۔ابلیس لعین ایک مرد پیر کی صورت میں آنمودار ہوا اور کہا:

میرے فرزندو!

بزرگوں کے بغیر کامیابی نہیں ملتی۔پھنس گئے ہونا۔

اب پریشان ہو رہے ہو۔

کہنے لگے۔بابا جی! آپ کس مرض کی دوا ہیں۔اور ہمیں آپ کا کیا فائدہ!

آپ ہی کوئی ترکیب بتائیں۔

اُس نے کہا! تم کہتے ہو کہ وہ جادوگر ہے تو،

میرے بچو سنو!

جادوگر کا جادو زمین پر چلتا ہے۔آسمان پر نہیں چلتا۔

آسمان کا چاند سوائے خدا کے کوئی ٹکڑے نہیں کر سکتا۔

جلدی کرو اور جا کر اُن سے کہو۔

بس ایک شرط اور پوری کر دو۔آسمان کے چاند کو دو ٹکڑے کر دو تو ہم ایمان لے

Scanned with CamScanner

آئیں گے۔ اندر سے بڑے خوش کہ باباجی نے ایسی ترکیب بتائی ہے کہ اب ،

''نہ رہے بانس نہ بجے بانسری''

نہ یہ چاند کے دوٹکڑے کرسکیں اور نہ ہمیں ایمان لانا پڑے

''بابے بابے ای ہندے نیں بابیاں بغیر بکریاں نہیں چر دیاں''۔

سب آ گئے اور اپنا پروگرام حضورؐ کے سامنے رکھا۔

فرمایا: بس!

کیا تم اِس معجزہ کو دیکھ کر ایمان لے آؤ گے۔

کہا: جی بالکل لے آئیں گے۔

فرمایا: سوچ لو اور اچھی طرح غور وفکر کرلو۔

کہا: بالکل سوچ لیا ہے اور غور وفکر کرلیا ہے۔

آپ سب کو ساتھ لے کر جبل ابوقبیس پر تشریف لے گئے۔ چودھویں رات کا چاند پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا۔

اشارہ فرمایا:

چاند دوٹکڑے ہوگیا۔

فرمایا: اشھد وا۔ اشھد وا۔ گواہ ہو جاؤ۔ گواہ ہو جاؤ۔

ان کے ذہن میں تو یہ تھا کہ چاند کو سوائے خدا کے کوئی توڑ ہی نہیں سکتا۔

اب مختار دو عالم کو چاند توڑتے ہوئے دیکھا۔ اور چاند کو اس کے اشارہ پر رقص کناں ملاحظہ کیا تو پکار اُٹھے۔

اَنْتَ مَعْبُوْدُنَا. اَنْتَ خَالِقُنَا.

اَنْتَ رَازِقُنَا. اَنْتَ اِلٰهُنَا.

آپ ہمارے معبود ہیں۔ آپ ہمارے خالق ہیں۔

آپ ہمارے رازق ہیں۔ آپ ہمارے الٰہ ہیں۔

اَے اپنی رسالت و نبوت کا اقرار کروانے والے ہم تیری الوہیت کا اقرار کرتے ہیں، تجھے معبود مانتے ہیں۔

جبینِ نبوت پر پسینہ آیا۔

آسمان کی طرف رُخِ انور اُٹھایا اور عرض کیا۔

اَے خالق کائنات!

''میں تو انہیں تیری الوہیت کا درس دینے آیا تھا۔ یہ مجھے ہی الٰہ کہنے لگے''۔

آواز آئی، پیارے محبوبؐ!

آج اگر میری توحید کا دفاع کرنا چاہتے ہو تو قل!

فوراً کہہ دو!

''اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۝''

مجھے الٰہ و معبود کہنے والو! میں معبود نہیں۔ الٰہ نہیں، بلکہ میں تو تمہاری طرح مثل بشر ہوں۔

رب کعبہ کی قسم اگر میرا آقا اپنے مثل بشر ہونے کا اعلان نہ فرماتا۔ لوگ اُسے الٰہ کہتے۔

معبود سمجھ کر اُسے سجدے کرتے۔ مگر اُس نے مثل بشر ہونے کا اعلان فرما کر توحید کو بچالیا۔

آج یہ موحدین کہتے ہیں۔

وہ ہمارے جیسے ہی تھے۔

''نبی وی بشر تے اسی وی بشر''

میرے وی دو ہتھ، اُوہدے وی دو ای آ۔

میرا وی ویاہ ہویا تے اُوہدا وی ہویا وا۔

فرق تے کوئی وی نا ہیں۔

Scanned with CamScanner

نتیجہ کہتا ہے۔

یعنی تو عقل کے اندھو۔

ذرا عقل سے کام لو اور سوچو۔

نبی کن سے مخاطب ہو کر فرما رہا ہے کہ

"اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۝"

اور نبی کو کون اپنے جیسا کہتے اور سمجھتے رہے۔

اور پھر بتاؤ کہ کیا تم بھی اسی گروہ سے ہو؟

اگر تو تم بھی ابوجہل اینڈ کمپنی ہو تو کہتے رہو ہم تمہیں ہرگز نہیں روکتے۔ اگر اس کمپنی سے نہیں ہو تو میرے آقا کو اپنے جیسا بشر نہ کہو۔

کیونکہ نبی والوں کا۔

صحابہ کرام کا عقیدہ تو یہ ہے کہ

ہم آپ کی مثل نہیں:

"لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۝" (بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۷)

یا رسول اللہ! ہم آپ کی مثل نہیں ہیں۔

اگر مِثْلُكُمْ کے مخاطب صحابہ کرام علیہم الرضوان ہوتے تو حضور اُن سے یہ کیوں فرماتے۔

اَيُّكُمْ مِثْلِيْ. تم میں سے کون ہے میری مثل۔

اے میرے صحابہ یہ ٹھیک ہے۔

تم میں!

صداقت کا تاجدار موجود ہے۔

عدالت کا شہسوار موجود ہے۔

سخاوت کا [illegible] موجود ہے۔

شجاعت کا تاجدار موجود ہے۔

میں تمہاری مثل نہیں:

تمہاری بڑی بلند عظمت ہے۔

بڑی اعلیٰ شان ہے۔

بڑا رفیع مقام ہے۔

مگر بتاؤ تم میں سے کون ہے میری مثل۔

(بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۲۶۳، مسلم شریف جلد اوّل صفحہ ۳۵۱) پر مرقوم ہے۔ اَيُّكُمْ مِثْلِيْ. اور (ابوداؤد شریف جلد اوّل صفحہ ۳۱۹) پر مرقوم ہے۔ "اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ ۝"

"بے شک میں تمہارے جیسا نہیں ہوں"۔

(ترمذی شریف جلد اوّل صفحہ ۹۷) پر لکھا ہوا ہے کہ

"اِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ ۝"

"بے شک میں تم میں سے کسی ایک طرح نہیں ہوں"۔

تم میرے جیسے نہیں ہو۔

میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔

تو پھر "بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۝" کے مخاطب کون تھے۔

ظاہر ہے آج بھی جو "بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۝" کی ہی رٹ لگائے جاتے ہیں، وہ انہی کی معنوی اولاد ہیں۔

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ

کافراں دیدند احمد را بشر!
ایں ندا نستند کان شق القمر!

کافروں نے سرکار کو ایک بشر کی حیثیت میں تو دیکھا لیکن ان کا شق قمر فرمانا نہ

Scanned with CamScanner

دیکھا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ منکرو۔ غور کرو۔

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے
سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

اور

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری انگلی اُٹھ گئی مہہ کا کلیجہ چِر گیا

حضراتِ محترم!

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بشر محض نہیں بلکہ مثل بشر ہیں، امام اعظم الرحمتہ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَيْسَ كَالْبَشَرِo"

جس کا ترجمہ کس نے یوں کیا۔

بشر ضرور ہیں وہ داخلِ انام نہیں
شمار دانہ تسبیح میں امام نہیں

دراصل ان لوگوں کو لفظ مثلکم سے مغالطہ لگا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ نبی کی مثل بننے کا اعلان کرتے ہیں۔

مثلکم اور امثالکم:

قرآن کریم میں خداوند کریم جل وعلا شانہ، نے ارشاد فرمایا:

"وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْo" (پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر: ۳۷)

"اور انہیں ہے زمین پر چلنے والوں میں کوئی چوپایہ اور نہ اپنے پروں سے اُڑنے والا کوئی پرندہ مگر اُمت ہیں تمہاری مثل"۔

مولویو: اِدھر ہے "مِثْلُكُمْ"۔

اُدھر ہے "اَمْثَالُكُمْ"۔

اگر مثلکم کی وجہ سے حضور تمہارے جیسے اور تم حضور جیسے ہو تو پھر۔ "امثالکم" کی وجہ سے تمہیں چوپایوں، پرندوں جیسے اور چارپایوں پرندوں کو تمہارے جیسے ہونا چاہیے۔

اگر تم واقعی قرآن وسنت کو ماننے والے پکے اور سچے موحد ہو تو۔ اپنے لاؤڈ سپیکر کھول کر ہر مسجد میں اعلان کر دو کیونکہ قرآن میں چوپایوں اور پرندوں کو "امم امثالکم" کہا گیا ہے۔

لہٰذا: آج کے بعد

"ہم چوپایوں جیسے، اور چوپائے ہم جیسے"۔

اور اگر تم امثالکمo" کے لفظ کے باوجود اس مثلیت کے منکر ہو تو مثلکم کی رٹیں لگا لگا کر سادہ عوام کو گمراہ کرنے پر کیوں کمربستہ ہو۔ کوئی خوف خدا کرو۔ قبر حشر سے ڈرو۔

من اللہ نور خدا کہہ رہا ہے
مگر تم بشر ہی کہے جا رہے ہو

قیامت کے دن مصطفیٰ نے تمہیں گر
اُمتی ہی نہ جانا تو پھر کیا کرو گے

محمدؐ کا در چھوڑ کر جانے والو
ملا نہ ٹھکانہ تو پھر کیا کرو گے

Scanned with CamScanner

ہمیں کیا چلو تم خدا ہی کو مانو!
خدا گر نہ مانا تو پھر کیا کرو گے

اللہ کریم اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہمیں سرکار کے سچے اور پکے اُمتی اور غلام بننے کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور آپ کی تعظیم و توقیر کرنے کا جذبہ مرحمت فرمائے۔ آمین

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُo"

امجد الاحادیث
افادات صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ
تالیف مفتی محمد ابو الحسن قادری مصباحی بہرائچی (مدظلہ)
مکمل 2 جلدیں
اسٹاکسٹ: چوہدری کتاب گھر جی ٹی روڈ دینہ ضلع جہلم

چوتھا خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْo"

عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے

(اعلیٰ حضرت)

خطبہ:

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ٥"

درود شریف:

صَلٰوتًا وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا مَحْبُوْبَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا صَاحِبَ قَابَ قَوْسَيْنِ

معزز سامعین کرام!

ناچیز نے جس آیت کریمہ کو موضوع سخن بنایا ہے۔ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تین چیزیں بیان فرمائی ہیں۔

نمبر ایک: ادب بارگاہِ محبوب۔

نمبر دو: محبوب کی اطاعت ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اور

نمبر تین: محبوب کا بلانا اللہ ہی کا بلانا ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ٥"

(پارہ ۹ سورۃ انفال آیت نمبر ۲۴)

"اے ایمان والو! جب تمہیں اللہ اور اس کا رسول بلائے فوراً حاضر ہو جاؤ"۔

آداب محبوب:

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی بارگاہ کا ادب سکھانا چاہتا ہے کیونکہ

؎ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں سے

فرمایا: ساری کائنات میرے محبوب سے محبت کا دعویٰ کرے گی۔ لیکن اس دعویٰ میں سچا وہی ہوگا۔ جو میرے محبوب کا ادب واحترام کرے گا۔

مدعی محبت نمازی بھی ہو۔

روزے دار بھی ہو۔

حاجی بھی ہو۔

قاضی بھی ہو۔

محدث ومفسر بھی ہو۔

ادیب وخطیب بھی ہو۔

فصیح وبلیغ بھی ہو۔

مگر میرے محبوب کو اپنے جیسے جانے تو جھوٹا ہے۔

اس کا دعویٰ محبت سچا نہیں ہے کیونکہ اگر

؎ یہ نمازی کسی کو آواز دے!

اور وہ اُس کی آواز پر لبیک نہ کہے

تو ایمان کا کچھ نہیں بگڑے گا

یہ حاجی کسی کو آواز دے!

اور وہ اس کی آواز پر لبیک نہ کہے

تو ایمان کا کچھ نہیں بگڑے گا

یہ قاضی،

یہ محدث ومفسر،

Scanned with CamScanner

یہ اَدیب و خطیب،

یہ فصیح و بلیغ،

یہ متقی و پرہیزگار، کسی کو آواز دیں اور وہ ان کی آواز پر لبیک نہ کہے تو ایمان کا کچھ نہیں بگڑے گا۔

اور اگر میرا محبوب کسی کو آواز دے تو وہ اس کی آواز پر لبیک نہ کہے تو ایمان کا کچھ نہیں رہے گا۔

ستیاناس ہو جائے گا۔

بیڑا غرق ہو جائے گا۔

معلوم ہوا کہ

خداوند تعالیٰ بتانا چاہتا ہے کہ میرے محبوب کی عظمت، اُس کا وقار، اُس کا ادب واحترام، ساری کائنات سے زیادہ ہے۔

کائنات بلائے تو نہ جانے سے ایمان کا کچھ نہیں بگڑتا مگر میرا محبوب **بلائے نہ** جانے سے ایمان کا کچھ نہیں رہتا۔

پتہ چلا:

ایمان نام ہے تعظیم محبوبؐ کا۔

جو حضورؐ کی تعظیم نہ کرے۔

خواہ نمازی ہو۔

متقی ہو۔

پرہیزگار ہو۔

حاجی ہو۔

مفسر ہو۔

محدث ہو۔

خواہ سردار مکہ ہو۔

ایمان سے اُس کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

آواز سے آواز اُونچی نہ کرنا:

آداب محبوبؐ سکھاتے ہوئے فرمایا:

"لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ۝"

(پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت نمبر ۲)

"خبردار! دیکھنا میرے محبوبؐ کی آواز سے آواز اُونچی نہ کر لینا ورنہ تمہارے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے"۔

اَیسے نہ بلانا جیسے آپس میں بلاتے ہو:

آداب محبوب سکھاتے ہوئے فرمایا:

"لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۝"

(پارہ ۱۸ سورۃ النور آیت نمبر ۶۳)

"خبردار! میرے محبوب کو ایسے نہ پکارنا جیسے ایک دوسرے کو آپس میں پکارتے ہو بلکہ آداب والقاب کے ساتھ پکارنا"۔

بے اجازت نبیؐ کے گھر نہ جانا:

آداب محبوبؐ سکھاتے ہوئے فرمایا:

"لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ ۝"

(پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۳)

"خبردار! میرے محبوب کے گھر بلا اجازت داخل نہ ہونا۔ وہی داخل ہو جسے میرا یار اجازت مرحمت فرمائے"۔

Scanned with CamScanner

راعنا نہ کہنا:

آدابِ محبوب سکھاتے ہوئے فرمایا:

لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَاo" (پارہ ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۰۴)

"میرے محبوب کو رَاعِنَا کہہ کر مخاطب نہ کرنا بلکہ یوں کہنا"۔

"اُنْظُرْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِo"

"یا رسول اللہ نظر کرم فرمائیے"۔

عَلٰی ھٰذَا الْقِیَاسِ، واضح طور پر بھی اعلان فرما دیا۔

تعظیم و توقیر کرنا:

"لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُo"

(پارہ ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر ۸)

"تاکہ ایمان لائیں، اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ اور آپ کی تعظیم و توقیر کریں"۔

اسی طرح فرمایا:

میرا محبوب آواز دے تو اُسے فوراً لبیک کہنا۔

کیونکہ تعظیم اسی میں ہے، توقیر اسی میں ہے کہ

"یار کی طرف سے بلاوا آئے تو ہر کام موقوف اور یار کی بات مقدم"۔

میاں صاحب فرماتے ہیں۔

ے جیویں وی سوہنیاں راضی ہووے
توں مرضی دیکھ سجن دی

جے توں اپنی مرضی لوڑیں!
اگ نہیوں گل بن دی!

اطاعت محبوبؐ:

دوسری بات جو اِس آیت کریمہ سے واضح ہوئی وہ یہ ہے کہ ہر فرض سے اہم فرض سرکار کی اطاعت ہے۔

نماز سے اہم۔

روزہ سے اہم۔

حج سے اہم۔

زکوٰۃ سے اہم۔

جہاد سے اہم۔

کیونکہ حکم یہ ہے۔

"اِذَا دَعَاکُمْo"

جب بھی میرا محبوب تمہیں بلائے۔

تم کسی حالت میں ہو فوراً آ جاؤ۔

نماز پڑھ رہے ہو۔

چھوڑ دو۔ اور

حاضر بارگاہ محبوب ہو جاؤ۔

میدان عرفات میں "لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَo" کی صدائیں لگا رہے ہو۔

میرا یار بلائے فوراً آ جاؤ۔

صفہ مروہ پر سعی کر رہے ہو آواز محبوب کانوں میں آ گئی۔

پہلے محبوب کی بات سنو۔

کیونکہ وہ ہر فرض سے مقدم ہے۔

اس کی آواز پر لبیک کہنا ہر فرض سے اہم ہے۔

یاد رکھو!

Scanned with CamScanner

نماز اُس پر قربان کی جا سکتی ہے اُسے نماز پر نہیں۔

روزہ اُس پر قربان کیا جا سکتا ہے اُسے روزہ پر نہیں۔

حج۔ سعی۔ تقبیل الحجر۔

ہر عبادت اس پر قربان کی جا سکتی ہے وہ کسی عبادت پر نہیں۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ ہیں
اُصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اور بقول اقبال مرحوم:

نماز اچھی روزہ اچھا، حج اچھا، زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے، کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

عقیدہ اہلسنت و جماعت:

الحمد للہ! اہلسنت و جماعت حنفی بریلوی کا یہی عقیدہ ہے۔

ہر عبادت۔ ہر ریاضت

ہر اہم سے اہم فرض موخر اور ذات مصطفیٰ مقدم۔

یہی صحابہ کرام کا عقیدہ و ایمان ہے۔

ملاحظہ فرمایئے سرکار کے صحابی حضرت ابو سعید بن معلی نماز ادا فرما رہے ہیں۔

سرکار نے آواز دی۔ اے ابو سعید۔

خیالِ مصطفیٰ نماز میں:

صحابی کو دورانِ نماز خیال آیا۔

یار کی آواز — آقا کی آواز

محبوب کی آواز — اللہ اکبر!

کیا غضب کیا تیری یاد نے
مجھے آستایا نماز میں

میرے وہ بھی سجدے ادا ہوئے
جو قضا ہوئے تیری یاد میں

مجھے کیا خبر تھی رکوع کی
مجھے کیا خبر تھی سجود کی

تیرے نقش پا کی تلاش تھی
کہ جھکا رہا میں نماز میں

کئی بدبختوں کا عقیدہ بد:

کئی ایسے بھی بد بخت ہیں جن کی نماز۔ زنا۔ گدھے۔ بیل کے خیال سے تو نہیں ٹوٹتی مگر مگر سرکار کے خیال سے ان کی نماز ہوتی ہی نہیں، پڑھیئے صراط مستقیم۔

مولوی اسماعیل دہلوی صاحب تحریر کرتے ہیں۔

"زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔ غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو، وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔

(صراط مستقیم صفحہ ۲۰۱ مطبوعہ کشمیری بازار لاہور)

اب یہ اسماعیل دہلوی اینڈ کمپنی ہی بتائے کہ حضرت ابو سعید بن معلی کی نماز

Scanned with CamScanner

ہوئی یا نہیں کیونکہ ان کی نماز میں سرکار کا خیال موجود ہے۔

ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں:

سرکارِ دو عالمؐ ضعف طبع کے باعث مسجد میں تشریف نہ لائے۔ جب نماز کا ٹائم ہوا تو فرمایا:

اَصَلَّی النَّاسَ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی۔

عرض کیا گیا: سرکار کا انتظار ہے۔ فرمایا:

"مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِo" (بخاری جلد نمبر صفحہ ۹۳)

لیجاؤ ابوبکر کو ہماری جگہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

صدیق اکبر مصلی امامت پہ

تمام صحابہ پیچھے

اَب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ مبارکہ کا پردہ سرکایا اور صحابہ کرام کی اقتداء اپنے یارِ غار کی امامت میں ملاحظہ فرمائی۔

پھر آپ کی طرف صحابہ نے دیکھا اور سرکار کے نورانی چہرۂ مبارکہ کا نظارہ کیا۔

"کَاَنَّ وَجْھَہٗ وَرَقَۃُ مُصْحَفٍo"

گویا کہ سرکار کا رُخ انور مصحف کا ورق ہے۔ اِسی حالت میں حضرت صدیق اکبر جائے نماز سے پیچھے ہٹنے لگے اور سرکارؐ نے فرمایا:

"اَتِمُّوا صَلٰوتَکُمْo"

"اپنی نماز پوری کرو"۔

بخاری کی اس روایت کے مطابق میں ان اسماعیل اینڈ کمپنی کے ملاؤں سے سوال کرتا ہوں کہ صحابہ کا کہنا۔

"کَاَنَّ وَجْھَہٗ وَرَقَۃُ مُصْحَفٍo"

"گویا کہ سرکار کا رُخ منورہ مصحف کا ورق ہے"۔

کیا ان صحابہ کرامؓ نے نماز میں اس رُخ انور کو ملاحظہ کیا تھا یا نہیں؟

اگر نہیں تو یہ کیوں فرمایا کہ ان کا رُخ انور ورقہ مصحف کی طرح ہے؟

اگر ملاحظہ کیا تھا تو سرکار کا خیال آیا کہ نہیں؟

اگر نہیں آیا تو بھی یہ کہنا بے جا ہے اور اگر آیا تو بتاؤ صحابہؓ کی نماز ہوئی کہ نہیں۔

فعل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے:

علماء فرماتے ہیں، فعل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ بتاؤ مولویو؟

سیّدنا صدیق اکبر نے حضور علیہ السلام کے لئے مصلےٰ چھوڑنا چاہا تو آپ سے فعل کثیر سرزد ہوا کہ نہیں؟

علماء نے لکھا کہ آپ خاصے پیچھے آ گئے۔

کیا یہ فعل کثیر ہے کہ نہیں؟

اگر فعل کثیر ہے تو پھر آپ کی نماز ہوئی کہ نہیں؟

اور پھر جب سرکار نے فرمایا:

"اَتِمُّوا صَلٰوتَکُمْo"

"اپنی نماز پوری کرو"۔

ائمہ فرماتے ہیں، خارج اَز نماز کے لقمہ سے اگر نماز میں عمل کیا کہ تو نماز نہ ہو گی تو کیا صحابہ کے اس امام نے خارج از نماز کے لقمہ پر عمل کیا کہ نہیں؟ اگر کیا تو پھر ان کی نماز ہوئی کہ نہیں؟

پھر جب سرکار نے اِنہیں مخاطب کیا تو ان کو سرکار کا خیال آیا کہ نہیں؟

اگر آیا تو ان کی نماز ہوئی کہ نہیں؟

اسماعیل اینڈ کمپنی پر یہ تمام سوالات آج بھی بطور قرض موجود ہیں مگر۔ یہ ہٹ دھرم کمپنی زہر کا پیالہ تو پی سکتی ہے لیکن اپنا فتویٰ واپس نہیں لے سکتی۔

عشاقانِ رسالت کا تو یہ ایمان ہے کہ وہ نماز ہی کیا جس میں سرکار علیہ السلام کا

Scanned with CamScanner

خیال نہ ہو اور نماز میں ہم جب بھی

"اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ o"

پڑھتے ہیں تو سرکار دو عالم کو حاضر و ناظر تصور کر کے پڑھتے ہیں اور اگر ایسا نہ ہو تو ہم بقول درویش لاہوری یہ سمجھتے ہیں کہ

؎ تیری نماز بے سرور تیرا امام بے حضور
ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر

حضرت ابوسعید معلیؓ:

حضرت سعید بن معلی نے نماز پوری کی اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو سرکار نے فرمایا:

"مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِیَ o"

"تمہیں کس چیز نے میرے پاس آنے سے روکا"۔

اور حاشیہ میں موجود ہے کہ

حضرت سعید نے عرض کیا:

"اِنِّیْ كُنْتُ اُصَلِّیْ o"

یارسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ فرمایا:

"اَلَمْ یَقُلِ اللّٰهُ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ o" الخ

"کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ جب رسول اللہ بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ"۔

(بخاری شریف جلد ثانی صفحہ ۶۶۹)

حضرت مولا علیؓ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر ادا فرمالی۔ سرکار مولا علی نے ابھی ادا نہ فرمائی تھی۔

وضو فرما کر نماز کی نیت کی ہاتھ تکبیر اُولیٰ کہتے ہوئے اُٹھائے ہی تھے۔ ابھی نیت نہ باندھی تھی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک آئی۔ یا علی!

سرکارِ علی نے نماز کو وہیں چھوڑا اور بارگاہ مصطفوی میں حاضر ہوئے۔ فرمایا:

اَے علی ہم نے آرام فرمانا ہے۔

نبی اکرم نے اپنا سرِ اقدس حضرت علی کی گود مبارک میں رکھ دیا اور آرام فرمانے لگے۔

گود مرتضیٰ کی — سر مصطفیٰ کا
نگاہ امام الاولیاء کی — چہرہ امام الانبیاء کا

علی کی نگاہیں چہرۂ نبی پر جمی ہوئی ہیں۔ اور کائنات کی نگاہیں علی کی گود پہ۔

کیا نظارہ ہے۔

کیا سماں ہے کہ

؎ زمیں پر عرش اعلیٰ کے نشاں معلوم ہوتے تھے!
علی کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے تھے!

آج نبیؐ کے چہرۂ انور پر نگاہیں گاڑھ کر وہ شخصیت مصروف عبادت عاشقاں ہے۔ جس کا چہرۂ دیکھنا خود عبادت ہے۔

علی کا چہرۂ دیکھنا عبادت ہے:

سرکارِ دو عالم علیہ السلام نے فرمایا:

"اَلنَّظْرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَةٌ o"

"علی کو دیکھنا عبادت ہے"۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۲)

ایک اور روایت کے مطابق

مصحف کو دیکھنا عبادت۔

کعبہ کو دیکھنا عبادت، اسی طرح علی کو دیکھنا بھی عبادت۔

Scanned with CamScanner

(تفسیر عزیزی پارہ نمبر صفحہ ۳۰)

محبوب کریم کے چہرۂ انور کو دیکھتے دیکھتے وقت گزر گیا اور نماز عصر کا وقت تنگ ہو گیا۔

اَب مولائے کائنات نے سوچا کہ محبوب کو جگا دوں یا نماز آرام محبوب پر قربان کر دوں۔

معاً عشق نے صدا دی۔ اَے علی

؎ نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

جیسے جیسے وقت گزرتا گیا۔

نماز قضا ہونے کا خطرہ دامنگیر ہوتا گیا۔

مگر سرکار کو نہ جگایا۔

بلکہ آرام مصطفیٰ پر حکم خدا کو قربان کر دیا۔

اللہ فرماتا ہے:

''حَافِظُوْا عَلَى الصَّلٰوتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى o''

(پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۳۸)

''نمازوں کی پابندی کرو اور خصوصاً درمیان کی نماز (عصر) کی''۔

نمازِ عصر کی اہمیت:

یہ وہ تاکیدوں والی نماز ہے کہ جنگ خندق میں عصر کی نماز قضا ہو گئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى o''

''اللہ تعالیٰ ان کفار کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے انہوں

نے ہمیں درمیانی نماز پڑھنے سے مصروف رکھا''۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل صفحہ ۱۶۶)

مگر عظمت مصطفیٰ اور مقام حبیب خدا ملاحظہ کیجئے کہ

؎ مولا علی نے وار دی تیری نیند پر نماز
وہ بھی عصر کی سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

سورج واپس پلٹا:

مگر سرکار دو عالم نے نماز عصر سرکار اعلیٰ المرتضیٰ سے ادا کروائی۔ اشارہ فرمایا اور سورج کو نماز عصر کے ٹائم پر واپس پلٹا دیا۔ اور حضرت علی المرتضیٰ نے نماز ادا فرمائی۔

روایات میں موجود ہے کہ نبی اکرم نے ہاتھ مبارک اُٹھائے اور دعا فرمائی، اَے باری تعالیٰ

''اِنَّهٗ كَانَ فِيْ طَاعَتِكَ وَطَاعَتِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ o''

''بے شک علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا اس کے لئے سورج کو لوٹا دے''۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ

''طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ o''

''سورج غروب ہونے کے بعد پھر طلوع ہو گیا''۔

(حجۃ اللہ علی العٰلمین صفحہ ۳۹۸، شرح مسلم نووی جلد دوم، صفحہ ۸۵، خصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ ۲۸، تفسیر خازن جلد دوم صفحہ ۳۰، کنز الاعمال جلد دوم صفحہ ۲۷۷، شواہد النبوۃ صفحہ ۲۹۰، موضوعات کبیر، جلد دوم صفحہ ۸۶، تفسیر معالم التنزیل، جلد دوم صفحہ ۳۰)

معلوم ہوا صحابہ کرام کے نزدیک اللہ کی نماز سے بھی حضور علیہا السلام کی ذات با برکات اور اس کی تعمیل ارشاد مقدم تھی۔

Scanned with CamScanner

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں!
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

مقام مصطفیٰ ﷺ:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقام ہے کہ بانیٔ مقام ولایت اپنی نماز کو سرکار پر قربان فرما رہے ہیں۔

حضرت ابو سعید بن معلیٰ جیسی مقتدر شخصیت سرکار کی خاطر اپنی نماز کو قربان کر رہی ہے۔

مگر ایک وقت وہ بھی آیا کہ

مقام حسینؓ:

نماز علی کی نہیں نبی کی تھی۔

مسجد نبوی میں امام مصطفیٰ تھے اور مقتدی صحابہؓ اس کی نماز جس پر علی کی نماز بھی قربان۔

صحابہؓ کی نماز بھی قربان۔

صحابہؓ نمازیں قربان وہ حسین کیلئے نماز طویل فرما رہا تھا۔ اور نقشہ کچھ یوں تھا کہ

سر مبارک تھا سجدے اندر
نماز سرور پڑھا رہے تھے
حضورؐ آگے صحابہؓ پیچھے
کر فرض اپنا ادا رہے تھے
یہ حال ایسے میں مسکراتے شبیر

جو گھر سے آ رہے تھے!
حسین پشت نبیؐ پہ بہہ کے!
زمانے بھر کو بتا رہے تھے
ملے گی جنت پیے گا کوثر
اسی کو محشر میں چین ہو گا
نماز اس کی قبول ہو گی کہ
جس کے دل میں حسین ہو گا

بخدا خدا کا یہی ہے در:

تیسری بات جو اس آیت کریمہ سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ نبی کا بلانا خدا کا بلانا ہے۔ فرمایا:

اِذَا دَعَاكُمْ جب نبی تمہیں بلائے۔

حالانکہ پیچھے یہ الفاظ ہیں کہ

"اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ o"

لبیک کہو اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اب آگے بھی اسی کے مطابق صیغہ تثنیہ کا آنا چاہیے تھا اور یوں ارشاد ہونا چاہیے تھا کہ

"اِذَا دَعَوَاكُمْ o"

جب یہ دونوں تمہیں بلائیں۔

مگر اللہ کریم نے صیغہ واحد کا فرما کر یہ واضح فرما دیا کہ

اس کا بلانا...... میرا بلانا ہے۔

میرا بلانا...... اسی کا بلانا ہے۔ بلکہ

اس کا بولنا ..... میرا بولنا ہے۔

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى o اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى o"

Scanned with CamScanner

اس کا مارنا...... میرا مارنا ہے۔

"وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى٥"

اس کی بیعت...... میری بیعت ہے۔

"اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ٥"

اس کا ہاتھ...... میرا ہاتھ ہے۔

"يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ٥"

اس کی اطاعت...... میری اطاعت ہے۔

"وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ٥"

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر!
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

دُعا ہے کہ اللہ کریم جل جلالہ، ہمیں قرآن کریم کے مطابق سرکار کی عظمت کے پھریرے لہرانے کی توفیق عطا فرمائے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے ہمیں وافر حصہ عطا فرمائے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد سے اُجالا کر دے

اِن آیات و احادیث اور افعالِ صحابہؓ سے جو تعظیمِ مصطفٰی کا ظہور ہوتا ہے ہمیں بھی ایسی تعظیم کی توفیق نصیب فرمائے۔

حضراتِ محترم!

ذرا ملاحظہ ہو صحابہ کرام سرکار کی کس طرح تعظیم کیا کرتے تھے۔ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ

"وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى

وَالنَّجَاشِيْ وَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهٗ اَصْحَابُهٗ مَا يُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا رَجُلٌ وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمْ اِبْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وُضُوْئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظْرَ تَعْظِيْمًا لَهٗ٥" (بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۳۷۹)

"اللہ کی قسم بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں۔ لیکن خدا میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی طرح تعظیم کرتے ہو جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی آپ کی تعظیم کرتے ہیں، اللہ کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا تھوک کسی نہ کسی آدمی کی ہتھیلی پر گرتا ہے جسے وہ آدمی اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔ اور جب وہ کوئی حکم فرماتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے اور جب وہ وضو فرماتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ وضو کا مستعمل پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ لڑ مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے اور جب ان کی بارگاہ میں بات کرتے ہیں تو اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور تعظیماً ان کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے"۔

اِس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ایسی تعظیم کرتے تھے جو کہیں اور دیکھنے میں نہ آئی۔ مگر آجکل تو مولوی اسمٰعیل دہلوی کے چیلے اس کی اِس بات کی تقلید کرتے ہیں کہ

عقیدہ فاسدہ:

اُولیاء و انبیاء سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو اُن کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم اُن

Scanned with CamScanner

کے چھوٹے ہیں سوان کی اِنسانوں کی سی تعظیم کرنی چاہیے۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۵۰ مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی دیوبندی' وہابی چھاپہ دیوبند)

حضرات گرامی:

کیا صحابہ کرامؓ نے حضور کی تعظیم بڑے بھائی جیسی کی؟

کیا کوئی اپنے بڑے بھائی کا تھوک اپنی ہتھیلی پر لیتا ہے؟

کیا کوئی اپنے بڑے بھائی کا تھوک چہرے اور بدن پر ملتا ہے؟

کیا کوئی اپنے بڑے بھائی کے مستعمل پانی کو حاصل کرتا ہے؟

کیا کوئی اپنے بڑے بھائی کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکتا؟

کیا یہ صحابہؓ کے غلام ہیں:

اَفسوس ہے اُن مولویوں پر جو اپنے آپ کو صحابہ کرامؓ کے متبعین بھی کہتے ہیں اور عملی طور پر صحابہ کرام کی مخالفت بھی کرتے ہیں' اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلواتے ہیں۔

کرے مصطفیٰ کی اَہانتیں
کھلے بندوں ان پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی
اَرے ہاں نہیں اَرے ہاں نہیں
وہ حبیبؐ پیارا تو عمر بھر کرے
فیض وجود ہی سر بسر!
اَرے تجھ کو کھائے تپ سقر!
تیرے دل میں کس سے بخار ہے

ملاحظہ کیجئے!

الوجیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رَئَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ وَھُوَ بِالْاَبْطَحِ فِیْ قُبَّۃٍ حَمْرَآءَ مِنْ آدَمٍ رَئَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَئَیْتُ النَّاسَ یَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِکَ الْوُضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْہُ شَیْئًا تَمَسَّحَ بِہٖ وَمَنْ لَّمْ یُصِبْ مِنْہُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ یَدِ صَاحِبِہٖ۝" (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۷)

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ شریف کے ابطح میں دیکھا وہ چمڑے کے خشک خیمہ میں تشریف فرما تھے اور میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُنہوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا مستعمل پانی (ایک لگن میں) لیا اور لوگوں کو دیکھا کہ جلدی جلدی اِس پانی کی طرف دوڑ رہے ہیں تو جس کو اِس میں سے کچھ حاصل ہوگیا اس نے (اپنے چہرہ وغیرہ پر) اِس کو مل لیا اور جس نے نہیں پایا تو اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تری لے لی"۔

حضرات گرامی!

ملاں سے پوچھیے!

نبی کو اپنے جیسے کہنے والو:

کیا کبھی تیرے چھوٹے بھائی نے تیرا مستعمل پانی حاصل کیا؟

اگر پانی نہ ملا تو کسی اور نے وہ برتا ہو اور اس سے چھوٹے بھائی نے حاصل کیا ہو؟

نبی کو اپنی مثل بشر کہنے والو۔

تمہارا مستعمل پانی	گٹر میں
نبی کا مستعمل پانی	صحابہ کے چہروں پر
تمہارا مستعمل پانی	وبا ہی وبا

نبی کا مستعمل پانی   شفا ہی شفا

حضورؐ کا خون مبارک:

بلکہ پانی تو ایک طرف سرکار کا خون مبارک شفا ہے حالانکہ اللہ نے خون انسان حرام قرار دیا ہے بلکہ ہر قسم کا جاری خون دم مسفوح حرام ہے مگر جس نے سرکار کا مبارک خون پی لیا۔ جہنم سے آزاد ہو گیا۔ ملاحظہ ہو ایک قریشی غلام نے پچھنا لگانے کے بعد حضور علیہ السلام کا نکلا ہوا خون مبارک پی لیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اِذْهَبْ فَقَدْ اَحْرَزْتَ نَفْسَكَ مِنَ النَّارِo"

(الخصائص الکبریٰ جلد ثانی صفحہ ۲۵۲)

"جاؤ تم نے اپنے آپ کو جہنم سے آزاد کر لیا"۔

کبھی کسی مولانا صاحب کا خون بھی کسی نے پیا۔

بلکہ اُلٹا مولانا صاحب لوگوں کا خون چوستے ہیں اور جہنم کا ایندھن بنتے ہیں۔

حضورؐ کا بول مبارک:

حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، ایک مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اُٹھے اور گھر کی ایک جانب ایک (لکڑی کے) برتن میں بول فرمایا۔

"فَقُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ وَاَنَا عَطْشَانَةٌ فَشَرِبْتُ مَا فِيْهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ اَخْبَرْتُهُo"۔

میں رات کو اُٹھی اور مجھے بہت پیاس تھی میں نے اُسے پی لیا اور جب صبح ہوئی تو حضورؐ کو بتا دیا۔

"فَضَحِكَ وَقَالَ اِنَّكِ لَنْ تَشْتَكِيْ بَطْنَكِ بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ اَبَدًاo"

(حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ ۶۸۸)۔

"حضور مسکرائے اور فرمایا بے شک آج کے بعد کبھی تجھے پیٹ کا مرض نہ ہوگا"۔

ملاں جی کو چاہیے کہ اگر وہ بھی نبی جیسے ہیں تو اپنی کسی خادمہ کو اپنا پیشاب پلا کر دِکھائیں۔

ملاں کا پیشاب   نری بدبو اور غلیظ
حضور کا بول مبارک   نری خوشبو اور پاک

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

"دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ فَدَخَلْتُ فَلَمْ اَرَى شَيْئًا وَوَجَدْتُ رِيْحَ الْمِسْكِo"

(حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۶۸۸)

"نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بیت الخلاء میں تشریف لے گئے۔ بعد میں جب میں گئی تو میں نے وہاں کچھ نہ دیکھا اور میں نے وہاں کستوری کی خوشبو پائی"۔

گرامی حضرات!

کیا ملاں کے بڑے بھائی صاحب کی لیٹرین میں سے بھی کبھی خوشبو آتی ہے۔

نہیں اور ہرگز نہیں۔

تو پھر تعظیم بھی بڑے بھائی کی سی نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ اپنے آقا و مولا کی سی کرنی چاہیے۔

حضور تو انبیاء کرام کے آقا و مولا ہیں۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبیؐ
سب سے بالا و والا ہمارا نبیؐ
خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسل

اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبیؐ

انبیاء نے حضورؐ کی تعظیم کی:

حضور جب شب معراج بیت المقدس میں تشریف لے گئے تو تمام انبیاء آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ واقعہ معراج جن کتب میں موجود ہے ان سب میں انبیاءِ کرام کا تعظیماً کھڑا ہونا اور ان الفاظ سے سلام پڑھنا منقول ہے کہ

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ o

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اٰخِرُ o

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ o" (معارج النبوت جلد سوم صفحہ ۱۲۹)

پتہ چلتا ہے کہ

حضور کی تعظیم صحابہ نے کی۔

حضور کی تعظیم ملائکہ نے کی۔

حضور کی تعظیم انبیاء نے کی۔

حضور کی تعظیم رسولوں نے کی۔

ابوجہل نے نہیں کی:

مگر ابوجہل نے نہیں کی۔

اُس نے جب حبیب یمنی کے کہنے پر سرکار کو اپنے ہاں بلایا اور اپنے سب تبعین کو سمجھایا کہ

خبردار!

محمد آئے تو اس کی تعظیم نہ کرنا۔ کھڑے نہ ہونا۔

مگر جب حضور تشریف لائے تو سب سے پہلے چاچا جی آپ ہی اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ بعد میں ان سب نے پوچھا۔

سردار جی! آپ تو ہمیں تعظیم سے روکتے تھے اور اب آپ خود کھڑے ہو گئے تھے۔

سردار جی نے کہا!

بھائیو میں کب کھڑا ہوا تھا۔

میں تعظیم مصطفیٰ کے لئے اُٹھوں یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ دراصل بات یہ ہے کہ مجھے کان سے پکڑ کر کسی نے اُٹھایا اور کہا۔ اُٹھ امام الانبیاء تشریف لا رہے ہیں۔ میں اُٹھ کے کھڑا ہو گیا۔ (عام کتب سیرت)

معلوم ہوا:

پتہ چلا

نبی کی تعظیم کرنا صحابہ کی سنت،

نبی کی تعظیم کرنا ملائکہ کی سنت،

نبی کی تعظیم کرنا انبیاء کی سنت،

نبی کی تعظیم کرنا رسولوں کی سنت،

اور تعظیم نہ کرنا

ابوجہل کا طریقہ

ابولہب کا طریقہ

اُس کی پارٹی کا طریقہ ہے۔

اَب تمہاری مرضی ہے کہ چاہے تو

اَب تمہاری مرضی ہے:

صحابہ کی پارٹی بنو۔

ملائکہ کی پارٹی بنو۔

Scanned with CamScanner

انبیاء کی پارٹی بنو۔

رسولوں کی پارٹی بنو

اور چاہے تو

ابوجہل کی پارٹی بنو۔

ابولہب کی پارٹی بنو۔

عتبہ۔عتیبہ۔شیبہ کی پارٹی بنو۔

؎ پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا
کئے جاؤ میخوارو کام اپنا اپنا

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُo"

☆☆☆

تصانیفِ اعلیٰ حضرت سے ماخوذ سیرت الرسول ﷺ کا عظیم علمی و تحقیقی مجموعہ
سیرتِ مصطفیٰ جانِ رحمت
افادات شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
مکمل چار جلدوں میں

پانچواں خطبہ

"وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًاo"

حُسن بے مثال

؎ وہ ایسے حسین یکتا ہیں!
اللہ رے شان یکتائی

جس وصف کو اُن سے نسبت ہو!
وہ وصف بھی یکتا ہو جائے

Scanned with CamScanner

خطبہ:

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا ○ اَمَّا بَعْدُ!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

"وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○"

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ○

؎ وہ ایسے حسین یکتا ہیں!
اللہ رے شان یکتائی

جس وصف کو اُن سے نسبت ہو!
وہ وصف بھی یکتا ہو جائے

ہر انسان کا مرکزِ حسن دو چیزیں ہوا کرتی ہیں۔

۱۔ حسن صورت۔

۲۔ حسن سیرت۔

جس کی وجہ سے اِنسان کو حسین وجمیل یا قبیح و بدصورت کہا جا سکتا ہے۔

اگر ظاہری صورت اچھی ہو لیکن سیرت اچھی نہ ہو تو خوبصورت تو ہو گا۔ لیکن باوجود خوبصورت ہونے کے وہ لوگوں کے لئے مرکزِ نفرت ہو جائے گا۔ کیونکہ اس سے لوگ مستفید و مستفیض نہیں ہو سکتے صورت تو اچھی لیکن اخلاق اچھا نہیں وہ باحیاء نہیں یا بلند کردار نہیں ہے تو وہ انسان حسین کامل نہ ہو گا بلکہ یہ نقص اس کی خوبصورتی کو بھی چھپا لیں گے۔

اگر ظاہری صورت تو اچھی نہ ہو مگر سیرت و کردار بلند ہو تو باوجود اس کے کہ وہ

اپنے کردار کی وجہ سے لوگوں کی محبت کا مرکز بنے لیکن لوگ اس سے بوجہ بدصورتی کے محبت نہ کریں گے لہٰذا اِس کی بدصورتی اِس کے حسن کردار کو بھی چھپا لے گی۔

جو اِنسان بلند کردار وحسن سیرت وصورت کا مالک ہو گا وہ سب کی نظر میں محبوب ہو گا اور قابل وتکریم بھی،

اللہ کریم نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہرنوع حسین وجمیل بنایا۔

ساری کائنات کے حسینوں سے حسیں اور تمام باکرداروں سے بلند بالا کردار والے خدا نے آپ کو خوبصورت بھی بنایا اور خوب سیرت بھی۔

؎ تیری صورت تیری سیرت
زمانے سے نرالی ہے!
تیری ہر ہر ادا پیارے
دلیل بے مثالی ہے

جب محبوب رب العٰلمین کا حسن صورت و سیرت صحابہ کرام نے ملاحظہ فرمایا تو پکار اُٹھے کہ حضور کا خلق عظیم اور آپ کی خلق جمیل ہے۔

"عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ حُسْنًا وَّاَحْسَنَهُمْ خُلُقًا ○"

(بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۵۰۲، مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۲۵۸)

"حضرت ابو اسحاق اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں نے براء ابن عازب رضی اللہ عنہ، کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ حسین اور خلیق تھے"۔

؎ تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا
تیری خلق نے جمیل کیا

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا
تیرے خالق حسن و ادا کی قسم!

سب سے زیادہ حسین، سب سے بڑے سخی اور سب سے بڑے بہادر:

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ
"كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَشْجَعَ النَّاسِo"
(مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۲۵۸، بخاری شریف جلد ثانی صفحہ ۸۹۱)
"حضور علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ حسین اور تمام سخیوں سے زیادہ سخی اور تمام بہادروں سے زیادہ بڑے بہادر تھے"۔

حضور علیہ السلام کا حسین و جہہ مبارک:

اللہ کریم فرماتا ہے کہ
وَالضُّحٰیo قسم ہے روز روشن کی۔
(پارہ ۳۰ سورۃ الضحیٰ صفحہ ۹۳ آیت نمبر ۱ ع صفحہ ۱۸)
(تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ ۵۸۵)
"جب سورج پوری آب و تاب سے چاشت کے وقت چمکنے لگتا ہے اُس وقت کو الضحیٰ کہتے ہیں"۔
لغت و نحو کے امام مبرد نے ضحیٰ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا۔
"اَصْلُ الضُّحٰی مِنَ الضِّحِ وَهُوَ نُوْرُ الشَّمْسِo"
(قرطبی) بحوالہ ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ ۵۷۱)
"ضحیٰ کا اصل ضح ہے، جس کا معنی آفتاب کی روشنی ہے"۔
"حضور علیہ السلام کے نورانی چہرۂ مبارک کی قسم چاشت کے وقت سورج کی چمکتی ہوئی روشنی کے ساتھ مثال دے کر فرمائی جارہی ہے"۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی حضور علیہ السلام کے چہرے کو چاند یا سورج سے تشبیہہ دیتے اور فرماتے تھے کہ

حضور علیہ السلام کا چہرہ مثل شمس:

"عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا رَاَيْتَ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖo"
(ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۰۵)
"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی شی کو نہ دیکھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سورج آپ کے چہرۂ مبارک میں جاری ہے"۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ
"وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًاo"
(پارہ ۲۲ الاحزاب ۳۳ آیت نمبر ۴۶ ع صفحہ ۳)
"اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والے اور روشن آفتاب"۔

حضور علیہ السلام کا چہرہ مثل قمر:

"سُئِلَ الْبَرَاءُ كَانَ وَجْهُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِo" (بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۵۰۲، ترمذی شریف جلد ثانی، صفحہ ۲۰۴، شمائل ترمذی صفحہ ۲)
"حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے سوال کیا گیا کہ کیا حضور علیہ السلام کا چہرہ تلوار کی طرح (چمکتا تھا) فرمایا کہ نہیں بلکہ چاند کی طرح"۔

مکھ چند بدر شعشانی ایں!
متھے چمکدی لاٹ نورانی ایں

کالی زلف تے اکھ مستانی ایں
مخمور اکھیں حسن مدھ بھریاں

حضور علیہ السلام کا چہرہ مثلِ شمس وقمر:

مسلم شریف میں اسی حدیث کو نقل کیا گیا۔ مگر اِن الفاظ کی زیادتی کے ساتھ۔
(بروائیت جابر بن سمرہ)

"فَقَالَ رَجُلٌ وَجْهُهُ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًاo". (مسلم شریف، جلد ثانی صفحہ ۲۵۹)

"پس کہا ایک شخص نے کہ آپ کا چہرہ تلوار کی مانند تھا۔ فرمایا: نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح تھا۔ اور گول تھا۔"

سورج چاند سے زیادہ حسین چہرہ:

"عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةٍ اِضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حُمْرَآءُ فَاِذَا هُوَ عِنْدِيْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِo" (ترمذی شریف، جلد ثانی صفحہ ۱۰۴)

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی زیارت کی اس طرح کہ

چودھویں رات کا چاند چمک رہا تھا۔
حضور انتہائی سرخ حلّہ مبارکہ میں ملبوس تھے۔
میں کبھی چاند کو دیکھتا، کبھی چہرۂ رسول کو۔

تا کہ اندازہ کر سکوں کہ چاند زیادہ حسین ہے یا میرے محبوب کا چہرہ تو میں دیکھتا رہا کہ دیکھتے دیکھتے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ چودھویں کا چاند میرے محبوب کے چہرہ کا

مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ میرے آقا کا چہرہ اس سے بھی زیادہ حسین ہے۔

"اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِo"

خورشید تھا کس زور پر!!!
کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر!

بے پردہ جب یہ رُخ ہوا!
یہ بھی نہیں، وہ بھی نہیں

بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ بننے والے ملّاں:

تیرا چہرہ مثل توے کے سیاہ۔
جس کی مثل بنتا ہے اُس کا چہرہ چاند سے زیادہ پر ضیاء تجھے دیکھنے سے آنکھیں اندھیر ہو جائیں۔
اِسے دیکھنے سے بے راہ رو راہ پائیں۔
تو کہاں وہ کہاں۔

چہ نسبت خاک را بعالم پاک!

مصحف کا ورق:

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں۔

"كَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الْحُجْرَةِ فَنَظَرَ اِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَاَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍo"
(مسلم شریف، جلد اوّل صفحہ ۱۷۹)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرۂ مبارکہ کا پردہ (کھڑکی وغیرہ) کھولا اور ہماری طرف دیکھا اور آپ کھڑے ہوئے تھے گویا کہ آپ کا چہرۂ مبارکہ مصحف کا ورقہ تھا"۔

Scanned with CamScanner

حجرے تھیں مسجد آؤ ڈھولن
نوری جھات دے کارن سارے سکن
دو جگ اکھیاں راہ دا فرش کرن
سب جن و ملک حوراں پریاں
سُبْحَانَ اللهِ مَا اَجْمَلَكَ
مَا اَحْسَنَكَ مَا اَكْمَلَكَ!
کتھے مہر علی، کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

حضور علیہ السلام سے حسین کوئی نہیں صحابہ کا عقیدہ:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ

”میں نے حضور علیہ السلام کی زیارت کی سرخ حلہ میں میں نے آپ سے زیادہ حسین ہرگز کسی کو نہ دیکھا۔“

(بخاری شریف' جلد اوّل ص ۵۰۲' مسلم شریف' جلد ثانی ص ۲۵۸' ترمذی شریف جلد اوّل ص ۲۰۵' جلد ثانی ص ۲۰۴' شمائل ترمذی ص ۱)

جمیل عالم امکان جمالِ حضرت یزداں
توئی سلطانِ عالم شاہِ شاہاں یا رسول اللہ

حضور علیہ السلام کی مثل پہلوں میں بھی نہیں اور نہ پچھلوں میں:

تاجدارِ اقلیم ولایت، مولا مرتضیٰ شیر خدا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ

”لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ o“

”میں نے آپ سے پہلے یا آپ کے بعد آپ کی مثل کسی کو نہیں

دیکھا“۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۱، ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۰۴ صفحہ ۲۰۵)

تو ہی سرور ہر دوجہاں ہے شہا!
تیرا مثل نہیں ہے، خدا کی قسم

حسنِ ملیح:

حضور علیہ السلام کے وہ صحابی جو سب سے آخر میں دُنیا سے تشریف لے گئے۔ (آخری صحابی) حضرت ابوطفیل سے کسی نے پوچھا:

”اَرَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ o“

”کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے“۔

قَالَ نَعَمْ o فرمایا: جی ہاں کی ہے۔

كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحَ الْوَجْهِ o

حضور کا چہرہ سفید اور ملیح (نمکین حسن) تھا۔ (مسلم شریف، جلد ثانی صفحہ ۲۵۸)

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو!
نمکیں حسن والا ہمارا نبی ﷺ
سب سے اَولیٰ و اَعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ!

حضور علیہ السلام کا تبسم اور نور کا نکلنا:

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

”عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ

Scanned with CamScanner

"قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ o" (بخاری شریف جلد اوّل، صفحہ ۵۰۲)

''پس جب میں نے سلام عرض کیا۔ حضور علیہ السلام کی خدمت عالی مرتبت میں اس حال میں کہ آپ کی مسکراہٹ وجہ سے آپ کا نورانی چہرہ چمک رہا تھا۔ حضور جب بھی مسکراتے آپ کا نورانی چہرہ چمکا کرتا تھا ایسے جیسے کہ چاند کا ٹکڑا ہو اور ہم اس کو آپ سے پہچانا کرتے تھے''۔

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی!
یوں لب کشا ہوئے کہ گلستان بنا دیا

حضرت ابن سعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ جب حضرت مقداد نے جنگ بدر کے مشورہ پر کہا کہ ہم قوم موسیٰ نہیں کہ دوڑ جائیں تو

"فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْرَقَ وَجْهُهُ سَرَّهُ o"
(بخاری شریف، جلد ثانی صفحہ ۵۶۴)

''میں نے دیکھا حضور علیہ السلام کا نورانی چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا''۔

چہرے کی ضیاء نور عمامے کی چمک نور
اس آیۂ رحمت کی ہے ہر زیر و زبر نور!

"وَرَدَ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ضَحِكَ يَتَلَأْلَأُ فِي الْجِدَارِ اَيِ الْمُشْرِقُ عَلَيْهَا كَاشْرَاقِ الشَّمْسِ o"
(شمائل ترمذی صفحہ ۱۶ حاشیہ نمبر ۱)

''حدیثوں میں وارد ہوا کہ بے شک، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تبسم فرماتے تو روشنی پڑتی، دیواروں پر یعنی دیواریں اس طرح چمک اٹھتیں، جس طرح سورج چمکتا ہے''۔

تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں!
غروب ہوتا کہیں بھی یہ آفتاب نہیں

دندانِ مبارک سے نور کا نکلنا:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُاِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ o" (شمائل ترمذی صفحہ ۳)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جب کلام فرماتے تو حضور کے اگلے دندان مبارک سے نور نکلتا ہوا معلوم ہوتا تھا''۔

حضور علیہ السلام کے حسین کندھے:

"عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ خَاتِمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي الَّذِيْ بَيْنَ كَتِفَيْهِ غُدَّةٌ حُمْرَآءُ مِثْلُ بَيْضَةِ الْحَمَامِ o" (ترمذی شریف، جلد ثانی صفحہ ۲۰۵، مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۲۵۹)

''جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان چمکدار گوشت تھا جیسے کبوتر کی سفیدی۔

کف مبارکہ کا حسن اور نورانی خوشبو مبارکہ:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ

"لَا مَسِسْتُ خَزَّةً وَلَا حَرِيْرَةً اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلَا عَنْبَرَةً اَطْيَبَ رَائِحَةً مِنْ رَائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ o" (بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۲۶۴، صفحہ ۵۰۳، مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۲۵)

''میں نے حضور علیہ السلام کی کف مبارکہ سے نرم ریشم، (کی کوئی قسم)

Scanned with CamScanner

نہ چھوئی اور حضور کی خوشبو سے پاکیزہ خوشبو عنبر اور مسک سے بھی نہ سونگھی"۔

؎ ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں
جیسی میرے نبی کے پسینے میں ہے

حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ

"فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَوَضَعْتُهَا عَلٰى وَجْهِىْ فَاِذَا هِىَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَاَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ o" (بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۵۰۲)

"میں نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کو پکڑا اور اپنے چہرہ پر رکھ لیا۔ پس اچانک حضور کا مبارک ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مسک کی خوشبو سے پاکیزہ خوشبو دار تھا"۔

؎ رُتبہ کراں بیان کی اِس بے مثال دا
ثانی نہ کوئی آمنہؓ مائی دے لال دا

"عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا اَوْرِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُوْنَةِ عَطَّارٍ o" (مسلم شریف، جلد ثانی صفحہ ۲۵۶)

"حدیث پاک میں حضرت جابر بن سمرہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہوئے، فرماتے ہیں کہ مسح خدی آپ نے میرے دونوں رخساروں پر ہاتھ مبارک سے مسح فرمایا"۔

پس میں نے آپ کے ہاتھ مبارک سے ٹھنڈک پائی اور ایسی خوشبو کہ جیسے کسی عطار کی دُوکان سے ہاتھ نکالا ہو۔

حضور علیہ السلام کی حسین بغلیں:

عبداللہ بن مالک کہتے ہیں کہ

"قَالَ كَانَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ

حَتّٰى نَرٰى بَيَاضَ اِبْطَيْهِ o"

"نبی کریم علیہ السلام جب سجدہ فرماتے تو اپنے دونوں بازؤوں کو کھولتے حتیٰ کہ ہم آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھتے"۔ (بخاری شریف، جلد اوّل صفحہ ۵۰۳)

"فَاِنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ o"
(بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۵۰۳)

"بے شک جب آپ ہاتھ اُٹھاتے تو آپ کے بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی"۔

"قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى دَعَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَرَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ o"

"فرمایا: ابو موسیٰ نے کہ حضور نے دعا فرمائی اور دونوں ہاتھ مبارک اُٹھائے، میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی کو دیکھا"۔ (بخاری شریف، جلد اوّل صفحہ ۵۰۳، بخاری شریف جلد ثانی صفحہ ۹۳۸)

"عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِى الدُّعَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ o" (مسلم شریف جلد اوّل صفحہ ۲۹۳، بخاری شریف جلد ثانی صفحہ ۹۳۸)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو دعا میں ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی گئی"۔

حضور علیہ السلام کی بے مثال خوشبو:

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں، حضور علیہ السلام کرم فرمایا کرتے تھے اور حضرت اُم سلیم (والدۂ انس) کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ تشریف لائے اور حسب سابق آرام فرما ہوئے تو اُم سلیم نے حضور علیہ السلام کا پسینہ مبارک

ایک شیشی میں جمع کرنا شروع کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ

"فَقَالَ مَا تَصْنَعِيْنَ يَا اُمَّ سَلِيْمٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرْجُوْ بَرَكَةً لِصِبْيَانِنَاo"

"فرمایا: اے اُم سلیم یہ کیا کرو گی۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنے بچوں کے لئے اِس خوشبو سے برکت کی اُمید رکھتی ہوں۔

حضور نے یہ نہ فرمایا: کہ میں تمہارے جیسا ہی ہوں اور تم نے یہ کیا شرک کرنا شروع کر دیا اور شرک کیوں بناتی ہو۔ بلکہ فرمایا:

"قَالَ اَصَبْتِo" تو نے صحیح کیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا: اس میرے پسینہ کو کیا کرو گی تو عرض کیا۔

"عَرَقُكَ اَدُوْفُ بِهٖ طِيْبِيْo"

آپ کے پسینے سے میری خوشبو زیادہ ہو گی۔

گویا کہ عرض کیا:

آپ کے پسینہ مبارک سے میری خوشبو کو چار چاند لگ جائیں گے۔

(مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۲۵۷)

حضور کی سواری اور اس کی حسین خوشبو:

"اِنَّ اَنَسًا قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَتَيْتَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ فَانْطَلَقَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ حِمَارًا فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُوْنَ يَمْشُوْنَ مَعَهٗ وَهِيَ اَرْضٌ سَبِخَةٌ فَلَمَّا اَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِلَيْكَ عَنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ اٰذَانِيْ نَتْنُ حِمَارِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ مِنْهُمْ وَاللّٰهِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْيَبُ رِيْحًا

مِّنْكَo"

(بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۳۷۰)

"انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ آپ عبداللہ ابن ابی کے پاس تشریف لے چلیں۔ پس حضور علیہ السلام گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے چلے اور مسلمان آپ کے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ یہ زمین شور تھی۔ جب اس کے پاس پہنچے تو اُس نے کہا۔ مجھ سے دور ہٹ کر رہیے، خدا کی قسم آپ کی سواری کی بو نے مجھے بہت تکلیف دی ہے۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا: خدا کی قسم حضور کے گدھے کی خوشبو تجھ سے پاکیزہ ہے"۔

وہ ایسے حسین یکتا ہیں!
اللہ رے شان یکتائی
جس وصف کو ان سے نسبت ہو
وہ وصف بھی یکتا ہو جائے

حضور علیہ السلام کا خوشبو دار بول و براز:

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تَاْتِي الْخَلَاءَ فَلَا نَرٰى شَيْئًا مِّنَ الْاَذٰى اِنَّا نَجِدُ رَائِحَةَ الْمِسْكِo" (خصائص کبریٰ، علامہ سیوطی، جلد صفحہ ۷۰، کنز العمال جلد صفحہ۲،صفحہ ۳۰۸)

"اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ جب بیت الخلاء سے تشریف لاتے ہیں، ہم وہاں کوئی چیز (بول و براز وغیرہ) نہیں پاتے بلکہ بے شک ہم وہاں مسک کی خوشبو پاتے ہیں"۔

Scanned with CamScanner

حسنِ مصطفویؐ سے مدینہ چمک اُٹھا:

"عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِیْ دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ o"

(ترمذی شریف، جلد ثانی صفحہ ۲۰۲)

''انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ جب آقا علیہ السلام کے مدینہ میں تشریف لانے کا دن تھا۔حضور کے حسن سے ہر شے روشن ہوگئی اور چمک اُٹھی''۔

بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنے والا'' کالا ملاں، کبھی دن میں آجائے تو اندھیرا چھا جائے اور مثل اس کی بنتا ہے'' جو کبھی مدینہ تشریف لائے تو ہر شے اُس کے حسن سے چمک اُٹھے اور کبھی رات کے اندھیرے میں حضرت عائشہ کے حجرہ مبارکہ میں جلوہ گر ہو تو اتنی لائٹ ہو جائے کہ ان کی گمی ہوئی سوئی مل جائے۔(بخاری شریف)

ہسّے نبی پاک کیتی دنداں روشنائی سی!
لبھی سی اوہ سوئی جہڑی عائشہ گوائی سی!

اور اگر صحابہ کرام کو اندھیرے راستہ میں لائٹ کی ضرورت ہوتا اس نور کا نور گر ہاتھ لاٹھی سے لگ جائے تو وہ ٹیوب کی طرح چمک اُٹھے اور صحابہ کرام تمام راہ اس کی روشنی میں طے فرمالیں۔(بخاری شریف)

یہ تھا حضور کا حسن صورت جس کی ساری کائنات مثال پیش کرنے سے عاجز و قاصر ہے۔

حسنِ سیرت:

حضور کا حسن سیرت خالق کائنات نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے جس کے لئے صرف ایک مثال ہی کافی ہے کہ فرمان ذیشان ہے کہ

"وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ o"

''اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں''۔

(پارہ ۲۹ سورۃ القلم صفحہ ۶۸ آیت نمبر ۴ ع ۳)

کائنات عالم کے جملہ مال ومتاع کو قلیل فرمایا:

"قَالَ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ o" (پارہ ۵ سورۃ النساء ۴ آیت نمبر ۷۷ ع ۸)

''فرما دیجئے محبوب متاع دُنیا قلیل ہے''۔

ساری کائنات عالم کا متاع قلیل اور حضور علیہ السلام کا خلق سب سے عظیم ہے اور اسی کو بنیاد بنا کر حضور نے اپنی نبوت کی دلیل میں اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ پیش فرمایا: کیونکہ کوئی لمحہ صدق و اخلاص، امانت و اخلاق سے خالی نہ تھا۔فرمایا:

"فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ o"

(پارہ ۱۱ سورۃ یونس ۱۰ آیت نمبر ۱۶ ع ۷)

''پس تحقیق میں تو گذار چکا ہوں، تمہارے درمیان عمر کا ایک حصہ اس سے پہلے کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے''۔

تم میری سیرت طیبہ کے لمحہ لمحہ سے واقف ہو۔

میری پاکدامنی، عصمت، بلندی اخلاق کے عینی شاہد ہو، اگر میری سیرت طیبہ کا ایک ایک گوشہ نور علیٰ نور ہے تو پھر میرا اعلان نبوت بھی برحق ہے۔

عظیم الشان دعویٰ کے لئے عظیم الشان دلیل پیش کی۔

کائنات میں کون ہے جس کے رستے میں اُوجھریاں پھینکی جائیں۔کانٹے بچھائے جائیں۔

جس کے گلوئے نازک پر چادر ڈال کر سجدہ کی حالت میں کھینچ کھینچ کر ظلم کیا جائے۔

کوڑا کرکٹ جمع کر کے جس کے اُوپر پھینکا جائے۔آتے جاتے جسے گالیاں

Scanned with CamScanner

دی جائیں اور وہ مسکرا مسکرا کر، کبھی آنسو بہا بہا کر فرمائے۔

؎ الٰہی رحم کر کہسار طائف کے مکینوں پر!
خدا یا پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

اور جفا کے بدلہ میں وفا کرے۔

گالیاں سنے اور دُعائیں فرمائے۔

؎ سلام اُس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دُعائیں دیں!
سلام اُس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں

یہ میرے محبوب،

دانائے غیوب،

مُنَزَّہٌ عَنْ كُلِّ عُيُوْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ کے علاوہ کون ہو سکتا ہے۔

ہاں ہاں یہ اسی بے مثال صورت کی لاجواب سیرت ہے یہ اسی لاریب آقا کی بے عیب زندگی ہے یہ جس کا ثانی نہ انبیاء میں نہ رُسل میں۔

نہ جن میں نہ انسان میں۔

وہ بے مثال ہے اور لازوال اس کے حسن کی دھاک زمین پر بھی بیٹھی ہوئی ہے اور آسمانوں پر بھی۔

وہ حسین ہی نہیں، جسے ایک نگاہ سے ملاحظہ فرمالے وہ بھی حسن و جمیل۔ یکتائے روزگار ہوا کرتا ہے۔

اس نے ابوبکر کو دیکھا۔ .... صدیق بنایا۔

عمر کو دیکھا۔ .... فاروق بنایا۔

عثمان کو دیکھا۔ .... غنی اور ذوالنورین بنایا۔

علی کو دیکھا۔ .... مرتضیٰ و مشکل کشا بنایا۔

فاطمہ کو دیکھا۔ .... سیدۃ النساء بنایا۔

حسن کو دیکھا۔ .... مجتبیٰ بنایا۔

حسین کو دیکھا۔ .... سید الشہداء بنایا۔

بلال کو دیکھا۔ .... رشکِ قمر بنایا۔

کسی قطرہ کو دیکھا۔ .... گوہر بنایا۔

اَدنیٰ کو دیکھا۔ .... اعلیٰ بنایا۔

گدا کو دیکھا۔ .... شاہ بنایا۔

اَرزل کو دیکھا۔ .... افضل بنایا۔

خالی کو دیکھا۔ .... والی بنایا۔

غلام کو دیکھا۔ .... آقا بنایا۔

؎ جس طرف چشمِ محمد کے اشارے ہو گئے
ذرے جتنے سامنے آئے ستارے ہو گئے

تم وہ ہو کہ

؎ تم نے پھولوں کو چھوا مرجھا کے کانٹے ہو گئے

وہ وہ ہے کہ

؎ اس نے کانٹوں میں قدم رکھا گلستان کر دیا!

الغرض:

اس محبوب کی صورت بھی بے مثال اور سیرت بھی باکمال اس افتخار کے قابل وہ ہی محبوب تھا کہ اسے کہا جائے۔

"وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا"

اس کے چہرے کو

والضحیٰ فرمایا جائے۔

اس کی زلفوں کو واللیل۔

Scanned with CamScanner

اذا سجی فرمایا جائے۔

کبھی الم یجدك یتیم کہا جائے اور کبھی انك لعلیٰ خلق عظیم کہا جائے۔

سبحان اللہ!

نتیجہ یہی نکلے گا۔

یا مصطفیٰ خیر الوریٰ!
تیرے جیہا کوئی نہیں
کتھوں لبھاں تیرے جیہا
تیرے جیہا کوئی نہیں

حضرت حسان ابن ثابت نے بھی یہی فرمایا ہے کہ

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ،
خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ،

تیرے جیہا سوہناں نبی!!
لبھاں تے تاں جے ہووے کوئی
مینوں تے ہے اینا پتہ
تیرے جیہا کوئی نہیں!

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا کہ

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبیؐ
سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبیؐ
سب سے بالا و والا ہمارا نبیؐ!

"وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ۝"

اسرار خطابت

خطبات ماہ ذِی قعدہ

Scanned with CamScanner

پہلا خطبہ

حاضر و ناظر رسول

(صلی اللہ علیہ وسلم)

اے نبی! ہم نے آپ کو حاضر و ناظر بنا کر بھیجا۔ القرآن

سر عرش سے ہے تیری گزر!
دل فرش پر ہے تیری نظر!
ملکوت و ملک میں کوئی شی
نہیں وہ تجھ پہ عیاں نہیں

(اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ)

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی رَسُوْلِهٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ o
اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o
یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا o
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

معزز سامعین کرام!

آج کے اس مختصر وقت میں نبی اکرم نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان حاضر و ناظر بیان کرنی چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ مجھے حق اور سچ عرض کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرات سامعین!

بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہیں حاضر و ناظر کا مفہوم ہی معلوم نہیں اور نہ ہی اپنے عقیدہ کا صحیح علم ہے کہ ہم حضور سرور کائنات کو کس طرح حاضر و ناظر مانتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حاضر کا معنیٰ:

حاضر کا معنیٰ ہے موجود جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ

(پارہ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۳۳)

''بھلا کیا تم (اس وقت) حاضر تھے جب آ پہنچی یعقوب کو موت''۔

یعنی کہ جب حضرت یعقوب کو وفات دینے کے لئے حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے۔ (اس وقت موجود تھے) حضرت عزرائیل کا موجود ہونا بیان کیا جا رہا ہے۔

معلوم ہوا کہ لفظ حاضر کا معنیٰ ہے موجود ہونا۔

ناظر کا معنیٰ:

اسی طرح ناظر کا معنیٰ ہے دیکھنے والا۔ جو آنکھ کی پتلی سے دیکھے وہ ناظر ہے، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

''رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۝'' (پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۴۳)

''اے میرے رب مجھے دیکھنے کی قوت دے تا کہ میں تری طرف دیکھ سکوں''۔

یہ دونوں صفات جسم کی ہیں۔

کسی کا موجود ہونا اور دیکھنا جسم اور آنکھ کے بغیر ممکن نہیں، اسی لئے ذات خداوند کریم کو اس معنیٰ میں حاضر ناظر کہنا درست نہیں، کیونکہ وہ جسم اور آنکھ سے پاک ہے۔

اسے حاضر کی بجائے اپنی قدرت کے ساتھ موجود اور ناظر کی بجائے اپنی قدرت کے ساتھ بصیر کہیں گے۔

اللہ ہر جگہ موجود ہے:

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ہر جگہ موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

''وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۝'' (پارہ ۲۵ سورۃ حزف آیت نمبر ۸۴)

''وہی ایک خدا ہے آسمان میں اور وہی زمین میں''۔

وہ کائنات کے ذرے ذرے میں موجود ہے۔ مگر جسماً نہیں اپنی قدرت کے ساتھ۔

آج تک کسی نے اس کی موجودگی کو آنکھوں سے نہ دیکھا۔

جسم ہو تو کوئی دیکھے۔

اس لئے وہ حاضر نہیں بلکہ موجود ہے۔

اللہ بصیر ہے:

بالکل اسی طرح وہ اپنی قدرت سے ہر چیز کو ملاحظہ بھی فرماتا ہے۔ قرآن کریم مین موجود ہے کہ

''وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝'' (پارہ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۹۶)

''اور اللہ ہر وقت دیکھ رہا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں''۔

پورے قرآن کریم میں کہیں بھی لفظ ینظر ذات باری کے لئے استعمال نہیں ہوا کیونکہ وہ آنکھ کی پتلی سے پاک ہے اور ینظر کا معنیٰ ہے آنکھ کی پتلی سے دیکھنا۔

اب یہ ضروری نہیں کہ ہر موجود شی نظر بھی آئے۔

ملائکہ۔ جن۔ ہوا وغیرہ موجود تو ہیں لیکن نظر نہیں آتے۔ حالانکہ یہ سب اپنا اپنا ایک وجود یعنی جسم رکھتے ہیں۔

اسی طرح ضروری نہیں کہ ہم ہر موجود کو دیکھیں کیونکہ ہم ناظر تو ہیں بصیر نہیں۔

ہاں جن کی آنکھیں اور ہاتھ پاؤں۔ کان۔ زبان خود تجلی الٰہی کا مظہر ہوں تو وہ صفات الٰہی کا مظہر ہو جاتے ہیں، انہیں بصیر، سمیع وغیرہ کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

Scanned with CamScanner

"فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًاo" (پارہ ۲۹ سورۃ الدھر آیت نمبر ۲)

"پھر ہم نے اِس (انسان) کو سمیع وبصیر بنایا"۔

عقیدہ حاضر و ناظر:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ حضور اپنی نورانیت کے اعتبار سے ہر مقام پر موجود ہیں۔

جسم مبارک گنبد خضریٰ میں ہے اور وہیں سے جہاں تک ملاحظہ فرماتے ہیں، ناظر ہیں۔ جسم مبارک کا اظہار آپ کی رضا پر موقوف ہے۔ جہاں چاہیں اِس کا اظہار فرمادیں۔

اِس عقیدہ سے واضح ہوا کہ ہم نبی اکرم کو اللہ تعالیٰ کی طرح ہر مقام پر موجود نہیں سمجھتے اور نہ ہی اس کی بصارت کے مثل حضور کی بصارت کو تسلیم کرتے ہیں۔ لہٰذا شرک نہ ہوا۔

خدا کا جسم نہیں مگر وہ ہر جگہ موجود ہے۔

حضور کا جسم اَطہر ہے اور وہ گنبد خضریٰ میں موجود ہے اور سرکار وہیں سے ہر چیز مثل کف دست ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ جہاں تک ملاحظہ فرماتے ہیں، وہاں تک حاضر و ناظر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًاo" (پارہ ۲۲ سورۃ احزاب آیت نمبر ۴۵)

"اَے نبی! بے شک ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا ہے"۔

اَب لفظ شاہد یا مشتق ہے۔ شہادت سے یا مشاہدہ سے۔ اگر شہادت سے مشتق ہو تو اس کے معنیٰ ہیں، گواہی دینے والا۔ اگر مشاہدہ سے مشتق ہو تو اس کا معنیٰ ہے مشاہدہ فرمانے والا۔

شاہد یعنی گواہ:

شاہد کا معنیٰ گواہی دینے والا۔

گواہی کی تین قسمیں ہیں۔

۱-شہادت سماعی۔

۲-شہادت عینی۔

۳-شہادت علی الشہادت

شہادت سماعی:

شہادت سماعی یعنی کسی سے سن کر گواہی دینا۔ مثلاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاءِ کرام اور صالحین عظام کے جو واقعات بیان فرمائے، سب کے سب سماعی ہیں۔ بذریعہ وحی جبریل سے سنے اور ان کی گواہی دی اور مومنین نے سرکار سے سنا اور اس کی گواہی دی اور دعا کی۔

"رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَo" (پارہ ۷ سورۃ المایدہ آیت نمبر ۸۳)

"اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے۔ پس تو لکھ لے ہمیں گواہی دینے والوں میں"۔

شہادت عینی:

شہادت عینی، یعنی اپنی آنکھوں سے دیکھ کر واقعہ کی شہادت دینا مثلاً حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ سرکار تشریف لائے اور فرمایا:

"شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ اٰنِفًاo" (ترمذی شریف، جلد ثانی صفحہ ۲۱۸)

"میں اَبھی مقتل حسین سے آیا ہوں"۔

یعنی گواہی دی کہ میں نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

Scanned with CamScanner

شہادت علی الشہادت:

شہادت علی الشہادت، یعنی کسی کی گواہی پر گواہی دینا۔ مثلاً بروزِ محشر حضور علیہ السلام تمام انبیاء کی گواہی پر گواہی دیں گے۔

جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

"فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا۝" (پارہ نمبر ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۴۱)

"تو کیا حال ہوگا (ان نافرمانوں کا) جب ہم لے آئیں گے ہر اُمت سے ایک گواہ اور (اَے حبیب) ہم لے آئیں گے آپ کو ان سب پر گواہ"۔

شاہد کا معنیٰ مشاہدہ کرنے والا:

شاہد اگر باب مفاعلہ سے ہو تو اس کا معنیٰ ہوگا مشاہدہ کرنے والا جس کی مثال یوں ہے۔

"فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۝" (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۵)

"پس جو کوئی تم میں سے (رمضان کے) مہینہ کا مشاہدہ کرے وہ روزے رکھے"۔

حضور مشاہدہ فرمانے والے ہیں:

اسی معنیٰ کے لحاظ سے ہم حضور کو حاضر و ناظر مانتے ہیں کیونکہ شاہدہ کا معنیٰ مشاہدہ کرنے والا ہے اور مشاہدہ کرنے والا حاضر و ناظر ہوا کرتا ہے۔

اللہ کریم نے اِس مشاہدہ کو مقید نہیں فرمایا بلکہ مطلق رکھا۔ تاکہ پتہ چل جائے میرا محبوب مقید و محدود مشاہدہ نہیں فرماتا۔ بلکہ مطلق ہر چیز کو مشاہدہ فرماتا ہے۔

شاہد کا معنیٰ حاضر و ناظر:

اسی لحاظ سے شاہدہ کا معنیٰ حاضر و ناظر ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر

شاہد کا معنیٰ حاضر و ناظر کیا گیا ہے۔

اللہ فرماتا ہے:

"اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ۝"

(پارہ ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۳۳)

"بھلا کیا تم اس وقت حاضر تھے جب آ پہنچی یعقوب کو موت"۔

اِس مقام پر شاہد کا معنیٰ حاضر ہے۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ فرماتا ہے۔

"وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۝" (پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت نمبر ۴۴)

"اور آپ نہیں تھے طور کی مغربی سمت میں جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف (رسالت) کا حکم بھیجا اور نہ آپ وہاں حاضر تھے"۔

یہاں پر بھی شاہد کا معنیٰ (گواہ) حاضر ہے۔ کیونکہ وہاں حاضر ہوتے تو گواہی دیتے۔ لہٰذا لفظ شاہد کا معنیٰ حاضر ہے۔

جنازہ کی دعا:

نماز جنازہ کی دعا میں ہم پڑھتے ہیں۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا"

"یا اللہ! ہمارے زندوں، مُردوں، حاضرین، غائبین کو بخش دے"۔

اِس دعا میں بھی لفظ شاہد حاضر کے معنیٰ میں ہے۔

اَب فقیر کی تلاوت کردہ آیت کا ترجمہ یہ ہوگا۔

اَے نبی اللہ ہم نے آپ کو حاضر بنا کر بھیجا اور اس آیت کی رو سے ہمارا عقیدہ حاضر و ناظر ثابت ہے۔

Scanned with CamScanner

ہمارا ایمان ہے:

ہمارا ایمان ہے۔ سرکار جب چاہیں۔ جیسے چاہیں۔ جہاں چاہیں حاضر ہوں۔ اور جب چاہیں اپنے حاضر ہونے کا اظہار فرما دیں۔

حضرت امام سیوطی:

حافظ الحدیث حضرت امام جلال الدین سیوطی نے بہتر مرتبہ عالم بیداری میں سرکار کی زیارت کی ہے۔ سرکار دو عالم علیہ السلام اگر حاضر و ناظر نہیں تو پھر عالم بیداری میں زیارت کیسے ممکن ہے۔

حضرت ابو عباس مرسی:

حضرات محترم!

زبدۃ العارفین، حضرت شیخ ابو عباس مرسی فرماتے ہیں۔

"لَوْ حُجِبَ عَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ طُرْفَةَ عَیْنٍ مَاعَدَدْتُ نَفْسِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَo" (الحاوی للفتاوی جلد ثانی صفحہ ۲۶۰)

"اگر ایک وقفہ آنکھ جھپکنے کا بھی سرکار علیہ السلام میری نگاہوں سے محجوب ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمان نہ سمجھوں"۔

رسول اللہ اپنی بزم میں تشریف لاتے ہیں!
مگر وہ دل کے اندھوں کو نظر آیا نہیں کرتے

جس نے مجھے خواب میں دیکھا:

سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا:

"مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَةِo"

(بخاری جلد ثانی صفحہ ۱۱۰۳۵)

"جس نے مجھے خواب میں ملاحظہ کیا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی

دیکھے گا"۔

سرکار کا ارشاد اس عقیدہ کی بین دلیل ہے کہ وہ جہاں چاہیں جمال آرائی فرمائیں۔

وہ جسے چاہیں جمال اپنا دکھا دیتے ہیں۔

قرآن کریم سے عقیدہ حاضر و ناظر پر دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

شاہد۔ شہید کا معنیٰ۔

مشاہدہ فرمانے والا۔

رُوبرو۔

سامنے۔

حاضر و ناظر۔

اللہ مشاہدہ فرمانے والا ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًاo" (پارہ ۵ النساء آیت نمبر ۳۳)

"بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرمانے والا ہے"۔

شہید شاہد کا معنیٰ مشاہدہ فرمانے والا۔

اور پھر یہی لفظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی موجود ہے کہ

رسول اللہ مشاہدہ فرمانے والے ہیں:

"وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًاo" (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴۳)

"اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے تمہارے گواہ"۔

یعنی وہ تمہیں مشاہدہ فرمائیں گے اور پھر تمہاری گواہی دیں گے۔ لہٰذا نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہم سب کو شاہدہ فرمانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے فرمایا۔

اَے اہلِ کتاب:

"قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَھَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُھَدَآءُ ۝ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۹۹)

یا رسول اللہ! آپ فرما دیجئے۔ اَے اہل کتاب تم کیوں روکتے ہو۔ اللہ کی راہ سے اسے جو ایمان لا چکا تم چاہتے ہو کہ اس راہ راست کو ٹیڑھا بنا دو۔ حالانکہ تم اس کی راہ راست کے خود گواہ ہو۔

یعنی تم نے جب مشاہدہ کر لیا ہے کہ یہ واقعی صراط مستقیم ہے تو پھر کیوں روکتے ہو؟ یہاں بھی شاہد کا معنیٰ مشاہدہ کرنیوالا ہے۔

اللہ دیکھ رہا ہے:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا:

"مَآ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ وَاَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَّکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا ۝"

(پارہ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۷۹)

اَے محبوب! جو بھلائی آپ کو پہنچے سو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تکلیف پہنچے وہ آپ کی طرف سے ہے اور بھیجا ہے ہم نے آپ کو سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر اور کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ گواہ (یعنی مشاہدہ فرمانے والا)

یعنی جو کچھ آپ کو تکالیف پہنچتی ہے۔ تبلیغ توحید کی خاطر اللہ کریم اس کا مشاہدہ فرما رہا ہے یہاں بھی شاہد اور شہید کا معنیٰ مشاہدہ فرمانے والا ہے۔

اللہ مشاہدہ کی بنا پر فیصلہ فرمائے گا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالصّٰبِئِیْنَ وَالنَّصٰرٰی

وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ یَفْصِلُ بَیْنَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ۝" (پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت نمبر ۱۷)

بے شک اہل ایمان۔ یہودی۔ ستارہ پرست۔ عیسائی۔ آتش پرست اور مشرک ضرور فیصلہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان سب (گروہوں) کے درمیان قیامت کے دن بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہا ہے۔

اِس مقام پر بھی شہید کا معنیٰ مشاہدہ فرمانے والا ہے۔

مقربون مشاہدہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

"کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا عِلِّیُّوْنَ ۝ کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ یَّشْھَدُہُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝"

(پارہ ۳۰ سورۃ المطففین آیت نمبر ۱۸-۱۹-۲۰-۲۱)

یہ حق ہے نیکوکاروں کا صحیفہ عمل علیین میں ہوگا اور تمہیں کیا خبر علیون کیا ہے؟ یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ جسے مقربین دیکھتے رہتے ہیں۔

اِس مقام پر بھی یشھد کا معنیٰ دیکھنا مشاہدہ فرمانا ہے۔

اصحاب الاخدود:

ارشاد خداوندی ہے:

"قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝ اِذْ ھُمْ عَلَیْھَا قُعُوْدٌ ۝ وَّھُمْ عَلٰی مَا یَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ شُھُوْدٌ ۝"

(پارہ ۳۰ سورۃ البروج آیت نمبر ۷-۶-۵-۴)

"مارے گئے کھائی کھودنے والے (جس میں) آگ تھی بڑے ایندھن والی جب وہ اس (کے کنارے) پر بیٹھے تھے اور جو کچھ وہ اہل ایمان کے ساتھ سلوک کر رہے تھے اسے دیکھ رہے تھے"۔

Scanned with CamScanner

یہاں بھی شہود کا معنیٰ دیکھنا مشاہدہ کرنا ہے۔

انسان دیکھتے ہوئے بھی ناشکرگزار ہے:

فرمانِ الٰہی ہے کہ

"اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌo وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌo"

(پارہ ۳۰ سورۃ والعادیات آیت نمبر ۷-۶)

"بے شک انسان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے۔ اور وہ اس پر خود گواہ (مشاہدہ کرنیوالا) ہے"۔

اَہل ایمان مشاہدہ کریں:

زانی اور زانیہ کو سزا دیتے وقت اللہ کا کیا حکم ہے"؟

ملاحظہ ہو۔

"وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَo"

(پارہ ۱۸ سورۃ النور آیت نمبر ۲)

"اور چاہیے کہ مشاہدہ کرے، دونوں کی سزا کو اہل ایمان کا گروہ"۔

یہاں بھی یشھد کا معنیٰ مشاہدہ ہے۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ شاھد کا معنیٰ ہے مشاہدہ فرمانے والے ہیں ہر چیز کا۔

صاحب تفسیر جلالین فرماتے ہیں کہ

"شَاهِدًا عَلٰى مَنْ اُرْسِلْتَ اِلَيْهِمْo"

(جلالین زیرِ آیت انا ارسلنک شاہداً)

"آپ ہر اس چیز کو ملاحظہ فرماتے ہیں، جس کی طرف رسول ہیں"۔

اور سرکار دو عالم نے فرمایا:

"اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةًo"

"میں ہر مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں"۔

لہٰذا ہر مخلوق کو مشاہدہ فرماتے اور اس پر حاضر و ناظر ہیں اور بروز محشر اس کی گواہی بھی دیں گے اور یہ سلسلہ حضور و شہود تا قیام قیامت جاری ہے اور رہے گا۔ کیونکہ آپ کی رسالت بھی دائمی ہے۔ آپ کے بعد کوئی اور رسول یا نبی نہیں ہے۔ آپ ہی آخری نبی اور رسول ہیں، لہٰذا ختم نبوت پر ایمان بھی وہی رکھتا ہے جو تا قیام صبح محشر حضور کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ رکھے۔

اَے عورتو!:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًاo"

(پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۵)

"کوئی حرج نہیں ان (عورتوں) پر اگر ان کے ہاں آئیں، ان کے باپ۔ ان کے بیٹے۔ ان کے بھائی۔ ان کے بھتیجے۔ اور ان کے بھانجے۔ اسی طرح مسلمان عورتوں اور لونڈیوں کی آمد و رفت پر بھی کوئی پابندی نہیں (اَے عورتو!) ڈرا کرو اللہ (کی نافرمانی) سے بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہا ہے"۔

یہاں بھی شہید بمعنیٰ مشاہد ہے۔

میں اَجر نہیں مانگتا:

ایک اور مقام پر فرمایا:

Scanned with CamScanner

"قُلْ مَاسَاَلْتُکُمْ مِنْ اَجْرٍ فَھُوَ لَکُمْ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌo" (پارہ ۲۲ سورۃ السباء آیت نمبر ۴۷)

"فرما دیجئے! اَے محبوب! میں تم سے (اَے لوگو!) کسی معاوضہ کا سوال نہیں کرتا وہ (معاوضہ) تم اپنے پاس رکھو میری (دلسوزیوں) کا اُجر تو (میرے) اللہ کے پاس ہے اور وہ ہر چیز کا مشاہدہ فرمانے والا ہے"۔

اِسی طرح اور ارشاد فرمایا:

یوم مبعوث:

"یَوْمَ یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُھُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصَاھُ اللّٰہُ وَنَسُوْہُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌo" (پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت نمبر ۶)

"جس روز اللہ تعالیٰ اِن سب کو زندہ کرے گا پھر انہیں آگاہ کرے گا جو کچھ اُنہوں نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو گن رکھا ہے اور وہ بھلا چکے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مشاہد ہے"۔

اِس جگہ بھی شہید بمعنیٰ مشاہد ہے۔

شاہ عبدالقادر و دیوبندی مترجمین:

شاہ عبدالقادر اور دیگر دیوبندین مترجمین نے ان مقامات پر شہید کا ترجمہ "روبرو" یعنی "سامنے" کیا ہے اور جو رُوبرو ہو اسی کی شہادت معتبر، ہوا کرتی ہے۔ اَب نبی اکرم بھی قیامت میں گواہی دیں گے تو آپ بغیر مشاہدہ کے گواہی نہ دیں گے بلکہ جس کی گواہی دیں گے اس کے حالات کو مشاہدہ فرما چکے ہوں گے اور اس کے رُوبرو یعنی سامنے رہ کر سب حالات کا مشاہدہ کیا ہوگا تو گواہی دیں گے۔

"شاہد بمعنیٰ حاضر"

یوم مشہود:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَۃِ ذٰلِکَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّہُ النَّاسُ وَ ذٰلِکَ یَوْمٌ مَّشْھُوْدٌo" (پارہ ۱۲ سورۃ ھود آیت نمبر ۱۰۳)

"بے شک اِن واقعات میں (عبرت کی) نشانی ہے، اِس کے لئے جو ڈرتا ہے۔ عذابِ آخرت سے یہ وہ دن ہے، جس دن اکٹھے کئے جائیں گے سب لوگ اور یہ وہ دن ہے جس دن سب کو حاضر کیا ہے۔

اللہ کریم کا ارشاد ہے۔

"وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ o وَالْیَوْمِ الْمَوْعُوْدِ o وَشَاھِدٍ وَّمَشْھُوْدٍo" (پارہ ۳۰ سورۃ البروج آیت نمبر ۱-۲-۳)

"قسم ہے اس آسمان کی جو برجوں والا ہے اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور حاضر ہونے والے دن کی اور اس کی جس کے پاس حاضر ہوں گے"۔

اِس مقام پر بھی شاہد کا معنیٰ حاضر ہے۔

کیا یہ حاضر تھے:

ارشاد باری ہے کہ

"وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ الَّذِیْنَ ھُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا o اَشَھِدُوْا خَلْقَھُمْ سَتُکْتَبُ شَھَادَتُھُمْ وَیُسْئَلُوْنَo"

(پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت نمبر ۱۹)

"اور اُنہوں نے ٹھہرالیا ہے۔ فرشتوں کو جو (خداوند) رحمان کے بندے ہیں، عورتیں۔ کیا یہ موجود تھے ان کی پیدائش کے وقت لکھ لی جائے گی

ان کی گواہی اور ان سے باز پرس ہوگی''۔

یہاں پر بھی شاہد کا معنیٰ حاضر ہے۔

جب تک تم حاضر نہ ہو:

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط ملتے ہی بلکہ بلقیس نے مشورہ کیا کہ۔

ملاحظہ ہو۔

''قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ٥'' (پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت نمبر ۳۲)

''کہا اُس نے اَے سرداران قوم مجھے مشورہ دو میرے اِس معاملہ میں، میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا کرتی جب تم موجود نہ ہو''۔

اِس مقام پر بھی تشھدون کا ترجمہ موجود یعنی حاضر ہے۔

کیا تم حاضر تھے:

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

''لَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا٥''

(پارہ ۸ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴۵)

''کیا تم موجود تھے جب وصیت کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں اِس بات کی''؟

یہاں بھی شہداء کا معنیٰ موجود ''حاضر'' ہے۔

''عَلٰى هٰذَا الْقِيَاسِ٥''

شاہد کا معنیٰ حاضر بھی ہے۔ مشاہدہ فرمانے والا بھی ہے۔

گواہ بھی ہے۔

سامنے بھی ہے۔

لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

حاضر بھی ہیں۔

مشاہدہ فرمانے والے ہیں۔

گواہ بھی ہیں۔ سامنے بھی۔

یہی وجہ ہے کہ سرکار دو عالم علیہ السلام سے استغاثہ کیا جاتا ہے اور ندائے یا رسول اللہ سے پکارا جاتا ہے۔ اور اب تو اس مسلک کی حقانیت پر حق تعالیٰ کی واضح تصدیق لوگوں نے ملاحظہ کر لی۔

سرہند شریف میں حضور کی آمد:

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں کہ سرزمین سرہند شریف پر چار قاری تھے۔

بہترین قرآن پڑھتے تھے۔

ایک دن ماہ رمضان میں وہ قرآن کریم کا دور کر رہے تھے کہ اُنہوں نے دیکھا۔ اچانک چار شتر سوار آئے اور ایک ان کے آگے آگے تشریف لائے اور قرآن سننے لگے۔

سوچا کہ کوئی مسافر ہیں۔

جاتے جاتے قرآن اچھا لگا تو رُک کر سننا شروع کر دیا ہے۔ وہ تھوڑی دیر قرآن سنتے رہے اور واپس چلے گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک اور شتر سوار تشریف لائے اور فرمایا:

''قاری صاحبان۔ یہاں کچھ دیر پہلے نبی کریم تشریف نہیں لائے''۔

قاری صاحبان تڑپ اُٹھے اور اپنی قسمت کا ماتم کرتے ہوئے رونے لگے کہ افسوس ہمیں پتہ نہ چل سکا۔

دو عالم کا تاجدار یہاں جلوہ فرما ہوا اور ہم بے خبر رہے۔

اَے کاش! ہمیں معلوم ہو جاتا تو ہم شرف زیارت سے مشرف ہو جاتے۔

روتے۔ چلاتے اس شتر سوار کے قریب آئے اور قدم پکڑ کر عرض کیا۔

''اے ہمیں سرکار کی آمد سے مطلع کرنے والے بتاؤ آپ کون ہیں''۔

فرمایا: جس کا پتہ کرنا چاہیے تھا تم نے نہ کیا اَب مجھ سے پوچھ کر کیا کرو گے۔

عرض کیا نہیں۔

ہم کبھی قدم نہیں چھوڑیں گے۔

آپ بتائیں کہ آپ کون ہیں؟

آنے والے نے فرمایا:

''اَنَا اَبُوْھُرَیْرَۃَ'' میں ابو ہریرہ ہوں۔

کل سرکار کے گنبد خضریٰ میں میٹنگ ہوئی۔

تو سرکار نے فرمایا:

اَے ابو ہریرہ کل سر ہند شریف قاریوں کا قرآن سننے جانا ہے۔

آج میں کچھ لیٹ ہو گیا اور سرکار پہلے تشریف لے آئے۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی)

معلوم ہوا کہ اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دریائے رحمت موج میں آ جائے تو آپ اپنے جمال جہاں آراء سے اپنے عشاق کو باریاب فرماتے ہیں۔

مگر کوئی دیکھنے کا جذبہ صادق تو رکھتا ہو۔

؎ اگر ہو جذبہ صادق تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
وہ خود نزدیک آ جاتے ہیں، تڑپایا نہیں کرتے

کاش ہم میں وہ عشق رسول پیدا ہو جائے اور ہم بھی عرض کریں۔

؎ کہیں جس کو دوائے درد ہجراں یا رسول اللہ!
دکھانا مجھ کو بھی وہ روئے تاباں یا رسول اللہ!
سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ!

حضرات مکرم!

امام المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایک غریب مسلمان عورت ہر سال نبی اکرم علیہ السلام کا جشن میلاد منایا کرتی تھی۔

اس کی ہمسایہ ایک یہودیہ عورت اُسے طعنہ دیا کرتی کہ تم یہ کیا فضول خرچی کرتی ہو تمہیں یہ سب کچھ کرنے سے کیا ملتا ہے؟

یہودیوں کے نزدیک فضول خرچی:

حضرات اہلِ معین!

یہودیوں کے نزدیک سرکار کی محفل میلاد کرنا فضول خرچی ہے۔ مگر عشاق کا نظریہ یہ ہوا کرتا ہے کہ

؎ سرکار دا میلہ اے
محفل نوں سجائی رکھیو اُوہدے آن دا ویلا اے

مسلمانوں کا جذبہ:

اس مسلمان عورت نے اس یہودیہ کو جواب دیا کہ یہ تو سرکار کے عشاق ہی جانتے ہیں کہ انہیں کیا ملتا ہے۔

یا محفل میں آنے والوں کو معلوم ہے کہ

؎ محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں!!
آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں!

اور

؎ وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرور عالم کا میلاد مناتے ہیں

یہودیہ محفل میلاد میں:

ایک سال اس مسلمان عورت نے محفل میلاد سجائی اور سرکار کی نعتیں

پڑھنے لگی۔

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے — ذکر محبوب جاری تھا۔

سرکار کے مبارک چہرے کا ذکر۔

مبارک زلفوں کا ذکر۔

مبارک ہاتھوں کا ذکر۔

مبارک قدموں کا ذکر۔

مبارک کملی کا ذکر۔

مبارک چادر کا ذکر۔

اس یہودیہ عورت نے جب آواز سنی تو جی میں آیا کہ آج اس محفل میں جا کر دیکھوں تو سہی۔

ان ذکر کرنے والوں کو کیا ملتا ہے؟ وہ آئی اور اجتماع مستورات کے پیچھے جوتیوں والی جگہ پر بیٹھ گئی۔

فقیر کہتا ہے۔

یہ بھی بہت بڑا اعجاز ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

اگر سرکار کے ثنا خوانوں میں نام آ جائے تو اور کیا چاہیے۔

کتنا بڑا ہے مجھ پہ یہ احسان مصطفیٰ
کہتے ہیں لوگ مجھ کو ثناء خوانِ مصطفیٰ
جبرئیل سے بھی ہے مجھے نسبت قریب کی
وہ بھی ہے اور میں بھی ہوں دربان مصطفیٰ

یہ اعزاز قسمت والوں کو ملا کرتا ہے کہ انہیں سرکار کے ثناء خوانوں کے جوتوں میں ہی جگہ مل جائے۔

ہر کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوتا۔

ہر اک کو میسر کہاں اس در کی غلامی
اس در کا تو دربان بھی جبریل امین ہے

اب آ تو گئی ہو:

جب اس مسلمان عورت کی نگاہ اس یہودیہ عورت پر پڑی تو اس سے کہا۔

''بہن اب اگر آ ہی گئی ہو۔ تو آگے آ جاؤ''۔

نہیں سمجھے۔

اب آ ہی گئے ہو۔

۷۷ء کی تحریک میں تمہارا وضو ٹوٹ ہی گیا ہے۔

تم نے میلاد منا ہی لیا ہے۔

یا رسول اللہ اور یا علی۔ یا غوث اعظم کے نعرے بھی لگا لئے ہیں۔

دربار داتا صاحب حاضری بھی دے دی ہے۔

ختم شریف بھی پڑھ لیا ہے۔

حلوے کی دیگ میں چمچہ بھی چلا لیا ہے۔

حاضرین میں تقسیم بھی کر دیا ہے۔

اخبارات میں خبریں بھی آ چکی ہیں۔

فوٹو بھی چھپ چکے ہیں۔

اب کیوں منکر ہوتے ہو۔

چھوڑو بدعقیدگی کو اور دیکھو۔

محمود اور عبید ہیں حاضر مزار پر!
داتا نے منکروں کو بھی دو پر بلا لیا
دستار بندی کا منظر ذرا بشیر دیکھ!
داتا کے ہاں گئے تو سر کو جھکا لیا

ہمیں چھوڑ دِیا:

اَب کہتے ہیں۔

مر کے حلوہ ملا تھا۔

اَب تم نے ہمیں چھوڑا تو حلوہ بھی ہمیں چھوڑ گیا۔

ہم کہتے ہیں۔

ہم نے تمہیں نہیں چھوڑا۔

تم نے صدقہ چھوڑا ہم نے تمہیں چھوڑ دیا:

تم کہتے تھے۔

ہل ہمارا جیتے گا۔ اللہ کے فضل سے جیتے گا۔

نبی کا صدقہ، جیتے گا۔

ہم کہتے تھے، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

صدیق کا صدقہ، جیتے گا۔

ہم کہتے تھے، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

فاروق کا صدقہ، جیتے گا۔

ہم کہتے تھے، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

عثمان کا صدقہ، جیتے گا۔

ہم کہتے تھے، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

علی کا صدقہ، جیتے گا۔

ہم کہتے تھے، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

زہرا کا صدقہ، جیتے گا۔

ہم کہتے تھے، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

حسنین کا صدقہ، جیتے گا۔

ہم کہتے تھے، ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

ہم تمہارے ساتھ رہے۔

تمہیں حلوہ ملتا رہا۔

یارسول اللہ کے نعرے بھی لگتے رہے۔

تم نے صدقہ چھوڑ دیا۔

ہم نے تمہیں چھوڑ دیا۔

اسٹیج تمہارا ہوتا تھا۔

لاؤڈ سپیکر اور ملاں تمہارے ہوتے تھے۔

مولوی ملاں تمہارے ہوتے تھے۔

مسجدیں تمہاری ہوتی تھیں اور نعرے میرے نبیؐ کے۔

میرے علی کے۔ میرے غوث اعظم کے ہوتے تھے۔

کم بختو بتاؤ!

وہ مذہب صحیح تھا یا یہ اب والا صحیح ہے۔

اس وقت جو کچھ عین توحید تھا اب شرک کیسے۔

اُس وقت جو کچھ سنت تھا۔ اب بدعت کیوں۔

تمہارا مذہب چند ہفتوں میں بدل جایا کرتا ہے۔

ہمارا کبھی نہیں بدلتا۔

تم نوٹوں اور ووٹوں کی خاطر ضمیر بیچتے ہو ہم دربار رسالت میں بک چکے ہیں۔

سراں دے سودے ہو جاندے
جدوں سردار مل جائے
تے دل دینا ای پیندا اے
جدوں دلدار مل جائے

ایک مفتی کا فتویٰ:

ایک مفتی نے فتویٰ دیا۔

داتا علی ہجویری کی مسجد کا رُخ کعبہ کی طرف نہیں ہے۔لہٰذا اس میں نماز جائز نہیں ہے۔

عاشق پہنچ گئے داتا کے حضور۔

غریب نواز۔مفتی نے فتویٰ دیا ہے آپ کی مسجد کا رُخ کعبہ کی طرف نہیں ہے۔

لہٰذا اس میں نماز جائز نہیں ہے۔

داتا علی ہجویری کی شانِ ولایت کو جوش آ گیا۔

فرمایا اسی مفتی کو گھسیٹ کر قدموں میں نہ لاؤں تو داتا نہ کہنا۔

جاؤ۔لاہور کی گلی گلی میں منادی کرا دو۔

آج مغرب کی نماز علی ہجویری پڑھائیں گے۔

اعلان ہو گیا۔

لاہور کی گلیوں میں شور مچ گیا۔

آج داتا صاحب خود نماز پڑھائیں گے۔

ہر طبقہ مسجد میں پہنچا:

شام ہوئی تو ہر طبقہ مسجد میں پہنچا۔

چھوٹے بھی آئے۔ بڑے بھی آئے۔

جوان بھی آئے۔ بوڑھے بھی آئے۔

علماء بھی آئے۔ جہلا بھی آئے۔

خطباء بھی آئے۔ طلبا بھی آئے۔

وکلاء بھی آئے۔ فصیح بھی آئے۔

بلیغ بھی آئے۔ نجیب بھی آئے۔

شریف بھی آئے۔

ہر شہری آیا۔مگر مفتی صاحب نہ آئے۔

مفتی صاحب آپکو بھی جانا پڑے گا:

نوجوان پہنچ گئے۔

یہ بڑے منچلے ہوتے ہیں، جس کے پیچھے پڑ جائیں تو پھر "یا آپ ہے نہیں یا گاہک ہے نہیں"۔

ایسے ہی ان شاہینوں کے متعلق اقبال نے نہیں کہہ دیا کہ

محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند!

پہنچے مفتی صاحب کے پاس اور کہا۔

مفتی صاحب آپ کو بھی جانا پڑے گا۔

مفتی صاحب نے کہا آج تک تو شرک و بدعت کے فتوے دیتا رہا ہوں اور آج وہاں چلا جاؤں؟

اگر چلا گیا تو اپنی ذریت کو کیا منہ دکھاؤں گا۔کہا: مفتی صاحب اگر آج آپ نہ گئے تو ووٹ نہیں ملیں گے۔

فرمایا اچھا: تو پھر ووٹوں کی خاطر مصلحت اسی میں ہے کہ چلو چلتے ہیں۔

مفتی صاحب نے دین بدل لیا۔

ضمیر بیچ دیا۔

ووٹ خریدنے کے لئے مسلک قیمت پر لگا دیا۔

Scanned with CamScanner

مفتی صاحب آئے:

مفتی صاحب آئے۔

کس شان سے آئے۔

پورا پریس لے کر آئے۔

حلوہ کی دیگ میں چمچہ پھیرا۔

ختم بھی پڑھا۔

حاضرین میں تقسیم بھی کیا۔

ارے:

تم داتا کے ہاں جاؤ تو مفتی۔ ہم جائیں تو بدعتی۔

تم جاؤ تو محقق۔ ہم جائیں تو مشرک۔

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن تو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ!

لاہور میں کعبہ دکھا دیا:

اَب داتا صاحب کی مسجد میں مخلوق کا ہجوم تھا۔

مغرب کی نماز کا وقت تھا۔

امامت کے لئے حضرت داتا علی ہجویری تشریف لائے۔ اور نیت کی۔

"تین رکعت نماز فرض وقت مغرب منہ طرف خانہ کعبہ شریف اللہ اکبر"۔

جتنے پیچھے کھڑے تھے کعبہ سامنے دیکھ رہے تھے۔

جب سلام پھیرا۔

عرض کیا گیا۔ حضور یہ کیا؟

فرمایا: ہم ولی ہیں۔

ولی جھوٹ نہیں بولا کرتے۔

ہم کہیں منہ طرف کعبہ کے اور کعبہ ہمیں نظر نہ آئے؟

یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

یہ کس طرح ممکن ہے:

اَب لوگ کہتے ہیں کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ لاہور میں کعبہ نظر آ جائے۔

حالانکہ درمیان میں بڑی بڑی بلڈنگیں ہیں۔ اُونچے اُونچے پہاڑ ہیں۔

دریاؤں کی جولانیاں ہیں۔

سمندروں کی گہرائیاں ہیں۔

اب میں قرآن پڑھوں تو کہیں گے ترجمہ غلط۔

حدیث پڑھوں تو کہیں گے راوی کمزور۔

کیوں نہ ایسی بات کر جاؤں کہ دماغ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح سچے عقیدہ پر مضبوط و مربوط ہو جائے۔

سائنس کا کمال:

نیویارک میں محمد علی کلے کا جوفریز یرنذیر سے مکہ بازی کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ مجھے بھی یہ مقابلے دیکھنے کا شوق ہے۔

میں تقریر کے لئے لاہور گیا ہوا تھا۔

میں نے وہاں ذکر کیا تو بانی جلسہ مجھے ایک کمرہ میں لے گئے۔ سامنے ایک بڑا ڈبہ پڑا ہوا تھا۔

اُنہوں نے بجلی کا سوئچ آن کیا تو اِس ڈبے میں محمد علی کلے کی مکہ بازی کا زبردست مظاہرہ ہو رہا تھا۔

میں نے کہا یہ کیا؟

کیا محمد علی کلے اِس ڈبہ میں بند ہے۔
کہا نہیں وہ تو نیو یارک میں مقابلہ کر رہا ہے۔
میں نے کہا:
مقابلہ نیو یارک، میں نظر لاہور میں آ رہا ہے۔
کہا: مولانا سائنس کا کمال ہے کہ نیو یارک والے کو لاہور میں دِکھا رہی ہے۔
میں نے کہا ٹھیک ہے۔ تو پھر
اگر سائنسدان کی ذہانت نیو یارک میں مقابلہ کرنے والے محمد علی کو لاہور میں دکھا سکتی ہے۔
تو داتا کی ولایت بھی کعبہ اللہ کو لاہور میں دکھا سکتی ہے۔
حضرات سامعین!
عرض کر رہا تھا کہ اس یہودیہ عورت نے محفل میلاد میں شرکت کی اور ان عورتوں سے پوچھا کہ یہ تم کیا کر رہی ہو تو وہ بولیں کہ

ایہہ ذکر ہے کملی والے دا!
جہڑا دو جگ نالوں سوہناں ایں
جہدے ورگا نہ کوئی ہویا اے
جہدے ورگا نہ کوئی ہونا ایں

سرکار کی جلوہ گری:

اس عورت نے دیکھا کہ محفل جب اپنے عروج پر پہنچی تو ہر طرف سے نور کی بارشیں ہونے لگیں اور پھر اچانک ٹھنڈی ٹھنڈی میٹھی میٹھی ہوائیں چلنے لگیں اور یوں محسوس ہونے لگا۔

رُخ پہ رحمت کا جھومر سجائے
کملی والے کی محفل سجی ہے

مجھ کو محسوس یہ ہو رہا ہے
اُن کی محفل میں جلوہ گری ہے

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوگئی۔
وہ عورت سرکار کے قدموں پہ گری اور زبان حال سے عرض کیا۔

تیرے قدموں میں آنا میرا کام تھا
میری قسمت جگانا تیرا کام ہے
میری آنکھوں کو ہے دید کی آرزو!
رُخ سے پردہ ہٹانا تیرا کام ہے

اگر میں محفل منعقد کروں:

سرکار نے اُس کے سر پر دست شفقت رکھا۔
کلمہ پڑھایا اور دامن ایمان سے وابستہ کر دیا۔
اَب عالم وارفتگی میں عرض کرتی ہے۔
اے میرے آقا اگر میں آپ کی محفل منعقد کروں تو آپ میرے غریب خانہ پر بھی تشریف لا کر قدم رنجہ فرمائیں گے۔
فرمایا: کیوں نہیں۔
ہم کسی کا دل نہیں توڑا کرتے کیونکہ

معبد ڈھادے، مندر ڈھادے
ڈھا دے جو کچھ ڈھیندا
اِک کسے دا دل نہ ڈھاویں
رب دِلاں وچہ رہندا

یہودی اور میلاد:

اب صبح اٹھی اور چلی بازار۔

Scanned with CamScanner

میلاد کا سودا سلف لینے۔

شوہر نے پوچھا تم کدھر؟

کہا میلاد کے انتظام کے لئے بازار جارہی ہوں۔

اُس نے کہا تو اور میلاد۔

تو یہودی۔ تیرے والدین یہودی۔ تیری نسل یہودی۔

تیرے اگلے پچھلے یہودی اور میلاد منانا تو مسلمانوں کا کام ہے۔

اُس نے کہا: اَب مجھے یہودیہ مت کہو۔

کہا کیوں؟ اُس نے کہا:

؎ راتیں وچہ میلاد دے آیا اُوہ سوہنیاں زلفاں والا
لے کے وچ قدماں دے مینوں کر گیا نور اُجالا

اور آج وہ یہاں بھی تشریف لائے گا اور سب کو نورِ ایمان سے منور فرمائے گا۔

کہا تو پھر بازار کیوں جاتی ہو؟

مسلمان عورتیں بازار میں اس طرح بے پردہ نہیں جایا کرتیں۔ میں جو موجود ہوں، میں خود جاؤں گا۔

حضرات مکرم!

اَب تو مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ کار کی ڈرائیونگ بیگم صاحبہ کرتی ہیں اور شوہر نامدار لطف اندوز ہوتے ہیں۔ سودا بیگم صاحبہ خریدتی ہیں اور سرتاج صاحب نوکروں کی طرح اُٹھا کر کار میں رکھتے ہیں۔

؎ وضع میں یہ ہیں نصاریٰ تو تمدن میں ہنود!
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

بہرکیف! انتظامات ہو گئے۔

رات [illegible] نو مسلم کے گھر بھی محفل سج گئی اور اس محبہ رسول نے اپنے محبوب کی

بارگاہ میں بڑے والہانہ۔

عاشقانہ انداز سے عرض کی کہ

؎ کلی مست الستاں دی عرش بنا جا اَج دی رات!
تیری دیدنوں دیدے ترس گئے آ درس وکھا جا اجدی رات

اور

؎ اَے الم نشرح دے سینے والیا
اَے شہنشاہا مدینے والیا
؎ تیری دید لئی اکھیاں دابوہا کھولیا
آوی جاہن میرے مدنی ڈھولیا
آوی جاہن کول اوگن ہار دے
تار دے سبھناں دی کشتی تار دے

سرکار تشریف لے آئے:

ابھی وہ اپنی معروضات دربار رسالت میں پیش کر رہی تھی۔ کہ اس کی عرض سنی گئی اور منظر یوں ہو گیا کہ

؎ لب پہ صل علیٰ کے ترانے!
اشک آنکھوں میں آئے ہوئے ہیں
یہ فضا یہ ہوا کہہ رہی ہے!
آقا تشریف لائے ہوئے ہیں

سرکار کی وہاں بھی جلوہ گری ہو گئی اور وہ سارا گھر جو یہودیوں کا تھا سرکار کی آمد کے صدقہ سے دولت ایمان سے مشرف ہو گیا۔ (جمع الجوامع از علامہ سیوطی)

حضرات سامعین!

دونوں واقعات مذکورہ سے پتہ چلا کہ سرکار ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں مگر اپنے جسد

Scanned with CamScanner

اطہر کا جہاں چاہیں ظہور فرمادیں یہ آپ کی رضا پر موقوف ہے کیونکہ

ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار محمد

بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

اور

صدیقوں سے محبوب چھپائے نہیں جاتے

شاہ عبدالرحیم کی صحت یابی:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد شاہ عبدالرحیم کے ساتھ حج و زیارت کے لئے عازم سفر تھا۔

بحری جہاز میں سفر کرتے ہوئے میرے والد علیل ہو گئے۔

پیٹ کا عارضہ لاحق ہوا اور اتنا شدید مرض لاحق ہوا کہ رنگت بھی تبدیل ہو گئی اور میں ان کی زیست سے مایوس ہو گیا۔

بارگاہ رسالت مآب میں معروضات کرتے کرتے آنکھ لگ گئی تہجد کا وقت ہوا تو مجھے کسی نے آواز دی۔

جب میں نے آنکھ کھول کر دیکھا تو میرے والد شاہ عبدالرحیم موجود تھے۔ میں نے عالم تحیر میں پوچھا کہ آپ کیسے صحت یاب ہو گئے تو فرمایا:

تم جو حضور کی بارگاہ میں التجائیں کر رہے تھے تو وہ سنی گئیں، اور سرکار تشریف لے آئے۔

میرے جسم پر دست کرم پھیرا تو میں صحت یاب ہو گیا۔

میں نے عرض کیا کہ اس کے ثبوت کے لئے کوئی دلیل کہ حضور جلوہ فرما ہوئے تھے۔

والد صاحب نے فرمایا:

جاؤ اور میرے تکیہ کے نیچے جا کر ملاحظہ کرو۔

سرکار علیہ السلام کے دو موئے مبارک رکھے ہوئے ہیں جو سرکار مجھے عنایت فرما گئے ہیں۔

جب میں نے دیکھا تو یہ موئے مبارک موجود تھے۔

(الدر الثمین فی المبشرات النبی الامین)

حضرات سامعین!

شاہد کا معنیٰ ہے حاضر اور مشاہدہ فرمانے والا۔

لہٰذا سرکار حاضر بھی ہیں اور ناظر بھی۔ حضرت شیخ محقق الشاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضور ہر جگہ حاضر ہیں:

''وبعضے عرفا گفتہ اند کہ ایں بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات و افراد ممکنات۔ پس آنحضرت در ذوات مصلیاں موجود و حاضر است، پس مصلی را باید کہ ازیں معنیٰ آگاہ باشد وازیں شہود غافل نہ بود تا انوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد''۔

(اشعتہ اللمعات کتاب الصلوٰۃ باب التشہد۔ مدارج النبوت جلد اوّل صفحہ ۱۳۵)

بعض عرفا نے فرمایا ہے کہ التحیات میں یہ خطاب،

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ ٥''

''اِس لئے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کی ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے''۔

پس حضور علیہ السلام نمازیوں کی ذوات کے درمیان موجود اور حاضر ہیں، نمازی کو چاہیے کہ اس معنیٰ سے آگاہ اور اس شہود سے غافل نہ ہو۔ تاکہ قرب کے نور اور معرفت کے بھیدوں سے کامیاب ہو جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تو بہت بلند حیثیت کی حامل ہے۔

Scanned with CamScanner

مولوی رشید احمد گنگوہی نے رُوحِ شیخ کو ہر جگہ حاضر و ناظر تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

شیخ حاضرِ و ناظر ہے:

''ہم مرید بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگر چہ از شیخ دوراست امارو حانیت اُو دور نیست''۔

(امداد السلوک صفحہ ۱۰)

''مرید کو بھی یہ یقین جاننا چاہیے کہ شیخ کی رُوح ایک جگہ میں قید نہیں ہے۔ پس مرید دُور یا نزدیک جس مقام پر بھی ہو۔ اگر چہ وہ شیخ سے جسماً دور ہے۔ لیکن اس کی روحانیت دور نہیں ہے''۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

؎ سیہ کوہاں تے میرا مرشد وسدا
مینوں وچہ حضور دسیوے ہو
میم مرشد ساہنوں اوہ سبق پڑھایا
بن پڑھیا پیا پڑھیوے ہو!

تو اگر شیخ مرید کے پاس روحانی طور پر جگہ حاضر و ناظر ہے تو امام الانبیاء سیّد الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں، آخر حضور کے حاضر و ناظر ہونے سے انکار کیوں کیا جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

؎ ظالمو محبوب کا حق تھا یہی!!
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ○

دوسرا خطبہ

اے ایمان والو ایمان لاؤ! (القرآن)

حدیث جبرائیل

؎ تیرا مسند مسند ناز ہے عرش بریں
تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا
تیری مثل نہیں ہے خدا کی قسم!

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

خطبہ:

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ٥

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ

درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا سَیِّدِیۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَاسَیِّدِیۡ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ

حضراتِ محترم!

آج کے خطبہ جمعۃ المبارک میں ناچیز ایمان کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہے اور اس موضوع کو سمجھنے کے لئے پہلے ایک حدیث پاک سماع فرمائیے۔

سامعین مکرم!

خلیفہ دوم مراد مصطفےٰ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ "حدیث جبرائیل"

"بَیۡنَمَا نَحۡنُ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوۡمٍ"

"ہم ایک دن سرکار دو عالم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر تھے۔"

وہ کیسا منظر ہوگا:

کیا روح پرور منظر ہوگا

کیسا سہانا موقعہ ہوگا۔ جب شمع رسالت جگمگا رہی ہوگی اور پروانے اس پر نثار ہو رہے ہوں گے۔

کسی عاشق نے خوب منظر کشی کی ہے وہ کہتا ہے کہ

جب حاضر خدمت تھے ان کی
بوبکر وعمر عثمان وعلی
اس وقت رسول اکرم کے
دربار کا عالم کیا ہو گا
جب حسن تھا ان کا جلوہ نما
انوار کا عالم کیا ہو گا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے
دیدار کا عالم کیا ہوگا

وہ کتنے خوش قسمت لوگ تھے۔

جنہیں ہر لمحہ سرکار دو عالم کی صحبت نصیب تھی اور وہ کیسے نفوس قدسیہ تھے جو ہر لحظہ شرف زیارت نبی اکرمؐ سے مشرف ہوتے تھے۔

آج ہم قرآن کریم میں حضور علیہ السلام کے حسن وجمال کا تذکرہ پڑھتے ہیں مگر اس حسن وجمال کی زیارت نہیں کرتے لیکن ذرا تصور فرمائیے۔ جس وہ اس قرآن صامت میں سرکار ابد قرار علیہ السلام کا ذکر حسن وجمال پڑھتے ہوں گے اور پھر اس قرآن ناطق کو سامنے دیکھتے ہوں گے تو کیا عالم ہوتا ہوگا۔ وہ

☆ والضحیٰ کی تلاوت بھی کرتے تھے۔ اور
چہرۂ مصطفوی کی زیارت بھی کرتے تھے۔

☆ وہ والیل کی تلاوت بھی کرتے تھے اور

Scanned with CamScanner

زلفِ عنبرین کی خوشبو بھی سونگھتے تھے۔

☆ وہ یَدُاللّٰہِ کی تلاوت بھی کرتے تھے اور
ان گورے گورے ہاتھوں کو بوسہ بھی دیتے تھے۔

☆ وہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ کی تلاوت بھی کرتے تھے اور
ان چشمانِ معنبرہ کے نشہ سے مخمور بھی ہوتے تھے۔

☆ وہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی کی تلاوت بھی کرتے تھے اور ان لبانِ مقدسہ سے موتی بھی چنتے تھے۔

؎ صحابہ وہ صحابہ ہر صبح جن کی عید ہوتی تھی!
خدا کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

سرکار فاروق اعظم فرماتے ہیں ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے کہ

''اِذْطَلَعَ رَجُلٌ شَدِیْدٌ بَیَاضِ الثِّیَابِ وَ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعَارِ''

''اچانک ایک مرد آیا' انتہائی سفید کپڑوں اور انتہائی سیاہ بالوں والا۔''

''لَا یُرٰی عَلَیْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ''

اس پر کسی قسم کے آثار سفر نہ تھے اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا نہ تھا۔''

''حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ''

''حتیٰ کہ وہ نبی اکرمؐ کے پاس بیٹھ گیا۔''

حاضری کا انداز:

اس کے بیٹھنے کا انداز بڑا ہی مودب تھا۔ وہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پاس اس طرح بیٹھا کہ

''فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْهِ اِلٰی رُکْبَتَیْهِ وَوَضَعَ کَفَّیْهِ عَلٰی فَخِذَیْهِ''

اس نے اپنے گھٹنوں کو نبی کریم کے گھٹنوں سے ملایا اور اپنی ہتھیلیوں کو سرکار کی مبارک رانوں پر رکھا۔ گویا کہ قیامت تک کے گستاخوں کو درس

دیا کہ جب محبوب کی بارگاہ میں بیٹھو تو اس طرح نہ بیٹھو جیسے عام کسی مولوی کے پاس بیٹھتے ہو بلکہ ادب واحترام سے دوزانو ہو کر بیٹھو کیونکہ

؎ بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہ ہے ڈھوئی
تے منزل مقصود نہ پہنچا باجھ ادب دے کوئی

اس بارگاہ میں ادب والے جاتے ہیں۔
بے ادب کبھی جاتے ہی نہیں۔

لہٰذا جب بھی حاضری دو تو ادب کے ساتھ دو اگر یہاں حاضر ہونا ہے تو اس طرح حاضر ہو جیسے صدیق اکبر' فاروق اعظم' عثمان غنی' حیدر کرار' طلحہ وزبیر' سلمان وبلال حاضر ہوتے ہیں۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اس طرح مت منہ اٹھا کر آجانا جس طرح ابوجہل' ابولہب' عتبہ' شیبہ' ابن ابی وغیرہ آتے ہیں۔

جو ادب سے آئے گا کوئی۔
کوئی صداقت کا تاجدار بنے گا۔
کوئی عدالت کا شہسوار بنے گا۔
کوئی سخاوت کا علمبردار بنے گا۔
کوئی شجاعت کا تاجدار بنے گا۔
کوئی فاروق اعظم بنے گا۔
کوئی شہید اعظم بنے گا۔
کوئی امام اعظم بنے گا۔
کوئی غوث اعظم بنے گا۔
کوئی مجدد اعظم بنے گا۔
کوئی محدث اعظم بنے گا۔

؎ مدنی دے در تے آئے نصیبے لکھاں جگا گئے!

حبشی بلال ورگے رتبے کمال پا گئے
خالی دے خالی رہ گئے کئی کر کے کافرانہ
واقف ہائی کل زمانہ
مدنی دے در تے آونج لج پال ہائی گھرانہ
واقف ہائی کل زمانہ

یہ وہ بارگاہ عظیم ہے جس کا طواف جبرئیل ومیکائیل کرتے ہیں جہاں ستر ہزار فرشتہ صبح اور ستر ہزار شام کو حاضری دیتا ہے اور جو ایک مرتبہ حاضر ہوتا ہے۔ تا قیامت منتظر ہی رہے گا۔ اس کی باری نہ آسکے گی۔

حضراتِ سامعین!

آنے والا بڑے ادب واحترام سے بیٹھا اور اس نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ!

اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ

مجھے ارشاد فرمایئے اسلام کے متعلق کہ اسلام کیا ہے۔

اسلام کیا ہے:

سرکار فرمایا:

"اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا"

"یہ کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرے۔ زکوٰۃ ادا کرے۔ رمضان کے روزے رکھے اور اگر استطاعت رکھے تو حج بیت اللہ کرے۔"

قَالَ صَدَقْتَ. اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا:

"فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْئَلُهُ وَ يُصَدِّقُهُ"

"ہم نے تعجب کیا کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے۔"

حضرات محترم!

سرکار نے یہ نہیں فرمایا کہ تَقُوْلُ. تو کہے بلکہ فرمایا: تَشْهَدُ تو گواہی دے' اسی لئے علماء نے فیصلہ کیا کہ صرف زبانی اقرار کے ساتھ مسلم کامل نہیں ہوتا۔

درویش لاہوری علامہ اقبال مرحوم کہتے ہیں کہ

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل ونگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں!

اقرار لسانی اور تصدیق قلبی:

ایمان نام ہے زبانی اقرار اور تصدیق قلبی کا۔

علماء نے تصریح فرمائی کہ

"اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ"

"زبان سے توحید ورسالت کا اقرار کرے اور دل سے اس کی تصدیق بھی کرے۔"

صرف زبانی اقرار کرنے والا مومن نہیں مسلم ہے اور صرف تصدیق کرنے والا مومن ہے۔ مسلم نہیں' اس لئے اللہ کریم نے فرمایا:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" اٰمِنُوْا

"اے زبانی اقرار کرنے والو تصدیق قلبی بھی کرو۔"

ہر کلمہ گو مومن نہیں:

آج کل یہ بیماری عام ہے۔

لوگ کہتے ہیں جی ہر کلمہ گو مومن ہے۔ اس پر کسی قسم کا کوئی فتویٰ نہیں لگا سکتے اور ان لوگوں کا مطمع نظر بد مذہب اور باطل عقائد کی حمایت کرنا ہوتا ہے۔ خصوصاً وہ

Scanned with CamScanner

لوگ گستاخانِ رسالت کے کفریہ عقائد کو چھپانے کے لئے یہ بلند بانگ دعویٰ کرتے ہیں کہ کلمہ گو مسلمان مومن ہے۔

حسام الحرمین:

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہلسنّت' الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ ملاؤں کی کفریہ عبارات پر مفتیانِ حرمین شریفین سے فتوے حاصل کئے اور ان کو حسام الحرمین میں شائع فرمایا تو لوگوں نے آپ کی ذات بابرکات کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا اور کہا کہ دیکھو جی آپ نے کلمہ گو مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ حالانکہ جن پر فتویٰ لگایا ہے وہ

کلمہ بھی پڑھتے ہیں۔

نمازی بھی ہیں۔

زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔

حج بھی کرتے ہیں۔

لمبی لمبی داڑھیاں بھی رکھتے ہیں۔

ماتھوں پہ محراب بھی سجاتے ہیں اور علوم دینیہ کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ لہٰذا وہ کس طرح کافر ہو سکتے ہیں۔

یہ مومن نہیں ہیں:

میں کہتا ہوں' ایسا فتویٰ تو قرآن کریم میں بھی موجود ہے ملاحظہ کیجئے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

''وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ''

لوگوں میں سے ایسے بھی لوگ ہیں جو اقرار کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے۔ لیکن اس کے باوجود اللہ فرماتا ہے کہ ''وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ''

''میرا فتویٰ ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں۔''

آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ اقرار کرنے کے باوجود مومن نہیں۔ صرف اور صرف یہی وجہ ہے کہ وہ زبانی اقرار کرتے ہیں۔ مگر دل میں عقائد کفریہ رکھتے ہیں۔

اقرار زبانی کے ساتھ ان کی تصدیق قلبی شامل نہیں ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

یہ جھوٹے ہیں:

''اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ''

(پارہ ۲۸ سورۃ المنافقون آیت نمبر ۱)

''(اے محبوب) جب منافق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں' آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔''

حضرات سامعین!

مسلمان تو کلمہ پڑھتے ہیں۔

''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ''

کوئی تاکیدی لفظ نہیں سادہ کلمہ ہے۔

مؤکد کلمہ:

لیکن منافق دو تاکیدوں سے مؤکد کلمہ پڑھتے اور کہتے۔

''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَّ مُحَمَّدًا لَّرَسُوْلُ اللّٰهِ''

اندازہ فرمائیے۔

اِنَّ بھی حرف تحقیق اور لام بھی حرف تاکید' اتنی مؤکد شہادت کے باوجود اللہ کریم فرماتا ہے۔

''وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ''

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ بلاشبہ اس کے رسول ہیں۔

''وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ''

Scanned with CamScanner

لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق قطعی جھوٹے ہیں۔

معزز سامعین!

اس کی کیا وجہ ہے ان کی اس مؤکد گواہی کے باوجود اللہ انہیں قطعی جھوٹے قرار دے رہا ہے؟

یہی کہ انہوں نے زبانی اقرار تو کیا لیکن دل سے نہ مانا۔

ان کے دلوں میں نفاق ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

دل کا مرض:

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ" (پارہ ۱ البقرہ آیت نمبر ۱۰)

"ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پھر بڑھا دی اللہ نے
ان کی بیماری اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔
بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔"

پتہ چلا کہ دل کی بیماری (نفاق) کی وجہ سے وہ جھوٹ بولتے ہیں، اور صرف زبانی اقرار کرتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔

تسی پھری پر دل نہ پھریا
کیہہ لیناں تسی پھڑ کے ہو!
چلے کٹے پر کجھ وی نہ کھٹیا
کیہہ لیناں چلیاں اُڑ کے ہو!
علم پڑھیا پر ادب نہ سکھیا!
کیہہ لیناں علم نوں پڑھ کے ہو!

جاگاں باجھ دودھ ناہیں جمدے باہو
توڑے لال ہوون کڑھ کڑھ کے ہو!

دوغلی پالیسی:

مفسرین کرام نے ان حضرات کی دوغلی پالیسی کی مثال یوں بیان فرمائی ہے کہ

"لومڑی اپنی بل کے دو منہ رکھتی ہے۔ ایک کا نام نافقاء اور دوسری کا نام قاصعاء ہے۔ ایک طرف سے وہ داخل ہوتی ہے جب کوئی شکاری اس سے اس کا تعاقب کرتا ہے تو دوسری طرف سے نکل جاتی ہے اور اگر دوسری جانب سے اس کا کوئی تعاقب کرتا ہے تو پہلے سوراخ سے نکل جاتی ہے۔ کیونکہ اس کی ایک بل کا نام نافقاء ہے۔ اسی سے منافق ماخوذ ہے۔ اس کے بھی دو پہلو ہیں ایک کفر جو اس کے دل میں ہے دوسرا ایمان جو اس کی زبان پر ہے۔ اگر کفر سے اسے کسی نقصان کا اندیشہ ہو تو وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے لگتا ہے اور اگر اسلام کے باعث اسے کوئی تکلیف پہنچ رہی ہو تو فوراً اپنے کافر ہونے کا اعلان کر دیتا ہے۔" (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ ۶۴۹)

قرآن کی گواہی:

اسی پالیسی کو قرآن کریم میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ منافق

"وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ"

(پارہ ۱ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴)

"جب ملتے ہیں ایمان والوں سے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس تو کہتے ہیں ہم

Scanned with CamScanner

تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف (ان کا) مذاق اڑا رہے تھے۔"

معزز حضرات سامعین!

اب میں آپ کو مثال دیتا ہوں اپنے زمانے کے منافقین کی۔ ان کا بھی یہی پروگرام ہے۔ جب وہ ایمان والوں کے سامنے آتے ہیں تو سرکار دو عالم علیہ السلام کی بے پناہ تعریف کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے سگان حرم کے ساتھ پھرنے کی آرزو کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

ملاحظہ ہو قصائد قاسمی میں لکھتے ہیں کہ

؎ جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں!
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار

اور جب اپنے شیاطین سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں۔

"اگر بوجہ نبی آدم ہونے کے کسی نے آپ کو بڑا بھائی کہدیا
تو کیا خلاف نص کے کہدیا۔" (تحذیر الناس)

؎ ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دھوکہ دیتے ہیں یہ بازی گر کھلا

یہ دھوکہ ہمیں دینے کی کوشش کرتے ہیں مگر در اصل اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

قرآن کریم میں موجود ہے کہ

"یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ" (پارہ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر)

فریب دیا چاہتے ہیں، اللہ کو اور ایمان والوں کو اور (حقیقت میں) نہیں فریب دے رہے مگر اپنے آپ کو اور اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

اگر مسلمانوں سے ملتے ہیں تو انگریز کی مخالفت اور اگر انگریزی گماشتوں کو ملتے

ہیں تو ان سے تنخواہیں وصول کر کے مسلمانوں کے خلاف محاذ برپا کرتے ہیں۔

مولوی ظفر علی خان نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق لکھا ہے کہ

؎ اسلام کو نہ مفت میں بد نام کیجئے!
مندر میں جا کے بیٹھیے جیرام کیجئے
بھرنا ہی پیٹ ہے تو طریقے ہیں اور بہت
چھ سو پہ سادہ قوم کو بیچا نہ کیجئے

تو امام اہلسنت فاضل بریلویؒ اللہ علیہ نے ایسے لوگوں کی کتب سے حوالجات لے کر مفتیاں مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ سے استفتاء فرمایا۔ تو ان مفتیانِ حرمین نے ان پر بالاتفاق کفر کا فتویٰ دیا۔ جسے آپ نے "حسام الحرمین" زیر دستخط مفتیانِ حرمین شائع فرما کر مسلمانوں کو اس دریائے نفاق میں غوطہ زن ہونے سے بچالیا۔

؎ اہلسنت پہ ہے بار احساں تیرا
نائب مصطفیٰ شاہ احمد رضا
دوست و دشمن کی تھی کچھ نہ ہم کو خبر!
تو نے آگاہ کیا شاہ احمد رضا

حضرت محترم!

میں عرض کر رہا تھا کہ سرکار دو عالم سے سائل نے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے اسلام کی حقیقت کو واضح فرمایا۔

پھر اس سائل نے دوسرا سوال کیا!

"اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ" ایمان کیا ہے؟

تو سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

Scanned with CamScanner

ایمان کیا ہے؟:

"اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلَائِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ

ایمان یہ ہے کہ

"تو یقین رکھے اللہ، اس کے فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر اور یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر۔"

خدا پر بہتان:

یار لوگوں نے اللہ پر بھی بہتان باندھے اور کہا کہ "خدا جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔"

(یکروزی)

توحید کے علمبرداروں نے توحید کو بھی محفوظ نہ رہنے دیا۔
ملائکہ تو بعد کی بات ہے۔
کتابیں بھی بعد میں ہیں، اور
رسولوں کو تو یار لوگ چیلنج کرتے پھرتے ہیں۔

ملاحظہ ہو۔ اپنے ایک مولوی کے مرنے پر مرثیہ لکھتے ہوتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چیلنج دے کر کہتے ہیں۔

مسیحا:

زندوں کو مرنے نہ دیا مردوں کو زندہ کیا!
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم!

(مرثیہ محمود الحسن صفحہ ۲۳)

نبی تو اپنے جیسا بشر اور اپنا مولوی نور مجسم، ملاحظہ ہو لکھتے ہیں۔

نور مجسم:

چھپائے جامہ فانوس کیونکر شمع روشن کو!
تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہ ہی عریانی

(مرثیہ محمود الحسن صفحہ ۱۱)

حضور علیہ السلام کے روضہ اقدس کو کعبہ کا کعبہ کہنا تو شرک ٹھہرا، اور گنگوہ کے متعلق یاروں کا عقیدہ ہے کہ

کعبہ کا کعبہ:

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ!
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

(مرثیہ محمود الحسن صفحہ ۹)

ویسے تو اللہ کے علاوہ کوئی حاجت روا نہیں۔
نبی ولی تو حاجت روائی نہیں کرتے، مگر اپنے مولوی صاحب قبلہ حاجات ہیں۔

قبلہ حاجات:

حوائج دین ودنیا کے کہاں لیجائیں ہم یارب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی وجسمانی

(مرثیہ محمود الحسن صفحہ ۷)

امام الانبیاء علیہ السلام تو کچھ عطا نہیں فرما سکتے۔ مگر اپنے حضرت مولانا مربی خلائق ہیں۔

مربی خلائق:

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
میرے مولیٰ میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

(مرثیہ محمود الحسن صفحہ ۸)

Scanned with CamScanner

عقیدہ ختم نبوت کی خاطر تو ہم چندے بٹورتے ہیں' مگر ہمارے حضرت۔

بانی اسلام کا ثانی:

؎ زباں پر اہل اھوا کی ہے کیوں اہل وھبل شائد
اٹھا دنیا سے کوئی بانی اسلام کا ثانی!

(مرثیہ محمود الحسن صفحہ۴)

نبی کریم کو تو ہم معاذ اللہ ''مرکرمٹی میں ملنے والے'' کہتے ہیں مگر ہمارے رشید الملة والدین۔

شہید وصالح وصدیق:

شہید وصالح وصدیق ہیں حضرت باذن اللہ
حیات شیخ کا منکر جو ہے اس کی ہے نادانی

(مرثیہ محمود الحسن صفحہ۱۱)

الغرض سارے کا سارا قصیدہ ہی نور علی نور ہے۔

ہے یہ ایمان ان مومنین دیو بند کا۔

اور مشرک' بدعتی' کافر ہم لوگ ہیں۔

یاللعجب' ایں چہ بوالعجبی است کہ

؎ خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ان حضرات کا ملائکہ پر ایمان بھی ملاحظہ ہو۔

لکھتے ہیں کہ ہمارے مولوی کو جب کو دیکھتا تو پکار اٹھتا۔

مکرم فرشتہ:

''مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ''

''یہ کوئی بشر نہیں' یہ تو عزت دیا ہوا فرشتہ ہے۔'' (تذکرة الرشید)

اور تقدیر خیر وشر منجاب اللہ پر تو ان کا یقین ایسا ہے کہ کیا کہیئے۔ ملاحظہ ہو۔

یقین بر تقدیر:

؎ نہ سمجھے تھے کہ اس جان جہاں سے یوں جدا ہوں گے
یہ سنتے گو چلے آئے تھے اک دن جان ہے جانی

(مرثیہ محمود الحسن صفحہ۶)

حضرات محترم!

جب سرکار دو عالمؐ نے خلاصہ ایمان بیان فرمایا تو سائل نے کہا۔

صَدَقْتَ. آپ نے سچ فرمایا۔

حضرت فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ ہم حیران ہوئے۔

کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق بھی فرماتا ہے۔

پھر سائل نے سوال کیا۔

''اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ''

مجھے احسان کے متعلق ارشاد فرمائیے کہ احسان کیا ہے۔

احسان کیا ہے:

''اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ''

''احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے کہ جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اور اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تو تجھے ملاحظہ فرما رہا ہے۔''

ہماری عبادت:

سامعین کرام!

ہماری عبادت کا یہ عالم ہے کہ ہم پنجگانہ فرائض نماز بھی ادا کرنے سے قاصر ہیں۔

تہجد' اشراق' چاشت اور اوابین کے نوافل تو بہت دور کی بات ہے اور اگر' خوش

Scanned with CamScanner

قسمتی سے کوئی نماز ادا بھی کرلے تو وہ رب سے استہزا کرتا ہے۔اس قدر تیزی سے
نماز پڑھتا ہے کہ

"اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظُ"

ایک ایک منٹ میں چار چار رکعت بقول کسے۔

"انہے وااوہ دلبراوا سطہ ای۔"

کا مصداق رب کا قرض اتارتا ہے۔

حالانکہ حدیث پاک میں موجود ہے کہ ایک صحابی نے تیزی سے نماز ادا کی تو
سرکار نے فرمایا:

"صَلِّ اِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ"

نماز پڑھیئے۔

آپ نے نماز نہیں پڑھی۔

کیونکہ ارشاد مخبر صادق ہے کہ

حضورِ قلب:

"لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ"

بغیر حضوری قلب کے نماز نہیں ہوتی۔

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ریاکاری:

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُوْنَ

(پارہ ۳ سورۃ ماعون آیت نمبر ۴،۵،۶)

"پس خرابی ہے ایسے نمایوں کے لئے جو اپنی نماز سے غافل ہیں جو ریا
کاری کرتے ہیں۔"

ایک واقعہ:

علماء کرام نے ایک واقعہ نقل فرمایا کہ

ایک نمازی نماز پڑھ رہا تھا کہ حضرت مجنوں رحمۃ اللہ علیہ اس کے آگے سے
گزر گئے۔

اس نے فوراً نماز چھوڑی اور حضرت مجنوں کے درپے ہوگیا اور کہا:

"تمہیں معلوم نہیں نماز کے آگے سے گزرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔"

حضرت مجنوں نے جواب لاجواب دیا اور کہا:

"نمازی صاحب! میں حیران ہوں کہ میں مجازی عشق میں اتنا وارفتہ تھا
کہ مجھے تیری نماز کی خبر نہ ہوئی اور تو عبادت حقیقی میں بھی میرے
گزرنے سے باخبر رہا۔"

عشق لیلیٰ میں میری حالت تباہ
وصل حق میں غیر پر تیری نگاہ
کیا اسی کو کہتے ہیں رازو نیاز
بس نمازی دیکھ لی تیری نماز

حضرت ابن زبیر کی نماز:

حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ پر جب یزیدی لشکر نے حملہ کیا تو وہ حرم کعبہ میں نماز
ادا فرما رہے تھے۔ نماز میں اس قدر منہمک تھے کہ منجنیق کے گولے اردگرد سے
گزرتے رہے اور آپ بڑے اطمینان سے نماز ادا فرماتے رہے۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۱۱ مطبوعہ کراچی)

نبی اکرمؐ کی نماز:

نبی اکرمؐ ساری ساری شب عبادت فرماتے قدمان مبارکہ متورم ہو جاتے حتیٰ

کہ اللہ کریم نے فرمایا:

"یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا"

(پارہ ۲۹ سورۃ المزمل آیت نمبر ۱،۲،۳،۴)

"اے مزمل کی کملی اوڑھنے والے محبوب رات کو (نماز کیلئے) قیام فرمایا کیجئے۔ مگر تھوڑا یعنی نصف رات قیام فرمالیا کریں یا اس سے کچھ کم یا زیادہ اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرمایا کیجئے۔"

حضرت فاطمہؓ کی نماز:

حضرت سیدۃ النساء العٰلمین سلام اللہ علیہا ساری رات عبادت فرماتی تھیں، حتیٰ کہ آواز آئی اے ساری شب میری عبادت کرنیوالی میرے محبوب کی شہزادی مانگو کیا مانگتی ہو۔

عرض کیا: اے مولا! ایک ایسی طویل رات بنا کہ تیری بندی دل کھول کر عبادت کر لے۔ اس مختصر رات میں میرا ذوقِ عبادت پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتا۔ اللہ اکبر!

مولا علیؓ و امام حسینؓ کی نماز:

حضرت مولا علیؓ نے نمازِ عصر محبوب پر قربان کی تو سورج لوٹا کر ادا فرمائی۔

اور حضرت امام حسین نے تلواروں کے سائے میں بھی نہایت طمانیت سے نماز ادا کی۔

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں!
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

رابعہ بصریؒ کی نماز:

حضرت رابعہ بصریؒ شب و روز میں ایک ہزار نوافل ادا فرماتیں۔

امام اعظم و غوث اعظم کی نماز:

حضور شہنشاہ بغداد غوث اعظم جیلانی اور سیدنا امام اعظمؒ نے متواتر چالیس سال عشاء کے وضو سے نمازِ فجر ادا فرمائی۔

حضرات سامعین!

نماز اس طرح ادا کرو کہ جیسے نماز والے کو دیکھ رہے ہو یہ ہے احسان اور ایسے نماز ادا کرنے والے ہیں۔ محسنین

محسنین:

محسنین جن کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ"

(پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۵۶)

"بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے۔"

سامعین حضرات!

حضرت فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ پھر سائل نے عرض کیا یا رسول اللہ!

علم قیامت:

"فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَةِ"

"مجھے قیامت کے متعلق خبر دیجیے۔"

تو سرکار نے فرمایا:

"مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ"

مسئول عنه (یعنی نبی کریم) سائل (یعنی جبرائیل) سے زیادہ عالم بالقیامت نہیں ہے۔

یار لوگوں نے اسے دلیل بنا کر دعویٰ کر دیا۔

Scanned with CamScanner

حضور کچھ نہیں جانتے

قیامت کا علم آپ کو نہیں ہے۔

ان سے کوئی پوچھے کہ اگر حضور کو علم نہ تھا تو سائل نے سوال ہی کیوں کیا؟ اور اے عقل کے اندھو سرکار کے اس جواب سے علم قیامت کی نفی کہاں ہوتی ہے۔

بلکہ علم سائل کا بھی اثبات ہو رہا ہے کہ سائل بھی اتنا ہی جانتا ہے جتنا مسول عنہٗ۔

یہ کہاں لکھا ہے کہ میں نہیں جانتا۔

آؤ علم سے یتیم لوگو

ذرا قرآن کا ہی مطالعہ کرلو۔

اللہ فرماتا ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اَنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ"

(پارہ ۲۱ سورۃ لقمان آیت ۳۴)

"بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہی اتارتا ہے بارش اور جانتا ہے جو کچھ (ماؤں کے) رحموں میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ علیم اور خبیر ہے۔"

اس آیت کریمہ میں علوم خمسہ کا ذکر ہے اور آخری حروف کہ "اللہ علیم وخبیر ہے۔" سے ان علوم خمسہ کے دیئے جانے کا اثبات موجود ہے۔

اللہ جاننے والا بھی ہے اور خبر دینے والا بھی۔

لہٰذا اس نے جسے چاہا ان علوم سے مطلع فرما دیا۔

مفسرین کرام نے یہی تصریح فرمائی ہے کہ اللہ کریم کے بتانے سے حضور علیہ السلام ان علوم خمسہ سے مطلع ہیں، جن میں سے ایک علم قیامت بھی ہے۔

حضرت ابن عباس کا قول:

علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"یہ پانچ چیزیں وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل بھی انہیں خود بخود نہیں جان سکتا۔ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز خود بخود جانتا ہے۔ اس نے قرآن کریم کا انکار کیا۔ کیونکہ اس نے قرآن کریم کی مخالفت کی۔ انبیاء ان امورِ غیبیہ میں سے بہت کچھ جانتے ہیں۔ ان کا یہ جاننا اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور سکھانے سے ہے۔"

(تفسیر ضیاء القرآن، جلد سوم صفحہ ۶۲۰)

تفسیر مظہری:

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں۔

"آیت میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ خواہ کتنا ہی حیلہ کرے اور اپنی ساری ظاہری و باطنی قوتوں کو صرف کر دے وہ ان چیزوں کو بھی نہیں جانتا جن کا تعلق اس کے ذاتی کسب اور انجام سے ہے۔ تو وہ دوسری چیزوں کو کیسے جان سکتا ہے۔ ان امور کے جاننے کی ایک ہی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا علم سکھا دے۔"

تفسیر ابن کثیر:

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

"یہ امور خمسہ مفاتیح الغیب (غیب کی کنجیاں) ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ مختص کر لیا ہے انہیں کوئی نہیں جان سکتا سوائے اس بات کے اللہ تعالیٰ انہیں کا علم سکھا دے۔"

(تفسیر ابن کثیر زیر آیت مذکورہ)

تفسیر روح المعانی:

"اگر کوئی شخص ان پانچ امور میں سے کسی کے جاننے کا دعویٰ کرے اور یہ نہ کہے کہ مجھے یہ علم حضورؐ کے واسطہ سے ملا ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔" (تفسیر روح المعانی زیر آیت مذکورہ)

تفسیرات احمدیہ:

تفسیرات احمدیہ میں مذکور ہے کہ

"اور تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ ان پانچوں باتوں کو اگرچہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن جائز ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے ولیوں اور محبوبوں میں سے جس کو چاہے سکھائے۔ اس قول کے قرینہ سے کہ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔ یعنی مخبر (بتانیوالا) ہے۔"

(تفسیرات احمدیہ زیر آیت مذکورہ)

تفسیر صاوی:

تفسیر صاوی میں مرقوم ہے کہ "اَلْحَقُّ اَنَّهٗ لَمْ یَخْرُجْ نَبِیُّنَا مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَطْلَعَهٗ عَلٰی تِلْكَ الْخَمْسِ"

"حق یہ ہے کہ ہمارے نبی اکرمؐ اس وقت تک دنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک کہ آپ کو ان پانچ باتوں پر مطلع نہیں کیا گیا۔"

(تفسیر صاوی زیر آیت مذکورہ)

اشعۃ اللمعات:

شیخ محقق حضرت الشاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ

"مراد یہ ہے کہ ان پانچوں باتوں کو اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی نہیں جانتا۔" (لمعات) (اشعۃ اللمعات)

الابریز:

شیخ عبدالعزیز مسعود صاحب الابریز نقل فرماتے ہیں کہ

حضور علیہ السلام سے ان پانچ مذکورہ میں سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں اور حضور پر یہ امور مخفی کیونکر ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی امت کے ساتھ قطب ان کو جانتے ہیں' پس غوث کا یا کہنا اور پھر سید الانبیاء علیہ السلام کا کیا کہنا جو ہر چیز کا سبب ہیں اور جن سے ہر چیز ہے۔ (الابریز)

ثابت ہوا کہ سرکار دو عالمؐ باعلام اللہ تعالیٰ یہ علوم اور بالخصوص علم قیامت جانتے تھے۔ اسی لئے سرکار نے نفی نہ فرمائی بلکہ فرمایا: مسؤل عنہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔

قیامت جمعہ کو ہوگی:

سرکار دو عالمؐ نے قیامت برپا ہونے کا دن بیان فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا:

"لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ" (ترمذی شریف' جلد اول صفحہ ۶۴)

"قیامت بروز جمعۃ المبارک قائم ہوگی۔"

عصر کے بعد:

سرکار نے وقت بھی بیان فرما دیا۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:

Scanned with CamScanner

"فِیْ یَوْمُ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلٰی غُیُوْبَةِ الشَّمْسِ"

(ترمذی جلد اول صفحہ ۶۵)

"جمعہ کے دن نماز عصر سے سورج غروب ہونے تک۔"

صرف سن بیان نہ فرمایا: اور اس میں حکمت یہ تھی کہ لوگ عملیات سے کنارہ کش نہ ہو جائیں، ورنہ سن بھی بیان فرما دیتے۔ پھر اسی حدیث جبرائیل میں سرکار نے قیامت کی علامات بھی بیان فرما دیں۔

قیامت کی علامات:

سائل نے دریافت کیا:

"فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ اَمَارَاتِهَا"

سرکار قیامت کی نشانیوں کے متعلق خبر دیجیے۔ تو فرمایا:

"اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا"

لونڈی اپنے مالک کو جنے گی۔

"وَاَنْ تَرَی الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْيَانِ"

"یہ کہ تو دیکھے ننگے پاؤں والوں کو، عریاں، محتاج کو بکریاں چرانے والوں کو عمارتوں پر فخر کرتے ہوئے۔"

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والتسلیم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کی نشانیاں یہ ہیں کہ

"علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت زیادہ ہو جائے گی۔ زنا کاری اور شراب خوری کی کثرت ہوگی، مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی، عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی، یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔" (بخاری و مسلم شریف بحوالہ انوار الحدیث صفحہ ۱۱۲)

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

"قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک کہ زمانہ ایک دوسرے کے قریب نہ ہو گا۔ (یعنی زمانہ کے حصے جلد از جلد گزرنے لگیں گے) سال مہینہ کے برابر ہو جائے گا۔ مہینہ ہفتہ کے برابر، ہفتہ ایک دن کے برابر اور اس وقت ایک دن ایک ساعت کے برابر ہوگا، اور ساعت آگ کا ایک شعلہ (اٹھ کر ختم ہو جانے) کے برابر ہوگی۔"

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف بحوالہ انوار الحدیث صفحہ ۱۱۲)

مزید ارشاد فرمایا کہ

دھواں، دجال، دابۃ الارض، پچھم سے سورج نکلنا، عیسیٰ بن مریم کا نازل ہونا، یاجوج و ماجوج، تین مقامات پر زمین کا دھنسنا، ایک مشرق میں، دوسرے مغرب میں، تیسرے جزیرۂ عرب میں اور ان کا دسواں وہ آگ ہے جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو گھیر کر محشر یعنی ملک شام کی طرف لے جائے گی۔"

(مسلم و مشکوٰۃ شریف بحوالہ انوار الحدیث صفحہ ۱۱۳، ۱۱۲)

دجال کی علامات:

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

"دجال بائیں آنکھ کا کانا ہوگا۔ بہت کثرت سے بال ہوں گے اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی۔ اس کی جہنم (حقیقت میں) جنت ہوگی۔ اور جنت (حقیقت میں) جہنم ہوگی"۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، بحوالہ انوار الحدیث صفحہ ۱۱۳)

مہدی کی آمد:

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ نبی اکرم نے فرمایا:

"مہدی میری اولاد سے ہے۔ روشن و کشادہ پیشانی، بلند ناک، وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے ظلم و ستم سے

Scanned with CamScanner

بھری تھی اور وہ سات برس تک زمین کا مالک رہے گا''۔

(ابو داؤد شریف' مشکوٰۃ شریف بحوالہ انوار الحدیث صفحہ ۱۱۴)

جب کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ

'' قیامت اس وقت آئے گی جب روئے زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہ جائے گا۔''

(ابو داؤد' مشکوٰۃ شریف بحوالہ انوار الحدیث صفحہ ۱۱۴)

سرکار دو عالمؐ نے قیامت کا دن' وقت' علامات گن گن کر بیان فرما دیں۔ مگر ملاں کہتا ہے کہ نہیں ''کوا سفید ہی ہے۔'' میں نہ مانوں کی رٹ لگانیوالا پھر بھی سرکار کے علم الساعۃ کا منکر ہے۔ سرکار کو نبی یعنی غیب کی خبریں دینے والا بھی تسلیم کرتا ہے۔ اور آپ کے علم غیب کا انکار بھی کرتا ہے۔

یہ منافقانہ چال ہے۔

؎ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

؎ اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا
اُف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

حضرت فاروقِ اعظم فرماتے ہیں۔ یہ سوالات وجوابات کرنے کے بعد

''ثُمَّ انۡطَلَقَ''

پھر وسائل واپس چلا گیا۔

پھر سرکار نے فرمایا:

''یَا عُمَرُ اَتَدۡرِیۡ مِنَ السَّائِلُ''

اے عمر جانتے ہو' سائل کون تھا؟

یہ انتہائی سفید کپڑوں میں ملبوس۔

انتہائی سیاہ بالوں والا حسین مرد۔

میرے گھٹنوں سے گھٹنے لگا کر اور میری رانوں پر ہتھیلیاں رکھ کر بڑے ادب سے سوال کرنے والا یہ کون تھا؟

میں نے عرض کیا:

''اَللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَمُ''

اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔

فرمایا:

''فَاِنَّہٗ جِبۡرِیۡلُ''

یہ آنے والا

کوئی بشر نہ تھا۔

آدمی نہ تھا۔

خاکی نہ تھا۔

آبی نہ تھا۔

بلکہ یہ معلم الملائکہ' نوریوں کا پیشوا' حضرت جبریلؑ تھا۔

کیوں آیا تھا؟ فرمایا:

''اَتَاکُمۡ یُعَلِّمُکُمۡ دِیۡنَکُمۡ''

تمہیں تمہارا دین سکھانے آیا تھا۔

(مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۲۷ بخاری شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۲)

فقیر کہتا ہے۔

اگر جبریل تعلیم امت مصطفویہ کے لئے صورت بشری میں آ سکتا ہے تو اس امت کا نبی کیوں صورت بشری میں نہیں آ سکتا۔

اللہ کریم۔

بطفیل حبیب کریم ہمیں حدیث جبریلؑ کو پڑھنے، سمجھنے اور پھر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُo

امام ابو حنیفہؒ کی حیات، افکار کا تحقیقی و مطالعاتی جائزہ
امام اعظم
تصنیف
اُستاد ابو زہرہ مصری
ترجمہ
علامہ وارث علی نعیمی

تیسرا خطبہ

لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

دستگیر بے کساں

(صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)

اے شافع اُمم شہہ ذی جاہ لے خبر!
للہ لے خبر، میری للہ لے خبر!

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی)

خطبہ:

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْم
(پارہ نمبر۱ سورۃ البقرہ آیت)

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

معزز سامعین حضرات!

میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم کے پہلے ہی سپارے سے ایک آیت کریمہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے میرے محبوب کے غلامو!

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا"

اے ایمان والو!

کیا پیارا خطاب ہے، جسے سنتے ہی ہر ایمان والے کا دل ایک عجیب قسم کا سرور اور سکون محسوس کرتا ہے۔ اور برجستہ خیال ذہن میں جلوہ آرا ہوتا ہے کہ اگر اللہ کریم نہایت عظیم الشان خطاب ہمیں عطا فرماتا تو ہمارے لئے اس سے بڑھ کر نہ ہوتا۔ جس میں ہم گنہگاروں کو ایمان والے کہہ کر پکارا گیا ہے۔

مثلاً وہ فرماتا:

یَا عِبَادِیْ اے میرے بندو۔

یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ اے اہل جنت۔

یا یہ فرماتا کہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ یُصَلُّوْنَ

اے نماز ادا کرنے والو۔

یَا اَهْلَ الْحَجِّ' اے حاجیو!

تو یہ سب خطابات بڑے اعلیٰ، افضل اور پیارے تھے مگر اس نے فرمایا: اے ایمان والو! یعنی اے میرے محبوب کے غلامو! کیونکہ ایمان تو سرکار مدینہ کی غلامی کا نام ہے۔

؎ محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

اس خطاب میں لذت وسرور، فرحت وسکون اسی لئے ہے کہ ہم گنہگاروں کو ان کے آقا کی پیاری پیاری نسبت کے ساتھ پکارا جا رہا ہے۔ ہمارے لئے یہ بہت بڑا اعجاز ہے اور دنیا ومافیہا سے اشرف واعلیٰ

؎ گنہگارم ولیکن خوش نصیبم!
دریں نازم کہ ہستم امت تو

Scanned with CamScanner

حقیقی فرحت:

کائنات کا سیم وزر' سرخ وسفید' سونا چاندی' مال ومتاع' سازو سامان' لعل ہیرے اور جواہرات مل جانے سے وہ خوشی نہیں ہوسکتی' جو سرکار کی غلامی سے ہوتی ہے' یہ سرور حقیقی ہے۔

غلامی دے سوا کجھ وی نہ منگیں!
بڑی ہے شان احمد دے گدا دی

یہ غلامی مصطفےٰ ہی ہماری تکریم وتعظیم کا باعث ہے اور نجات اخروی کا سامان ، کیونکہ سرکار کے جو غلام ہوتے ہیں۔ وہ ہی کائنات کے امام ہوتے ہیں۔ وقار اور عزت ان کے قدموں میں آنا اپنے لئے باعث افتخار سمجھتے ہیں۔

ان کے جو ہم غلام تھے خلق کے پیشوار ہے!
ان سے پھرے جہاں پھر آئی کمی وقار میں

اور

محمد کے گدا دیکھے دنیا کے امام اکثر!
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر!

یہی اعلان بارگاہ خداوندی سے بھی ہورہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

''لَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ''

(پارہ ۴ سورۃ ال عمران آیت ۱۳۹)

''مت گھبراؤ اور مت غمگین ہو تمہیں بلند وبالا ہوگے اگر تم مومنین ہو۔''

فرمایا: اے میرے محبوب کے غلامو!

''لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا''

میرے محبوب کو رَاعِنَا نہ کہو وَقُوْلُوا انْظُرْنَا اور کہا کرو کہ نظر کرم فرمائیے۔

شانِ نزول:

حضرت محترم! اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ سرکار ابد قرار علیہ السلام جب اپنے صحابہ کرام کو وعظ فرمایا کرتے تو اگر ان کی سمجھ میں نہ آتا تو وہ عرض کرتے۔

''رَاعِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ''

حضور ہمیں فلاں بات کی سمجھ نہیں آئی' ہماری رعایت فرمائیے اور دوبارہ سمجھا دیجیے۔

گستاخانِ رسول کا پروپیگنڈہ:

عبرانی زبان میں رَاعِنَا کو رَاعِيْنَا کہا جاتا تھا اور یہ لفظ گستاخی وبے ادبی پر محمول ہے۔ لہٰذا منافقین اور گستاخان رسالت نے اسی معنی کے لحاظ سے یہ لفظ عبرانی والا پکارنا شروع کر دیا اور ہر مقام پر یہ لفظ صرف سرکار کی توہین کے لئے بولا جانے لگا۔

صحابہ کرام تو رَاعِنَا کہتے مگر یہ گستاخ منافقین رَاعِيْنَا کہتے جس سے سرکار کی توہین کرنا مقصود ہوتا۔

منافقین کی چال بازی:

کیسے چالباز ہوتے ہیں یہ گستاخ کہ کلمہ بھی پڑھتے' نمازیں بھی پڑھتے' سرکار کی محفل میں بھی بیٹھتے اور باہر گلیوں' بازاروں' محلوں میں یہ لفظ بھی بولتے اور جب کوئی عاشق رسول انہیں اس سے منع کرتا تو کہتے ہم تو وہی لفظ بولتے ہیں جو تم بولتے ہو۔ اگر یہ گستاخی ہے تو تم بھی یہ لفظ بولنا چھوڑ دو۔

یہ لفظ ہی چھوڑ دو:

اللہ تعالیٰ نے فوراً یہ آیت نازل فرمادی کہ اے میرے محبوب کے غلامو!

تم یہ لفظ ہی چھوڑ دو جس میں گستاخی کا شائبہ ہے اور اس کی جگہ کہا کرو

Scanned with CamScanner

"اُنْظُرْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

یارسول اللہ نظرِ کرم فرمائیے۔

ـــ کرم کی اک نظر مجھ پر خدارا یا رسول اللہ!
ہوں تمہارا میں تمہارا یارسول اللہ!

گستاخوں کیلئے دردناک عذاب:

اللہ تعالیٰ کو وہ لفظ گوارا ہی نہ ہوا جس میں سے گستاخی کا پہلو نکل سکتا تھا تو فرمایا:

"وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ"

اور ان رَاعِنَا کہنے والے کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

لمحہ فکریہ:

حضرات محترم!

نہایت قابل توجہ بات ہے کہ جو شخص وہ لفظ بولے جس میں گستاخی کا شائبہ موجود ہو۔ اللہ کریم کو برداشت نہیں اور اس کے لئے دردناک عذاب کی وعید موجود ہے تو جو لوگ صبح وشام سرکار کی اعلاناً گستاخیاں کریں ان کا کیا حال ہو گا۔

ـــ قدر گھٹاؤن نہ شرماؤن شرماں ہین گوائیاں!
دن محشر دے بے قدراں نوں مل سن سخت سزائیاں

قدر نبی دا ایہہ کی جانن دنیا دار کمینے!
قدر نبی دا جانن والے سون گئے وچہ مدینے

قدر پھلاں دا بلبل جانے صاف دماغاں والی
قدر پھلاں دا گرج کی جانے مردے کھاون والی

قدر یوسفؑ دا معلم ہو یا بھائیاں مصر گیاں نوں
قدر نبیؐ دا معلم ہو سی قبراں وچ پیاں نوں!

حضرات سامعین!

جب اللہ تعالیٰ نے اس لفظ سے منع فرما کر متبادل لفظ ارشاد فرمایا تو اب صحابہ کرام نے ہمیشہ یہی لفظ عرض کیا۔

گویا کہ قیامت تک آنیوالے سرکار کے غلاموں کو سکھا دیا گیا کہ آپ کی بارگاہ میں اسی طرح استغاثہ عرض کیا کرو۔

حضور سیدنا غوث اعظمؓ بعینہٖ انہی الفاظ سے سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ

سرکار غوث اعظمؓ فرماتے ہیں:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

مولانا غلام رسول عالم پوری:

مولانا غلام رسول عالم پوری بھی ایسے ہی عرض کرتے ہیں کہ

ـــ میرا دل چور کیتا درد تے غم
ترحم یارسول اللہ ترحم

معلوم ہوا کہ بارگاہ نبوی میں استغاثہ عرض کرنا اور ان سے استعانت چاہنا پرانے بزرگوں کا ہی طریقہ نہیں بلکہ صحابہ کرام کی سنت بھی ہے اور احادیث سے ثابت ہے کہ وہ ہر مصیبت وابتلا میں سرکار سے استغاثہ عرض کرتے رہے اور سرکار ان کے حال زار پر کرم فرماتے رہے۔

Scanned with CamScanner

دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں:

حضرات محترم! غور کیجیے:

جب ہمیں کسی چیز کی ضرورت پڑے تو ہم جانتے ہیں کہ یہ اللہ سے مانگیں وہ عطا فرمائے گا۔

صحابہ کرام بھی جانتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ دے گا اللہ ہی مگر صدقہ سرکار کا دے گا۔ اسی لئے وہ حصول مراد کے لئے حضور ہی کی بارگاہ میں عرض کرتے کیونکہ سرکار نے فرمایا:

''اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰہُ یُعْطِیْ'' (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۴)

اللہ تعالیٰ معطی ہے اور میں قاسم ہوں۔

وہ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔

اسی عقیدہ کو بریلی کے تاجدار اعلحضرت شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا۔

آپ فرماتے ہیں:

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

اِنَّـا اَعْـطَیْـنٰـکَ الْـکَـوْثَـر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں!

رب کی خدائی میں ان کی شاہی
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے:

سرکار دو عالم نے فرمایا:

''اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ'' (بخاری شریف' جلد اول صفحہ ۱۷۹)

مجھے روئے زمین کے تمام خزانوں کی تمام کنجیاں عطا فرمادی گئی ہیں' حضرت حسن رضا فرماتے ہیں:

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے!
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

لہٰذا کائنات کے تمام خزانوں کے مالک سرکار ہیں ان سے جو کوئی جو کچھ جب بھی مانگے وہ عطا فرماتے ہیں۔

منگتا تو رہا منگتا کوئی شاہوں سے دکھا دو!
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو!

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک بھی دیں' خود ہی کہیں تیرا بھلا ہو!

کیوں اپنی گلی میں وہ روا دار صدا ہو!
جو بھیک لئے راہ گدا دیکھ رہا ہو

آج بھی جا کر دیکھو سرکار مدینہ کے آستانہ عالیہ پر بڑے بڑے بادشاہ اور تاجدار سائل بن کر دامن پھیلاتے ہیں اور آپ کے در دولت سے منہ مانگی پاتے ہیں۔

وہاں یہ منظر ہر ساعت نظر آتا ہے کہ

مرادیں مل رہی ہیں شاد شادان کا سوالی ہے
لبوں پر التجا اور ہاتھ میں روضے کی جالی ہے

حضرات سامعین!

کتنے عالی نصیب اور خوش قسمت ہیں ہم گنہگار اور کیسے بیمثال ہیں' ہمارے جیسے سائل کہ جنہیں عطا فرمانے والا آقا ایسا ہے' جس کے دروازے پر شہنشاہ بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔

؎ اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں!
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں!

ایسا کوئی سخی تو دکھاؤ جو خدا کے تمام خزانوں کا مالک ہو۔

ایسا کوئی معطی تو پیش کرو جو بے مانگے ہی عطا فرماتا ہو۔

ایسا کوئی کریم تو لاؤ کہ جس کے در دولت پر ہاتھ نہ پھیلا ہو' خیرات پہلے ملے۔

؎ کبھی ایسا نہ ہوا ان کے کرم کے صدقے
ہاتھ کے پھیلنے سے پہلے نہ بھیک آئی ہو!

ایسے منگتے ایسے بے مثال داتا کا دروازہ چھوڑ کر اور جگہ کیوں جائیں۔ جنہیں بے مانگے ملے اور بے حساب نصیب ہو۔

؎ تخت سکندری پر وہ تھوکتے ہیں!
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

؎ کس چیز کی کمی ہے آقا تیری گلی میں
دنیا تیسری گلی میں' عقبیٰ تیری گلی میں!

کائنات کے تاجوروں کو سرکار کے گداؤں پر قربان کر دوں اور خاک طیبہ کے ذروں پر تخت شاہی نثار کر دوں۔

؎ اس کی قسمت پہ فدا تخت شہی کی راحت!
خاک طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو!

سامعین مکرم!

آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ سرکار کے در اقدس سے جو کسی نے مانگا پایا۔

دیکھیئے بارش برسانے والا اللہ کریم ہے۔

مگر صحابہ کرام نے سرکار سے بارش طلب کی اور سرکار نے اللہ سے دلوائی۔

بخاری' مسلم' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' ابوداؤد سب کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے توجہ سے سنیے۔

حضرت انس ابن مالکؓ فرماتے ہیں۔

صحابہؓ نے حضورؐ سے بارش کی استدعا کی:

نبی اکرمؐ خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور منبر کے سامنے آ کر عرض کیا۔

"یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلَکَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یُّغِیْثَنَا"

یا رسول اللہ! اموال ہلاک ہو گئے رستے قطع ہو گئے۔ پس آپ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ بارش برسا دے۔

؎ تاجدار حرم ہو نگاہ کرم
ہم غریبوں کے دن بھی سنور جائیں گے

حضورؐ نے بارش کروا دی:

حضرت انس کہتے ہیں' جب اس آدمی نے بارش کی استدعا کی تو۔

"فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا"

نبی کریم علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے اور خداوند کریم کی بارگاہ میں عرض کیا یا اللہ! ہمیں بارش عطا فرما۔ یا اللہ! ہمیں بارش

Scanned with CamScanner

عطا فرما۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا:

حضرت انس کہتے ہیں۔

جب سرکار نے دعا فرمائی اس وقت

"فَلاَ وَاللّٰهِ مَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ مِنْ سَحَابٍ وَلاَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلاَ دَارٍ"

"اللہ کی قسم ہم نے آسمان پر کوئی بادل نہ دیکھا نہ کوئی بادل کا چھوٹا ٹکڑا اور نہ ہی ایسی کوئی شئی نہ ہمارے اور ہمارے گھروں کے درمیان کوئی بدلی تھی۔"

لیکن سرکار نے ہاتھ اٹھائے تو

"فَطَلَعَتْ مِنْ وَّرَائِهٖ سَحَابَةٌ"

فوراً بادل آیا اور ثُمَّ اَمْطَرَتْ بارش برسی

اتنی بارش ہوئی کہ

"وَاللّٰهِ مَا رَئَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا"

ہم نے خدا کی قسم ایک ہفتہ تک سورج نہ دیکھا۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد!

ایک ہفتہ مسلسل بادل اور بارش کے بعد پھر وہی آدمی آیا اور جمعہ کے خطبہ میں عرض کیا یا رسول اللہ!

"هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ"

"مال ہلاک ہو گئے اور راستے قطع ہو گئے"

پہلے تو بارش ہوتی نہ تھی۔

اب جبکہ آپ نے کروا دی تو اب رکتی نہیں۔

"فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّمْسِكَهَا"

"دعا فرمائیے کہ اللہ بارش روک دے"

صحابہ جانتے تھے یہ بارش کروا بھی سکتے ہیں، رکوا بھی سکتے ہیں جبھی تو عرض کر رہے تھے۔

خدائی ایہندی جاگیر اے!
ایہندی تدبیر تقدیر اے
اشارے کر کے جن چیر اے
ایہندے احوال کیا پچھدیں
محمد مصطفےٰ سائیں دے
حقیقت حال کیا پچھ دیں!
تھیا حق نال مل کے حق تے
حق دی گال کیا پچھ دیں

"فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ"

نبی اکرم نے ہاتھ اٹھائے اور پھر فرمایا:

"اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلاَ عَلَيْنَا"

یا اللہ! ہمارے اردگرد بارش فرما اور ہمارے اوپر نہ فرما۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ پھر مدینہ کے اردگرد بارش ہوتی رہی مگر مدینہ میں نہ ہوئی۔

(بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۳۸)

معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم خدا کی طرف سے ماذون ومختار ہیں، جسے چاہیں، جو چاہیں، جب چاہیں عطا فرمائیں، جب چاہیں بارش کروائیں، اور جب چاہیں رکوائیں،

جہاں چاہیں کروائیں' اور جہاں چاہیں رکوائیں۔

حضرت قتادہ کی آنکھ:

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ

جنگ احد میں ایک بہترین کمان حضورؐ کی خدمت میں پیش کی گئی آپ نے ازارہ شفقت وہ مجھے عنایت فرما دی اور میں نے دشمن کی طرف تیر اندازی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس وقت میں سرکار دو عالمؐ کے بالکل سامنے ڈھال بن کر کھڑا تھا۔ تا کہ اگر کوئی تیر آئے تو میرے جسم میں پیوست ہو جائے۔ حضور اقدسؐ کی ذات مبارکہ تک نہ پہنچے۔

چنانچہ میں ڈٹ کر کھڑا رہا۔

اتفاقاً ایک سنسناتا ہوا تیر آیا' اور میری آنکھ میں پیوست ہو گیا' ڈھیلا باہر آ گیا۔

میں نے آنکھ کا ڈھیلا ہتھیلی پر رکھا اور سیدھا بارگاہ رسالت حاضر ہو گیا۔

نبی اکرم علیہ السلام نے جب مجھے اس حالت میں ملاحظہ فرمایا: حضور کی چشمان مقدسہ سے موتی بہہ نکلے اور میری جانثاری کا منظر آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔

آپ نے کرم فرمایا اور دعا کی۔

"اَللّٰھُمَّ اِنَّ قَتَادَۃَ قَدْ اَوْجَہَ نَبِیَّكَ بِوَجْھِہٖ فَاجْعَلْھَا اَحْسَنَ عَیْنَیْہِ وَاَحَدَّھُمَا نَظَرًا" (مجمع الزوائد جلد نمبر ۸ صفحہ ۲۹۷)

"اے اللہ! بے شک قتادہ نے اپنے چہرے کے ساتھ تیرے نبی کے چہرے کی حفاظت کی ہے اس لئے اس کی آنکھ خوبصورت اور تیز بین بنا دے۔"

اسی وقت آنکھ درست ہوئی اور دوسری آنکھ سے بھی زیادہ دیکھنے لگی جو خدا نے خود عطا فرمائی تھی وہ کم اور جو نبی کی دعا سے عطا فرمائی تھی وہ زیادہ تیز بین ہو گئی۔

ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے در سے
اک لفظ نہیں ہے کہ تیرے لب پہ نہیں ہے

سرکار کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر جس نے جو مانگا خدا سے پایا۔

اب اگر کوئی بارگاہ رسالت میں حاضری کو ہی شرک کہے تو وہ کیسے پا سکتا ہے۔

نہ وہ حاضر ہو اور نہ پائے۔

آؤ آج بھی اس بارگاہ میں حاضر ہو کر مانگو جوان کے وسیلہ سے مانگو گے۔ خدا عطا فرمائے گا۔

صحابہ کے واقعات اس پر شاید ہیں کہ

منگتے کا ہاتھ اٹھتے ہی آقا کی دین تھی
دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

حضرت محترم!

اللہ فرماتا ہے' میرے محبوب کی بارگاہ میں آؤ اور کہو

"اُنْظُرْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

"یارسول اللہ نظر کرم فرمایئے۔"

اور صحابہ کرام اسی پر عمل پیرا رہے

مولانا رومی نے ایک واقعہ نقل فرمایا کہ

مصطفیٰ پیدا شدہ از بہر عون:

سینکڑوں صحابہ کرام ایک مقام پر جمع تھے۔ پہاڑی علاقہ تھا اور پانی ختم ہو گیا۔

صحابہ کرام پیاس سے تلملانے لگے۔

تو پھر

ناگہانی آں مغیث ہر دو کون!
مصطفیٰ پیدا شدہ از بہر عون!

جب صحابہ کرام کی پیاس حد برداشت سے تجاوز کر گئی تو صحابہ نے سرکار دو عالم کی بارگاہ میں استغاثہ عرض کیا اور کہا یا رسول اللہ نظر کرم فرمائیے۔

اچانک سرکار جلوہ فرما ہو گئے۔

گویا صحابہ کرام کو اپنی مشکلات کا اختتامیہ نظر آ گیا۔

؎ ہن ہو گیا کم سکھالا اے
اوہ آگیا کملی والا ہے

کیونکہ سرکار فرماتے ہیں:

؎ اِنْ تَقُوْلُوْا مَرَّةً لِّیْ یَا نَبِی
بار صد گویم جو ابم امتی

تو ایک مرتبہ مجھے یا نبی کہے تو میں سو مرتبہ اس کے جواب میں یا امتی یا امتی فرماؤں گا۔

؎ بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے!
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

سرکار تشریف لائے اور فرمایا:

میرے غلامو! کیا بات ہے کیوں پریشان ہو؟

عرض کیا: پانی کی ضرورت ہے۔

حبشی کو بلاؤ:

فرمایا: اس پہاڑ کے پیچھے ایک حبشی غلام سرپٹ گھوڑا دوڑاتے ہوئے جا رہا ہے اس کے پاس پانی کا مشکیزہ ہے۔

جاؤ اور اسے کہو تجھے اللہ کے نبی بلا رہے ہیں۔

صحابہ اسے بلانے کے لئے چل دیے۔

توجہ فرمائیے:

حضرات توجہ فرمائیے۔

اگر میں کسی آدمی سے کہوں کہ زید سائیکل پر جا رہا ہے تم جاؤ اور اسے کہو کہ تجھے مقبول بلا رہا ہے۔ بتائیے وہ پیدل چلنے والا۔

اس سائیکل سوار کو میرا پیغام پہنچا سکے گا!

نہیں اور ہرگز نہیں۔

کیونکہ اس کے پہنچنے تک وہ بہت آگے نکل جائے گا۔

جانِ کائنات:

مگر وہ کوئی مولوی ملاں نہ تھا جس نے حکم دیا تھا وہ جان کائنات تھا اگر صحابہ کو ادھر بھیجا تو یقیناً رفتار عالم کو روک کر بھیجا تا کہ یہ اسے پالیں اور پیغام دے دیں۔

میرا محبوب جسے چاہے روک لے۔ اور جسے چاہے چلا دے' اس کے ہاتھ میں نظام کائنات ہے۔

اشارہ سے سورج موڑ سکتا ہے۔

چاند توڑ سکتا ہے۔

درختوں کو بلا سکتا ہے۔

پتھروں سے کلمہ پڑھوا سکتا ہے۔

تو حبشی کو بھی روک سکتا ہے۔

صحابہ حبشی کے پاس پہنچے اور پیغام محبوب دیا کہ اے حبشی تجھے اللہ کا محبوب بلا رہا ہے۔

اس نے کہا: کون؟

میں نہیں جانتا۔

Scanned with CamScanner

میں تو اپنے آقا کے لئے پانی بھرنے آیا تھا اور یہ پانی اسی کے پاس لے کر جاؤں گا۔

میں نہیں جانتا یہ اللہ کے محبوب کون ہیں۔

فرمایا: تو انہیں نہیں جانتا جنہیں حیوانات تک جانتے ہیں؟

ے ماہی مدینے والا جگ سارا جان دا!
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساہڈی جان دا!

حبشی حاضر ہوا:

حبشی نے جب صحابہ سے سنا کہ وہ محبوب تو ایسا محبوب ہے کہ

ے وہ نبیوں میں نبیؐ ایسے امام الانبیاء ٹھہرے
حسینوں میں حسیں ایسے کہ محبوبؐ خدا ٹھہرے

تو فوراً ان صحابہ کرام کے ساتھ سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا۔ سرکار نے فرمایا:
اپنا مشکیزہ منہ کھول کر مجھے دے اس نے مشکیزے کا منہ کھولا۔
سرکار کے حوالے کر دیا اور جب مشکیزہ سرکار کے مبارک ہاتھوں میں آیا تو آپ نے فرمایا:

آؤ صحابہ کرام۔
اپنے اپنے مشکیزے بھرلو۔
سواریوں کو پانی پلالو اور خود بھی پیاسیں بجھالو۔

ے موج میں جب آ گئے قطرے سے دریا کر دیا!
پڑ گئی جس پر نظر بندے سے مولا کر دیا

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں!

ے میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُربے بہا دیئے ہیں!

مشکیزہ ایک پانی لینے والے سینکڑوں۔
مگر جب دیکھا تو پانی کی ایک بوند بھی کم نہ ہوئی تھی۔
فرمایا: اے میرے غلامو!
پانی تم نے لے لیا اب اسے تم بھی اپنی طرف سے کچھ دو
صحابہ نے روٹیوں کے ٹکڑے اسے عطا فرمائے۔
سرکار نے فرمایا:
اے حبشی تو کدھر سے آیا تھا اور کدھر جا رہا تھا؟
عرض کیا: میں اپنے آقا کے لئے پانی کی تلاش میں نکلا تھا طویل سفر کے بعد پانی ملا تھا۔ اب وہ لے کر پھر طویل سفر پر جا رہا تھا کہ آپ کا پیغام مل گیا۔
فرمایا پھر اب تجھے اجازت ہے چلا جا۔
عرض کیا آقا اب کدھر جاؤں؟

ے تینوں چھڈ کے ہن جاواں ہور کدھرے
نظریں آونا ایں ظاہرا پیر سائیں!

حکم نال رب دے مردہ کرو زندہ
میرا لباں تے دم اخیر سائیں

مشکیزے سے پانی کے دریا چلانے والے آقا اب یہ معجزہ دیکھ کر میں بغیر ایمان لائے کیسے جا سکتا ہوں۔

تو نے حبشی کو رشکِ قمر کر دیا:

سرکار ابد قرارؐ نے اپنے سینے سے لگایا اور اس کا منہ اپنی مبارک ہتھیلیوں سے چھوا تو وہ آفتاب کی طرح چمکنے لگا اور کلمہ پڑھنے لگا۔

آیا تو کالا تھا — واپس ہوا تو رشکِ قمر بن گیا۔

Scanned with CamScanner

آیا تو مردہ دل تھا — واپس ہوا تو زندہ دل ہو گیا۔

آیا تو بے ایمان تھا — واپس ہوا تو صحابیِ رسول ہو گیا۔

آیا تو یہودی کا غلام تھا — واپس ہوا تو سرکارؐ کا غلام ہو گیا۔

؎ تو نے قطروں کو دیکھا گہر کر دیا
تو نے ذرّوں کو دیکھا تو زر کر دیا

تو نے حبشی کو رشکِ قمر کر دیا
الٹا سورج پھرانا تیرا کام ہے

کملی والے میں قربان تیری شان پر!
سب کی بگڑی بنانا تیرا کام ہے

ٹھوکریں کھا کے گرنا میرا کام ہے
ہر قدم پر اٹھانا تیرا کام ہے

حبشی کے مقدر کا ستارا چمکا۔

خالی آیا تھا — والی بن کے گیا۔

گدا بن کے آیا تھا — شاہ بن کے گیا۔

غلام بن کے آیا تھا — آقا بن کے گیا۔

ذرہ بن کے آیا تھا — آفتاب بن کے گیا۔

قطرہ بن کے آیا تھا — دریا بن کے گیا۔

ناقص بن کے آیا تھا — کامل بن کے گیا۔

حقیر بن کے آیا تھا — پیر بن کے گیا۔

اور جب گیا تو ایک ہادی بن کر گیا۔

اپنے سابقہ آقا کے پاس پہنچا تو کہا۔

پہچان میں کون ہوں؟

اس نے کہا: مجھے کیا علم تو کون ہے۔

کہا: میں تیرا غلام تھا۔

اس نے چہرہ دیکھ کر کہا:

پہلے تو میرا غلام تھا:

اب تو میرا امام ہے۔

؎ محمدؐ کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمدؐ غلام اکثر

پھر بدلا تقدیر کو

اس بے ایمان کو نورِ ایمان سے منور کیا۔

وہ سارا کنبہ لے کر اس حبشی کے زیرِ سایہ نبی اکرمؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔

اور عظمتِ مصطفےٰ پر نثار ہو کر شمعِ رسالت کا پروانہ بن گیا۔

کلمہ پڑھا اور سارا خاندان مسلمان ہو گیا۔

حضرات گرامی!

انسان تو رہے انسان، بے کس اور بے بس جانوروں نے بھی عالمِ مایوسی میں سرکار علیہ السلام کی بارگاہ میں معروضات پیش کیں اور ان انسان نما جانوروں کو درس دیا کہ یہ کہنے والو نبی کچھ اختیار نہیں رکھتے ہم جانوروں سے ہی عقل لے لو کیونکہ ہم نبی کو مختار سمجھتے ہیں۔

اسی لئے تو بارگاہ نبوی میں اپنی بے کسی اور بے بسی کا رونا روتے ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ نبی اکرمؐ بے کسوں کے کس اور بے بسوں کے بس ہیں۔ جس کا دنیا میں کوئی نہ ہو اس کا سہارا یہی آمنہ کا درِ یتیم ہوا کرتا ہے۔

Scanned with CamScanner

ے جن کا بھری دنیا میں کوئی بھی نہیں والی!
ان کو بھی میرے آقا سینے سے لگاتے ہیں

کبوتری کی فریاد:

سرکار دو عالمؐ اپنے یاروں' ہدایت کے ستاروں یعنی صحابہ پیاروں کے درمیان جلوہ افروز تھے کہ اچانک سامنے ایک چبوترے پر ایک کبوتری آ بیٹھی۔

فرمایا: صحابیو؟ ٹھہرو یہ کبوتری مجھ سے کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہتی ہے میں پہلے اس کی بات سن لوں۔ اللہ اکبر!

معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی اور ولی جانوروں کی بولیاں سنتے بھی ہیں' سمجھتے بھی ہیں' اس پر قرآن کریم شاہد ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں۔

پرندوں کی بولیاں:

"یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ"

(پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت نمبر ۱۶)

چیونٹی کی تقریر:

اے لوگو ہمیں سکھائی گئی ہے پرندوں کی بولی اور ہمیں عطا کی گئی ہیں ہر قسم کی چیزیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کئی میلوں سے چیونٹی کی باتیں سنیں اور ارشاد فرمایا کہ چیونٹی اپنی تمام چیونٹیوں کو خطاب کر کے کہہ رہی ہے۔

"قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ"

ایک چیونٹی کہنے لگی' اے چیونٹیو گھس جاؤ اپنی بلوں میں کہیں کچل کر نہ رکھ

دیں تمہیں سلیمان اور ان کے لشکر اور انہیں معلوم ہی نہ ہو (کہ تم پر کیا گزری) (پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت نمبر ۱۸)

ہدہد کی گفتگو:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے پوچھا کہ تو کہاں تھا تو اس نے جواباً کہا۔

"فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ"

(پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت نمبر ۲۴' ۲۳' ۲۲)

"اور کہا (ہدہد نے) میں ایک ایسی اطلاع لے کر آیا ہوں' جس کی آپ کو خبر نہ تھی اور (وہ یہ کہ) میں لے آیا ہوں آپ کے پاس ملکِ سبا سے ایک یقینی خبر میں نے پایا ایک عورت کو جوان کی حکمران ہے اور اسے دی گئی ہے ہر قسم کی چیز سے اور اس کا ایک عظیم (الشان) تخت ہے۔ میں نے پایا اسے اور اس کی قوم کو کہ وہ سب سجدہ کرتے ہیں سورج کو سوائے اللہ تعالیٰ کے۔"

ان تینوں آیات سے پتہ چلا کہ اللہ کے نبیوں اور ولیوں کو پیغمبروں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں اور وہ ان کی باتیں سمجھتے ہیں۔

چنانچہ اس کبوتری کو سرکار نے اشارہ فرمایا تو وہ آپ کے دست مبارک پر آ بیٹھی۔

سرکار نے اس کے منہ (چونچ) کے قریب اپنا کان مبارک فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ:

کبوتری میری بارگاہ میں رو رہی ہے اور کہتی ہے یا رسول اللہ!

Scanned with CamScanner

یہ سامنے جو باغ ہے اس میں ایک درخت پر میرا گھونسلا ہے میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں' باغ کے مالک نے وہ درخت بیچ دیا ہے اور اب جس نے خریدا ہے وہ اسے کاٹ دے گا۔

سرکار میرے بچے رل جائیں' میرا گھر اجڑ جائے گا۔

کرم فرمایئے:

؎ حبیبا رب دیا اک وار آویں
میرا احوال اکھیں ویکھ جاویں!

فرمایا: اس باغ کے مالک کو بلایا جائے۔

مالک حاضر ہوا۔

فرمایا: فلاں درخت تو نے بیچا ہے۔

عرض کیا جی ہاں!

فرمایا: اس کی قیمت مجھ سے لے لو اور جب تک یہ کبوتری اپنے آپ درخت نہ چھوڑے اسے مت بیچو۔

اس کے بعد بیچ دینا

یہ پیسے بھی تمہارے اور درخت بھی تمہارا۔

اونٹ کی معروضات:

اسی طرح ایک اونٹ حاضر ہوا اور سرکار کے مبارک قدموں پر سر رکھ کر ہنہنانے لگا۔

سرکار نے فرمایا:

اس اونٹ کے مالک کو بلاؤ۔

وہ حاضر ہوا تو فرمایا یہ اونٹ تیری شکایت کرتا ہے اور کہتا ہے یا رسول اللہ! جب تک میں طاقتور تھا یہ مجھ پر سامان لادتا تھا اور خوراک اچھی دیتا تھا۔

اب میں کمزور ہو گیا ہوں سامان نہیں اٹھا سکتا تو اس نے میری خوراک بند کر دی ہے۔

اونٹ کے مالک نے عرض کی یا رسول اللہ!

اسے میری طرف سے اجازت ہے جہاں سے اس کا جی چاہے چر لیا کرے۔

ہرنی کی پکار:

سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہؓ کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے کہ جنگل کے پاس سے گزرے تو آواز آئی۔

یا رسول اللہ! میری امداد فرمایئے۔

صحابہ نے دیکھا کہ آواز آ رہی ہے مگر آواز دینے والا کوئی نظر نہیں آ رہا۔

سرکار نے فرمایا: آؤ میرے ساتھ چلو۔

سامنے جنگل میں ایک ہرنی مجھے مدد کے لئے بلا رہی ہے قربان جائیں نبی کریم کی عظمت پر جو جانوروں کی فریادیں بھی سنتے ہیں اور فوراً پہنچتے ہیں۔

؎ میں قرباں اس ادائے دستگیری پر میرے آقاؐ
مدد کو آ گئے جب بھی پکارا یا رسول اللہؐ!

سرکار دو عالمؐ بمعہ اپنے صحابہ کے جنگل میں تشریف لے گئے تو صحابہؓ نے دیکھا واقعتاً ایک ہرنی جسے کسی شکاری نے جال میں قید کر کے رکھا ہے اور خود کہیں چلا گیا ہے۔

وہ عرض کر رہی ہے یا رسول اللہ!

مجھے کچھ وقفہ کے لئے آزاد فرما دیا جائے۔

اس جنگل میں میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں میں وعدہ کرتی ہوں ان کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی۔

سرکار نے فرمایا:

Scanned with CamScanner

دیکھ لے تو واپس آ جائے گی؟

عرض کیا حضور میں بھی جانتی ہوں کہ میں اللہ کے رسول سے وعدہ کر رہی ہوں۔

میں وہ جانور نہیں جو رسول اللہ کی عظمت کو نہ سمجھے۔

میں تو اب اسیر زلف محبوب ہو چکی ہوں۔

لہٰذا میں جا کہاں سکتی ہوں؟

بقول شاعر:

کر جنت نیکو کاراں نوں!

در دوزخ دا بدکاراں نوں!

جیہڑا قیدی اے تیریاں زلفاں دا

او جنت دوزخ کیہ جانے

نبی اکرمؐ نے اپنے یداللہ والے گورے گورے نرم و ملائم ہاتھوں سے جال کھول کر اسے آزاد فرمایا اور وہ چلی گئی۔

یہودی شکاری آ پہنچا:

ادھر وہ گئی ادھر یہودی شکاری جس نے اسے شکار کیا تھا آ گیا اور کہنے لگا یہاں میرا شکار تھا کہاں گیا:

فرمایا: میں نے آزاد کر دیا ہے اور وہ ابھی واپس آ جائے گا۔ اس نے کہا: کہ کبھی قید سے آزادی پانے والا دوبارہ قید ہونا چاہتا ہے؟

وہ کبھی نہیں آئے گا۔

سرکار نے فرمایا: وہ ہرنی ضرور آئے گی۔

ہرنی کے بچے:

ادھر ہرنی اپنے بچوں کے پاس گئی اور کہا جلدی سے دودھ پی لو میں نے واپس

جانا ہے۔

بچوں نے کہا اے ماں تو کہاں سے آئی ہے ہمیں جلد بتا کیونکہ آج تیرے جسم سے بڑی پیاری بھینی بھینی خوشبو آ رہی ہے جو پہلے کبھی نہ آتی تھی۔ ہرنی نے روتے ہوئے کہا کہ۔

اے بچو! یہ خوشبو تو اللہ کے محبوب کے ہاتھوں کی خوشبو ہے جو کائنات میں کسی اور کو میسر نہیں۔

ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں

جیسی میرے نبی کے پسینے میں ہے

بچوں نے کہا:

اماں یہ کیسے ہو سکتا ہے اللہ کے محبوب ہمارے منتظر ہوں اور ہم دودھ پیئں۔

چلے جائیں نہ جب تک جنگل سے خیرالانام

دودھ تیرا ہم پر اے اماں ہے حرام

یہودی مسلمان ہو گیا:

دونوں بچوں کو ساتھ لے کر ہرنی بارگاہ رسالت میں پہنچی تو یہودی اس معجزہ کو دیکھ کر سرکار کے قدموں پر جھک گیا۔

ادھر دوسری طرف سے ہرنی اور بچے بھی سرکار کے قدموں پر سر رکھ کر قدم بوسی کرنے لگے۔ (جامع المعجزات)

شاعر نے نقشہ کشی کی۔

جھک گئے سر ہرنی و کافر کے دونوں ساتھ ساتھ!

مصطفیٰؐ نے ان کے سر پہ رکھ دیئے رحمت کے ہاتھ!

پھر بشارت اس کو اور اس کو ملی سرکار سے

جال سے آزاد تو اور تو عذاب نار سے!

Scanned with CamScanner

حضرات محترم!

اللہ فرماتا ہے ''وَقُوْلُوا انْظُرْنَا''

کہا کرو! نظر کرم فرمائیں یا رسول اللہ! لہذا ہم اہلسنت و جماعت اسی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے۔ اپنی مصیبتوں میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور سرکار کرم فرماتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ○

چوتھا خطبہ

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (القرآن)

عظمتِ والدین

ساک دنیا تے بھانویں تین لکھاں، پر کوئی ساک نہیں ماں دے ساک ورگا!
پتر بھانویں زمانے دا غوث ہووے پر نہیں ماں دے پیراں دی خاک ورگا

خطبہ:

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥
وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ
وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشّٰهِدِیْنَ۔

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ

حضرات محترم!

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد فوراً جس چیز کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے وہ ہے والدین کے ساتھ حسن سلوک۔

اس کی اہمیت اسی سے واضح ہو رہی ہے کہ عبادت الٰہی سے متصل ہی اطاعت والدین مذکور ہے۔ کیونکہ اللہ کریم کے بعد انہی والدین نے انسان کو پالا ہے۔

وہ بھی پالنے والا ہے اور اس کی توفیق سے یہ بھی پالنے والے ہیں۔

پروردگار عالم نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

میں رب ہوں

اور والدین کیلئے فرمایا:

''کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا''

یہ دونوں بھی تیرے مربی ہیں۔

اب میں نے تجھے پالا ہے۔ اس لئے تو میری عبادت کر۔ انہوں نے تجھے پالا ہے تو ان کی عبادت تو جائز نہیں کیونکہ تو نے کلمہ طیبہ میں اقرار کرلیا ہے۔

''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ''

''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''

اور تیرا میرے ساتھ وعدہ بھی ہے کہ

''وَلَا یُشْرِكْ فِیْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا''

''تو میری عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرے گا۔''

لہٰذا ان کی عبادت نہیں ہو سکتی ہاں میرا یہ حکم ہے کہ عبادت میری کر اور اطاعت و حسن سلوک ان سے کر۔

چنانچہ فرمایا:

''وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا''

(پارہ نمبر ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۳)

''اور حکم فرمایا: تیرے رب نے یہ کہ صرف اسی کی عبادت کر اور والدین سے احسان کو۔''

نماز میری عبادت ہے۔

مگر اس میں جب تو قیام، رکوع، سجود سے فارغ ہو جائے التحیات میں بیٹھا ہو تو پھر میری اس عبادت میں ان کے لئے یہ دعا کر۔

''رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ''

Scanned with CamScanner

''یا اللہ! مجھے اور میری والدین کو بخشش دے۔''

معلوم ہوا کہ عبادت الٰہی بھی اس وقت تک مقبول نہ ہوگی جب تک والدین کے لئے دعا کر کے حسن سلوک کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔

اسی لئے احادیث میں ذکر آتا ہے کہ والدین اگر چہ مشرک وکافر بھی ہوں۔ ان سے نیکی اور حسن سلوک روا رکھو، ہاں کفر وشرک میں ان کی اطاعت نہ کرو۔

سب سے بڑا گناہ:

حضرت ابی بکرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

اے صحابہؓ! کیا میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟

صحابہؓ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہؐ! ضرور ارشاد فرمایئے تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

''سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور اپنے والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔'' (صحیح البخاری بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم صفحہ ۶۵۱)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ عنہما سے مروی ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

''سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجے۔''

عرض کیا گیا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

تو حضورؐ نے فرمایا کہ

''ایک شخص کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ اور وہ شخص اس کے جواب میں گالی دینے والے کے ماں باپ کو گالیاں دیتا ہے۔''

(تو گویا اس نے خود ہی اپنے والدین کو گالی دی)

(تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم صفحہ ۶۵۲)

والدین سے بعد وصال حسن سلوک:

حضرت ابی ربیعہ ساعدی فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا اسی

اثناء میں ایک انصاری حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت اقدس میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے والدین کی وفات کے بعد بھی کیا مجھ پر ان سے حسن سلوک ضروری ہے۔

حضور نے فرمایا ہاں چار باتیں تجھ پر ضرور ہیں۔

ان کی نماز جنازہ ادا کرنا۔

ان کیلئے مغفرت کی دعا کرتے رہنا۔

جو وعدہ انہوں نے کیا تھا اس کو پورا کرنا۔

ان کے دوستوں کا احترام کرنا اور ان رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا جن سے ان کی وجہ سے راشتہ داری ہو یہ نیکیاں ایسی ہیں جو ان کی وفات کے بعد بھی تم پر لازمی ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم صفحہ ۶۵۲)

جنت کی چوکھٹ حور کی پیشانی:

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ ایک شخص نے نذر مانی کہ اس کا فلاں کام ہو جائے تو وہ جنت کی چوکھٹ اور حور کی پیشانی کو بوسہ دے گا۔

نذر پوری ہونے کے بعد نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

حضور اب میں نذر کس طرح پوری کروں۔

فرمایا: ماں کے قدم اور باپ کی پیشانی کو چوم لو تمہاری نذر پوری ہو جائے گی۔

اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے والدین انتقال کر گئے۔ فرمایا:

ان کی قبروں پر جاؤ اور ماں کی قبر کو پاؤں کی طرف سے باپ کی قبر کو سر کی طرف سے چوم لو۔

تمہاری نذر پوری ہو جائے گی۔ (فتاویٰ عالمگیری کتاب النذر)

کَعْبَۃُ اللہ کی چوکھٹ:

ایک صحابی رسول نے نذر مانی کہ

Scanned with CamScanner

''اگر مکہ شریف فتح ہو گیا تو میں خانہ کعبہ کی چوکھٹ کر بوسہ دوں گا۔''

جب مکہ شریف فتح ہوا تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی۔ کیا اب میرے لئے اجازت ہے کہ میں کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو چوم لوں؟

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''هَلْ لَكَ أُمٌّ'' کیا تیری ماں حیات ہے؟

عرض کیا:

''نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ''

جی ہاں: یا رسول اللہ' تو فرمایا:

''اِذْهَبْ اِلٰى دَارِكَ وَ قَبِّلْ قَدَمَيْ اُمِّكَ'' (عینی شرح بخاری جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۷۶)

''اپنے گھر جاؤ اور اپنی ماں کے دونوں قدم چوم لو۔''

ماں کے قدم چوم:

ایک اور صحابی نبی اکرم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی' یا رسول اللہ!

میں جہاد کرنے کیلئے آپ کی خدمت میں مشورہ کی خاطر حاضر ہوا ہوں' فرمایا:

کیا تیری ماں موجود ہے۔

عرض کیا ہاں: یا رسول اللہ!

فرمایا: جا اور ماں کے قدم چوم لے کیونکہ

اِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا

''جنت اس کے قدموں میں ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۱)

خالہ کی خدمت کرو:

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ

ایک شخص نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ!

''اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا فَهَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ''

مجھ سے ایک گناہ عظیم سرزد ہو گیا ہے کیا میرے لئے توبہ کی کوئی گنجائش ہے؟

فرمایا:

''هَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ''

کیا تیری کوئی خالہ ہے؟

عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ!

فرمایا: خالہ کی اطاعت' فرمانبرداری اور اس سے نیکی و بھلائی کر کر تیرا گناہ عظیم معاف ہو جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۰ و ترمذی شریف جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۲)

ماں کے قدم کے نیچے جنت:

نبی کریم نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِكُمْ''

''بے شک جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے۔''

شہنشاہ خطابت علامہ افتخار الحسن صاحب نے کیا خوب فرمایا:

چھاں جنت دی جے کر مانی ایں!
سائے ماں دے دامن وچہ جی لیا کر

آب کوثر دا مزا جے کر چکھنا ایں!
پیر ماں دے دھو کے پی لیا کر!

تے

قبر ماں دی اتے طواف کرنا
پتراں لئی اے سعادتاں حج دیاں نے

ولی اللہ دے قبراں وچ ہین زندہ!

اینویں شور پایا ایہناں نجدیاں نے

حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ:

روایات میں مذکور ہے کہ حضرت ابوہریرہ ایمان لائے تو ایک دن بارگاہ رسالت میں بڑے افسردہ حاضر ہوئے تو سرکار نے فرمایا:

اے ابوہریرہ کیوں پریشان ہو؟

عرض کیا یا رسول اللہ!

میری والدہ ایمان نہیں لائی۔

وہ سرکار کے متعلق گستاخانہ کلمات کہتی ہے۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوتے اور جب میں آپ کے ارشادات کی طرف توجہ کرتا ہوں تو آپ نے والدین سے حسن سلوک کا ارشاد فرمایا ہے۔ لہٰذا میں اسے کچھ کہہ بھی نہیں سکتا۔

آپ دعا فرمایئے: میری والدہ ایمان لے آئے۔

سرکار نے دعا فرمائی:

یااللہ! ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرما۔

ادھر سرکار نے دعا فرمائی:

ادھر حضرت ابوہریرہ خوشی سے وجد میں آ گئے۔

فرمایا: ابوہریرہ ابھی تو میں نے دعا کی ہے۔ کیا خبر وہ مسلمان ہوگی یا نہیں۔ تم پہلے ہی خوش ہو رہے ہو۔

تو عرض کیا: آقا میرا ایمان ہے۔

تیرے مونہوں گل جیہڑی نکلے او تیرا اے

کریں توں اشارہ جیہڑا او ہو تقدیر اے

کسی اردو کے شاعر نے کیا خوب کہا:

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی!!

تمہارے لب سے ہماری نجات ہو کے رہی

کہا جو رات کو دن تو دن نکل آیا

کہا جو دن کو رات تو رات ہو کے رہی

حضرت ابوہریرہ جب واپس گھر تشریف لائے تو والدہ کلمہ طیبہ کا ورد کر رہی تھیں۔

فرمایا: اماں جان آپ کو یہ کلمہ کس نے پڑھایا۔

فرمایا: خود ہی تو دعا کروا کے آئے ہو اور اب خود ہی پوچھتے ہو۔

تھوڑی دیر ہوئی اے آیا اک کالیاں زلفاں والا

ٹھہر کے دو گھڑیاں اوہ دل وچہ کر گیا نور اجالا!

حضرات محترم!

میں عرض کر رہا تھا کہ عبادت الٰہی کے ساتھ اطاعت والدین کا ذکر آیا ہے۔

علماء اصول فرماتے ہیں:

دو اوامر متصل ہیں:

اگر دو امر متصل آ جائیں تو دونوں پر عمل لازمی ہے۔ اگر ایک پر کیا دوسرا چھوڑ دیا تو ایک بھی مقبول نہ ہوگا۔

مثلاً: اللہ فرماتا ہے:

''اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ''

''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔''

اب اگر کوئی شخص نماز ادا کرتا ہے لیکن زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو نماز مقبول نہ ہوگی۔

اسی طرح کوئی شخص زکوٰۃ تو ادا کرتا ہے۔ نماز نہیں پڑھتا تو زکوٰۃ بھی مقبول نہ ہوگی۔

دونوں احکام پر عمل ضروری ہے ورنہ کام نہ بنے گا۔

اسی طرح تلاوت کردہ آیت میں دو امر متصل ہے۔

ایک عبادت خداوندی اور دوسرا والدین سے احسان سلوک لہٰذا بغیر عبادت کے یہ احسان بے کار اور بغیر اس احسان کے عبادت بیکار ہے۔

اگر عبادت کے ساتھ ساتھ والدین سے حسن سلوک بھی ہوگا تو عبادت بارگاہ خداوندی میں قبول ہوگی۔

احادیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ اگر نوافل ادا کرتے ہوئے بوڑھے والدین آواز دیں تو پہلے ان کی آواز پر لبیک کہو، پھر نوافل ادا کرو۔

اگر میں نماز میں ہوتا اور والدین آواز دیتے:

نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

"لَوْ اَدْرَكْتُ وَالِدَيَّ اَوْ اَحَدَهُمَا وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ الْعِشَآءِ وَقَدْ قَرَأْتُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ تَنَادِيْ يَا مُحَمَّدُ لَاَجَبْتُهَا لَبَّيْكَ"

(الحاوی للفتاویٰ صفحہ ۲۳۳)

"اگر میرے والدین زندہ ہوتے یا ان میں سے ایک اور میں نماز عشاء میں مشغول ہوتا اور اس میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کر رہا ہوتا اور میری ماں مجھے آواز دے کر بلاتی، یا محمد، تو میں پہلے اس کی آواز پر لبیک کہتا ہوا حاضر ہوتا۔"

گرامی حضرات! توجہ فرمائیں۔

نماز کسی عام انسان کی نہیں، ولی، غوث، قطب، ابدال، اوتاد، تبع تابعی، تابعی، صحابی کی نہیں، کسی عام پیغمبر کی نہیں۔ امام الانبیاء کی نماز ہو اور پھر نماز میں وہ سورت پڑھی جا رہی ہو جس کے بغیر نماز اولیٰ نہیں ہوتی۔

سرکار نے فرمایا:

"لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ"

(بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۰۴)

"اس کی نماز کامل ادا نہیں ہوتی جو سورۂ فاتحہ نہ پڑھے۔"

نماز، امام الانبیاء کی ہو۔

سورۂ فاتحہ کی تلاوت جاری ہو اور ماں آواز دے۔

اے محمد! فرمایا: میں نماز کو چھوڑ دوں۔

نفل نہیں، بلکہ فرض۔

عشاء کی نماز چھوڑ کر پہلے ماں کی آواز پر لبیک کہوں اور پھر رب کی نماز ادا کروں۔

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے تا قیامت امت کو سبق دیا کہ یاد رکھنا، ماں وہ عظیم اور مقدس ہستی ہے جس پر نماز کی قربانی دینی پڑے تو دے دینا۔

؎ ساک دنیا تے بھاویں ہین لکھاں!
پر کوئی ساک نہیں ماں دے ساک ورگا

پتر بھانویں زمانے دا غوث ہووے!
نہیں پر ماں دے پیراں دی خاک ورگا

حضرت امام حسن اور احترام والدہ:

حضرت امام حسن علیہ السلام نے ساری زندگی اپنی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ سلام علیہا وصلوٰۃ کے ساتھ کبھی کھانا نہ کھایا۔

حضرت خاتون جنت نے پوچھا:

بیٹا میری تمنا ہے کہ تو میرے ساتھ کھانا کھائے مگر تو نے کبھی میری خواہش کو

پورا نہیں کیا۔ اس کا سبب کیا ہے؟

فاطمہ کے نورِ نظر نے جواب دیا۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ میں آپ سے پہلے لقمہ اٹھا لوں اور بے ادبوں سے ہو جاؤں۔ (ماہ کنعان مصنفہ حضرت صاحبزادہ افتخار الحسنؒ علیہ صفحہ ۱۴۹)

حضرات گرامی!

امام حسن کون ہیں؟ جنہیں نبی نے فرمایا:

''اِنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ''

''میرا یہ بیٹا سردار ہے۔'' (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۳۰)

امام حسن کون ہیں؟

''سَیِّدِ شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّةِ''

''نوجوانانِ جنت کے سردار۔'' (ترمذی جلد ثانی صفحہ ۲۱۸)

مگر لقمہ ماں سے پہلے نہیں اٹھا سکے کہ کہیں' بے ادبوں سے نہ ہو جاؤں' ماوشما کس شمار میں ہیں۔

پتر بھانویں زمانے دا غوث ہووے!
نہیں پر ماں دے پیراں دی خاک ورگا!

حضرت بایزید بسطامی:

حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی فرماتے ہیں۔

سردیوں کی طویل شب تھی۔

سردی سے برف جم رہی تھی' آدھی رات کے وقت میری والدہ نے آواز دی۔ بایزید!

عرض کی جی اماں حضور۔

فرمایا: پیاس لگ گئی ہے پانی پلا دو۔

میں فوراً گیا اور پانی لے کر حاضر ہوا۔

والدہ محوِ استراحت ہو چکی تھیں۔

میں پانی لے کر کھڑا رہا۔

فجر کی اذان کی آواز آئی۔ والدہ نے آنکھیں کھولیں تو مجھے کھڑا ہوا پا کر فرمایا:

بایزید تم کیوں کھڑے ہو۔

عرض کیا: اماں جان پانی لے کر حاضر ہوں کہ آپ کو دوبارہ مانگنا نہ پڑے۔ اور آواز نہ دینی پڑے۔

ماں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

دریائے شفقت جوش میں آ گیا۔

بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔

''اے میرے مولا' میرے نورِ نظر کو درجہ ولایت پر سرفراز فرما۔''

جو مرتبہ مجھے شب بھر کی عبادات اور دن بھر کے مجاہدات سے کئی سال میں میسر نہ آ سکا۔ ماں کی ایک دعا سے مل گیا۔

پتر بھانویں زمانے دا غوث ہووے!
نئیں پر ماں دے پیراں دی خاک ورگا

(تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۹۰)

میاں محمد اعظم چشتی نے کیا خوب فرمایا:

جس دے پلے عمل نہ کوئی
اوہ کرے زیارت ماں دی!

رب رسول نہ اس تے راضی!
جیہڑا کرے نہ عزت ماں دی!

ماں دی قدر اویس پچھانی
جس سمجھی عظمت ماں دی!

اعظم نئیں اصحابی بنیا
اوہ چھنڈ کے خدمت ماں دی

اور کسی عاشق نے ماں کی عظمت بیان کرتے ہوئے کہا:

ماں جیہا گھن چھاواں بوٹا
کدھرے نظر نہ آوے!

جس دی چھاں ادھاری
لے کے رب سرگ بنائے

دنیا دا ہر بوٹا یارو!!
جڑ سکیاں سک جاوے

پر ایہہ ماں دا بوٹا یارو
پھل سکیاں سک جاوے

ماں کی شفقت:

بزرگانِ دین نے ایک واقعہ متعدد جگہ بیان فرمایا کہ

ایک ماں نے بڑے چاؤ سے اپنے بیٹے کی شادی کی اور دلہن گھر لے آئی۔

شب وروز اس دلہن کو پھولوں کی طرح رکھا اور اس کی خدمت کی۔

کچھ دن گزرے کہ دلہن نے شوہر سے کہا۔

یا مکان علیحدہ لو یا ماں کو نکال دو۔

پوچھا: کیا وجہ؟

کہاں بس:

ماں نے آج مجھے کسی بات پر ٹوک دیا ہے اور میں اپنی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتی۔

بیٹا لٹھ لے کر ماں پر سوار ہو گیا۔

برا بھلا کہا اور گھر سے نکالنے کی دھمکی دی۔

ماں نے بڑے ہی مشفقانہ لہجہ سے سوال کیا۔

بیٹا: آخر میرا قصور کیا ہے؟

کہا: بس آپ اپنی زبان بند رکھا کریں' آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ آپ میری دلہن کے خلاف کوئی بات کریں۔

ماں نے کہا: بیٹا!

میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی سوائے اس کے کہ ایک چھوٹی سے بات پر اسے ٹوک دیا۔

مگر بیٹا صاحب نے سخت وترش کہا:

ماں رونے لگی اور خیال آنے لگا۔

جن پتھروں میں میں نے عطا کی تھیں دھڑکنیں
وہ بولنے لگے تو مجھی پر برس پڑے!

وہی بیٹا ہے جسے بڑی محنت سے پالا' خود مشقت برداشت کی اسے خوشحالی دی۔

اپنے منہ کا لقمہ نکال کر اس کے منہ میں دیا۔

مگر آج یہ مجھے جھڑکتا ہے اور کوسنے دیتا ہے۔

وقت گزرتا گیا' مگر وہ دلہن صاحبہ اپنے اصرار پر قائم تھیں' حتی کہ ایک دن کہنے لگیں۔

اب میں یہاں رہوں گی یا یہ میری ساس۔

Scanned with CamScanner

نہیں تو اسے قتل کر دو۔

شوہر نے کہا: حوصلہ کرو' یہ کام بھی ہو جائے گا مگر وہ سخت مزاج عورت اپنے مطالبہ پر فوری عمل چاہتی تھی۔

کہا: ابھی یہ کام کرو اور ماں کا کلیجہ میرے پاس لاؤ ورنہ میں جا رہی ہوں۔

بیٹا چھری لے کر بالا خانہ میں ماں کے پاس پہنچا۔

آؤ دیکھا نہ تاؤ ماں کو قتل کیا' کلیجہ نکالا اور لے کر بیگم صاحبہ کے حضور پیش کرنے کے لئے سیڑھیاں اترنے لگا۔

اب اس کی خواہش تھی کہ جلد از جلد بیگم کو یہ خوشخبری سنائے سیڑھیاں اترتے ہوئے پاؤں پھسل گیا۔

گرا' چوٹ آئی تو ماں کا وہ کلیجہ تڑپ اٹھا اور اس سے آواز آئی' بیٹا: ماں واری جائے۔

کہیں چوٹ تو نہیں لگ گئی۔

ماں کا وہ کلیجہ جو جسم سے جدا ہو چکا ہے۔

اپنے جسم کی چوٹوں' زخموں کو بھول گیا' اور اسے بیٹے کی چوٹ کا فکر پڑ گیا۔

یہ ہے ماں کی شفقت۔

ماں کی محبت۔

ماں اپنے دکھوں کو بھول جاتی ہے اور اولاد کی خوشی سے خوشی ہوتی ہے' اور اگر اولاد جدا ہو جائے تو۔

اوہناں ماواں دیاں دلاں نوں چین کدوں
پتر جنہاں دے ہون جدا لوکو

سدا بیٹھیاں رہن بے حال ماواں
باجھوں بچیاں دے مارن دھا لوکو!

یہ ماں کی فطرت ہے۔

انسان ہی نہیں۔

جانور بھی اپنے بچے سے اسی طرح محبت کرتے ہیں۔ مگر اولاد اگر والدین سے منہ موڑے اور ماں بہن اور بیوی میں تمیز نہ کرے تو اس میں اور جانور میں کیا فرق ہے۔

ماں کربلا کے میدان میں:

یہ ایک چٹیل میدان ہے۔

جس میں چھوٹے چھوٹے پتھر اور سنگریز سے پھیلے ہوئے ہیں۔

تہجد کا وقت ہے۔

۶۱ ھ ہجری ہے۔

جمعہ کا دن ہے۔

ایک اٹھارہ سال کا خوبصورت نوجوان' میدان کے درمیان میں اذان دینے کے لئے کھڑا ہے۔

جانتے ہو یہ کون ہے۔

یہ شبیہہ مصطفیٰ ہے' شہزادہ حسین ہے۔

اہل بیت اور سادات خاندان کا چمکتا ہوا چاند ہے۔

شہزادہ علی اکبر ہے۔

جو میدان کربلا کے ریگزاروں میں فجر کی اذان دینے کے لئے تشریف لایا ہے۔ اللہ اکبر!

چہرہ ہے کہ آئینہ تصویر محمدؐ
گیسو ہیں کہ ہر زلف گرہ گیر محمدؐ!
باتوں میں ہے رنگینی تقریر محمدؐ!
بخشی ہے خدا نے اسے توقیر محمدؐ!

؎ شوکت وہی صولت وہی دستور وہی ہے

چہرا وہی آئینہ وہی نور وہی ہے

شہزادہ حسین حضرت علی اکبرؓ نے دیکھا کہ میدان میں اس وقت سوائے میرے اور کوئی نہیں تو اچانک نظر آیا ایک عورت نقاب پہنے ہوئے جھاڑو سے کربلا کے میدان کی صفائی کر رہی ہے۔

کہا: اے خاتون آپ کون ہیں۔

اور یہ صفائی کیوں کر رہی ہیں تو آواز آئی۔

میرے بیٹے:

؎ ماواں کنڈے دی پیڑ نہ جر سکن

بیٹا: میں نبی کی شہزادی۔

علی کی زوجہ،

حسین کی اماں فاطمہ ہوں، اور

میدان کربلا کی صفائی اس لئے کر رہی ہوں۔

؎ بیٹا سن میں فاطمہ بنت شاہ مشرقین

صبح اس مقتل میں لیٹے کا میرا پیارا حسین

اس لئے میں صاف کرتی ہوں کربلا کی یہ زمین

اس کے زخموں میں نہ چبھ جائے کوئی کنکر کہیں

بیٹا! میں ماں ہوں۔

اپنے بیٹے کے لئے میدان صاف کرتی ہوں۔ اس کے جسم پر پہلے ہی تلواروں، تیروں، برچھوں اور بھالوں کے بے شمار زخم ہوں گے۔

کہیں ان زخموں میں کربلا کے سنگریزے نہ چبھ جائیں۔ اور پھر جب امام عالی مقام نڈھال ہو کر سواری سے زمین پر آنے لگے تو آواز آئی۔

؎ سنبھل جاویں دے مسافر بچڑا

وے میں چک لواں وچ جھولی

شالا جان دوزخ نوں جھاں

تیری لاش مٹی وچ رولی!

امام حسین پہچان گئے کہ یہ میری ماں سیدہ فاطمہ کی آواز ہے۔

یہ ہے ماں کا کلیجہ اور دل۔

یہ ہے ماں کی شفقت ومحبت۔

ماں مجبور ہے۔

فطرت نے اس کی سرشت میں یہ محبت، شفقت اور جذبہ ودیعت کر رکھا ہے۔

بیٹا کیسا بھی ہو۔

ماں پھر بھی اسی تقاضہ فطرت پر پورا اترنے کے لئے مجبور ہوتی ہے۔

ماں کی قبر:

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:

"زَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ اُمِّهٖ فَبَکٰی وَاَبْکٰی مَنْ حَوْلَهٗ"

(مسلم شریف، جلد اول صفحہ ۳۱۴)

نبی اکرم علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت فرمائی۔ روئے اور رلائے اس کے اردگرد والوں کو نبی کریم اپنی والدہ ماجدہ کی تربت مقدسہ پر حاضر ہوئے اور روتے ہوئے فرمایا:

اے میری اماں:

"اگر آج آپ اس دنیا میں ہوتیں تو دیکھتیں خدا نے آپ کے لخت جگر کو کیا مقام عطا فرمایا ہے اور کن عظمتوں سے نوازا ہے۔"

Scanned with CamScanner

میرے باغ و بہار کو ملاحظہ فرماتی۔

میرے چمنستان کو مشاہدہ کرتیں تو کتنی خوش ہوتیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام:

حضرت سیّدنا یوسف علیہ السلام بندھے ہوئے ہاتھوں اور بیڑیوں والے پاؤں سے قافلہ سے نکلے اور ماں کی قبر پر آئے اور کہا:

اے میری پیاری ماں۔

اے راحیل' میرے بھائیوں نے مجھے باپ سے جدا کر دیا ہے۔

اے ماں اگر تو آج مجھے دیکھتی تو بہت روتی۔

اور اگر تو مجھے اس وقت دیکھتی جب میرے بھائیوں نے میرا قمیص اتار کر مجھے برہنہ کیا اور مجھے رسی سے باندھ کر اندھیرے کنویں میں ڈالا اور اوپر سے مجھ پر تیر برسائے' پھر سخت گرمی میں مجھے پیدل چلایا اور مجھے قیدیوں کی طرح اونٹنی پر سوار کیا۔

اے میری ماں تو نے مجھے قرآن کی لوریاں دے کر پالا۔

تیری آغوش میرے لئے جنت کی بہار اور تیری چادر میرے لئے رحمت کا سایہ تھی۔

لیکن آج میں قیدی بن کر مصر جا رہا ہوں۔

خدا جانے پھر تیری قبر پر آنا نصیب ہو کہ ناں۔

میرا کہا سنا معاف کر دینا۔

بیٹے کی یہ درد بھری فریاد سن کر اور سوز سے بھرپور نالہ و پکار سماع فرما کر ماں کی قبر تھرا اٹھی اور آواز آئی۔

اے میرے فرزند!

میری آنکھوں کی ٹھنڈک' میرے لختِ جگر اور میرے گلستان قلب کے پھول' صبر کے دامن کو تھام لے اور ہر مصیبت کو حوصلہ سے برداشت کر' اللہ تعالیٰ تجھے اس کا

اجر دے گا۔

میرے جگر پارے۔

میں جانتی ہوں کہ تو قیدی بن کر جا رہا ہے۔ تیرے گلے میں طوق ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں لوہے کی زنجیریں ہیں' لیکن بیٹا:

باجھ مشکلاں حل نہ ہوون!
نکتے حل کرے گا مشکل کشا بچہ

تیرے دادے خلیلؑ نوں ویریاں
نے بلدی بھٹھ اندر دتا پا بچہ!

رب صبر دا اجر عطا کیتا
بھٹھ دتی گلزار بنا بچہ!

اسماعیلؑ دی گردن تے چھری چلی
رب اوہنوں وی لیا بچا بچہ!

توں وی حضرت خلیلؑ دا پوترا ایں
من رب دی جیوں رضا بچہ

کیہہ ہویا جے بھائیاں نے دکھ دتے
مہربان ہے آپ خدا بچہ!

اک روز توں مصر دا شاہ بن سیں
جا ایہو آ میری دعا بچہ!

تینوں جنہاں بھراواں نے ویچیا اے
بن کے آؤن کے اک دن گدا بچہ

(احسن القصص' صفحہ ۶۹ بحوالہ ماہ کنعان صفحہ ۱۴۸اصفحہ ۱۴۷اصفحہ ۱۴۶)

حضرات سامعین!

یہ ہے ماں کی شفقت ومحبت اور بچے سے حقیقی مودت کرنا ماں کا فطری حق ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جانے لگے تو ماں نے فرمایا بیٹا: اگر مجھے تیری ضرورت پڑی تو کیا کروں گی۔

عرض کیا ماں: پہاڑ کی طرف دیکھ لینا میں نظر آ جاؤں گا۔

کوہ طور پر جا کر بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

یا اللہ! میں تیرا جمال دیکھنا چاہتا ہوں۔

جواب آیا:

پہاڑ کی طرف دیکھو۔

یا اللہ! یہ کیا؟

میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں تو مجھے پہاڑ دکھا رہا ہے۔

فرمایا: ماں کو کیا کہہ کر آئے ہو؟

(نزہت المجالس' جلد اول صفحہ ۱۹۸ بحوالہ ماہ کنعان صفحہ ۱۵۰)

حضرت افتخار ملت شہنشاہ خطابت علامہ صاحبزادہ افتخار الحسنؒ فرمایا کرتے تھے۔

''ماں کے متعلق میرا اپنا ایک نظریہ ہے کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کی ماں ہوتی تو وہ اس کے قدموں کو چھوڑ کر کبھی رب کی جنت قبول نہ کرتے۔''

کیونکہ رب نے جنت میں بھیج کر پھر نکال دیا۔

ماں کبھی اپنے بچے کو اپنے سے جدا کرنا گوارا نہیں کرتی۔

ماں کی دعا' جنت کی ہوا۔

اگر ماں خوش ہو کر بچے کے لئے دعا کر دے تو تقدیر بدل جاتی ہے۔

حضرت امام بخاری نابینا ہو گئے۔

ماں نے دعا کی اللہ نے آنکھیں عطا فرما دیں۔(تفہیم البخاری)

حضرت اویس قرنی نے بغیر اجازت ماں کے نبی اکرم کی زیارت نہ کی اور درجہ صحابیت پر ماں کی خدمت کو فوقیت دی۔

بوڑھے ماں باپ کو حقارت کی نظر سے دیکھنے والو!
تمہیں رزق ان بوڑھوں کے صدقہ سے ملتا ہے۔
تمہاری مصیبتیں ان کی دعاؤں سے دور ہوتی ہیں۔
ان کی بد دعا جہنم کا ایندھن بنا دیتی ہے۔
بچو! ان کی بد دعا سے

ماں باپ استاد دے عاق
جیہڑے
سڑن دوزخاں وچ ہمیش یارو!

جنت کا اعلیٰ دروازہ:

حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں ایک آدمی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ!

میری والدہ کہتی ہے۔ اپنی بیوی کو طلاق دیدو۔

نبی کریم نے فرمایا:

والدین جنت کا بہترین اور اعلیٰ دروازہ ہیں۔

اگر تو چاہے تو یہ دروازہ رکھ اور اس کی حفاظت کر۔ (ترمذی شریف' جلد ثانی ۱۲)

والد کی رضا رب کی رضا ہے:

حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں:

''رِضَاءُ الرَّبِّ فِیْ رِضَاءِ الْوَالِدِ'' (ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ۱۲)

''رب کی رضا باپ کی رضا میں ہے۔''

تین مستجاب دعائیں:

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:

''ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ''

تین دعائیں ہمیشہ مستجاب ہوتی ہیں۔

1- مظلوم کی دعا۔

2- مسافر کی دعا۔

3- بیٹے کے حق میں باپ کی دعا۔ (ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ۱۳)

باپ کا حق:

حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ نبی اکرم کا ارشاد ہے۔

''لَا یَجْزِیْ وَلَدٌ وَالِدًا اِلَّا اَنْ یَّجِدَہٗ مَمْلُوْکًا فَیَشْتَرِیَہٗ فَیُعْتِقَهٗ''

(ترمذی جلد ثانی صفحہ۱۳)

''بیٹا کبھی باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ مگر یہ کہ اسے کسی کا غلام پائے پھر اسے خرید کر آزاد کر دے۔''

سب سے بڑی نیکی:

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو یہ فرماتے

ہوئے سنا کہ

''اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ اَنْ یَّصِلَ الرَّجُلُ اَهْلَ وُدِّ اَبِیْهِ'' (ترمذی جلد ثانی صفحہ۱۲)

''بے شک نیکیوں میں بڑی نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے باپ کے دوستوں سے صلہ رحمی کرے یعنی باپ کو خوش رکھنے کے لئے اس کے دوستوں سے حسن سلوک کرے۔''

حضرات محترم!

ہم نے اپنی زندگی میں بے شمار ایسے لوگ دیکھے جو والد کی بد دعا سے ذلیل ہو گئے اور انہیں زندگی بسر کرنا بہت مشکل ہو گیا۔

اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ اگر دین و دنیا میں خیر چاہتے ہو تو والدین کو راضی کرو۔ انہیں خوش رکھو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا''

والدین سے حسن سلوک کر۔

اور کچھ نہیں تو خدا کے ارشاد پر ہی عمل کر لو۔

وہ فرماتا ہے۔

''هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ'' (پارہ ۲۷ سورۃ الرحمٰن آیت)

''نیکی کا بدلہ نیکی ہے''

والدین نے تمہارے لئے کس قدر مشقت کی۔

تم چھوٹے تھے خود بخود کھا نہ سکتے تھے اور کما نہ سکتے تھے۔ انہوں نے کمایا اور تمہیں کھلایا۔

تمہیں بوجھ نہ سمجھا اور گھر سے نہ نکالا' اگرچہ تم نے بچپن میں ایسے افعال بھی

Scanned with CamScanner

کئے جو والدین کو گوارا نہ تھے۔

اب اس نیکی کا بدلہ یہی ہے کہ

اب وہ بوڑھے ہو گئے۔

نہ کما سکتے ہیں اور نہ کھا سکتے ہیں۔

تم انہیں بوجھ نہ سمجھو اور گھر سے نکالنے کا پروگرام نہ بناؤ۔ بلکہ انہی کی طرح کماؤ اور انہیں کھلاؤ۔

ان کی خدمت کرو۔

ان کی دعائیں لو۔

ان کی دعا سے تم اس قابل ہوئے ہو کہ تمہیں خدا نے دنیا کی ہر نعمت سے مالا مال کیا۔ اب تم ان کے لئے یہ دعا کرو۔

''وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا''

''یا اللہ! ان پر اسی طرح رحم کر جس طرح صغیر سنی میں انہوں نے ہمیں پالا اور ہم پر رحم کیا۔''

اللہ کریم ہمیں والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ o

اسرارِ خطابت

خطبات ماہ ذوالحجہ

پہلا خطبہ ــــــــ نبی صدیق

دوسرا خطبہ ــــــــ ذبح عظیم

تیسرا خطبہ ــــــــ حضرت عثمان غنیؓ

چوتھا خطبہ ــــــــ مراد مصطفیٰ فاروق اعظمؓ

Scanned with CamScanner

پہلا خطبہ

نبی صدیق

"اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا"

"بے شک وہ (ابراہیم) صدیق نبی تھے۔" (القرآن)

؎ کیا نمرود نے بابل میں جب دعویٰ خدائی کا
جہاں میں عام شیوہ ہو گیا جب خود ستائی کا

اندھیرا ہی اندھیرا کفر نے ہر سمت پھیلایا
تو پیغمبر کو پھر اللہ نے مبعوث فرمایا!

مٹا ڈالے بتوں کو توڑ کر اوہام مرسل نے
دیا بندوں کو پھر اللہ کا پیغام مرسل نے

(حفیظ جالندھری مرحوم)

خطبہ:

"نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ" اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا"
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

درود شریف:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

محترم سامعین!

اللہ تعالیٰ جل وعلا شانہٗ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فرما رہا ہے۔

اے محبوب!

یاد فرمایئے: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ وہ صدیق نبی تھے۔

یاد منانا:

عموماً قرآن کریم میں یہ فرامین باری تعالیٰ موجود ہیں کہ اے محبوب! فلاں پیغمبر کا واقعہ یاد فرمایئے۔ فلاں نبی رسول کا ذکر فرمایئے۔

یہاں سے ثابت ہوا کہ یاد منانا تعمیل ارشاد خدا اور سنت امام الانبیاء ہے۔ اس

Scanned with CamScanner

کی مختلف وجوہات ہیں۔ مثلاً

سرکارِ دو عالم ﷺ نے اعلان توحید فرمایا تو قریش مکہ نے آپ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ ڈالے۔ راستے میں کانٹے بچھائے اوجھ آپ کے بدن مبارک پر پھینکی۔

گردن مبارک میں بحالت نماز چادر ڈال کر کھینچا گیا۔ تو سرکار کا قلب منورہ محزون ومغموم ہوا تو فرمایا: اے محبوب!

یاد کیجیے حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ' ان پر کس قدر مظالم ہوئے۔ تاکہ ان مظالم کو یاد کر کے آپ کا قلب مبارک سکون وقرار پکڑے' اسی طرح فرمایا:

''وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ''

ذکر فرمائیے' یاد کیجیے' حضرت ادریس علیہ السلام کا واقعہ۔

''وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ''

یاد فرمائیے' حضرت مریم کا واقعہ۔

علیٰ ہذا القیاس یادیں منانے کا حکم ہوتا رہا اور سرکار یادیں مناتے رہے تاکہ ان واقعات سے سکون وقرار حاصل ہو۔

ہم جو یادیں مناتے ہیں تو اس کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ اولیائے کاملین کی زندگیوں کو بیان کیا جائے کہ دین کی خاطر ان نفوس قدسیہ نے کس قدر محنت شاقہ فرمائی اور مظالم برداشت کیے۔

پھر اس کے ساتھ ساتھ ان بزرگان دین نے کیسے عبادات' ریاضات' مجاہدات فرمائے۔ پھر اس پر عمل پیرا ہو کر ہم بھی اپنی زندگیوں میں انقلاب برپا کر سکیں۔

چنانچہ یہ تمام بزرگان دین کے اعراس' گیارہویں شریف' میلاد شریف' ذکر شہادت' ذکر ولایت کی محافل کا مقصد وحید یہی ہوتا ہے کہ ہم ان محافل کی

سے اپنے آپ کو سنواریں اور ان کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگیاں بسر کریں کیونکہ ان کی سیرت طیبہ ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

مگر لوگ فتویٰ ہائے شرک وبدعت کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں۔

حالانکہ وہ خود بھی یادیں مناتے چلے آئے ہیں اور اب بھی مناتے ہیں۔

صفا مروہ پر دوڑنا یاد حضرت ہاجرہ ہے:

صفا مروہ کی پہاڑیوں پر سعی کرنا حضرت ہاجرہ کی یاد میں ہے اور یہ فتویٰ دینے والے تمام مفتی جب تک یہ یاد نہ منالیں تکمیل حج نہیں ہوتی' حالانکہ ان کا دوڑنا بظاہر بے مقصد ہے کیونکہ حضرت ہاجرہ تو پانی کے حصول کی خاطر دوڑتی رہیں۔ مگر یہ مفتیان کرام ایسے ہی بے مقصد سعی کرتے ہیں تو کیوں؟

صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے میری بندی کی یاد منائی جائے۔ اب قیامت تک وہ یاد اسی طرح منائی جاتی رہے گی۔

شیطانوں کو کنکریاں مارنا:

حضرت ابراہم خلیل اللہ علیہ السلام نے شیطان کو دیکھا تو کنکریاں ماریں۔ خداوند قدوس جل وعلا نے اس یادگار کو قائم رکھتے ہوئے فرمایا:

حاجی کسی عقیدہ' کسی علاقہ' کسی نسل' کسی رنگ کا ہو' اسے بھی بے دیکھے شیطان کے صرف اس یادگار کو قائم رکھنے کے لئے کنکریاں مارنی پڑیں گی۔

لہٰذا مفتیان بدعت اس مقام پر بھی یاد مناتے ہیں' حالانکہ نہ تو شیطان انہیں نظر آتا ہے اور نہ ہی قربانی سے روکتا ہے۔ مگر یہ بات کیا ہے' یہی کہ شیطان کے نظر آنے سے مقصد نہیں' مقصد یار کی یادگار قائم رکھنے سے ہے۔

ہر حاجی کیلئے اس یاد کو منانا ضروری ہے۔

Scanned with CamScanner

قربانی بھی یادگار ہے:

قربانی کیا ہے' یادگار حضرت خلیل اللہ ہے۔

حضرت صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔

"مَا هٰذَا الْاَضَاحِیُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سُنَّةُ اَبِیْكُمْ اِبْرَاهِیْمَ"

(ابن ماجہ شریف)

یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے۔

فرمایا: تمہارے باپ حضرت ابراہیم کی سنت ہے' حضرت ابراہیم کی ادا کو اپناتے ہوئے' ان کی یادگار قائم رکھو۔

قربانی دو' اللہ اکبر!

کسی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں

حضرات گرامی!

صفا مروہ پر سعی کرنا	یادگار
شیطان کو کنکریاں مارنا	یادگار
جانور قربان کرنا	یادگار
قربانی کے بعد سر منڈانا	یادگار
حجر اسود کو بوسہ دینا	یادگار
عرفات میں لبیک کی صدا بلند کرنا	یادگار
منیٰ میں حاضر ہونا	یادگار

سارے کا سارا حج تو یادگاریں ہی یادگاریں ہیں۔

اور یہ مولوی مفتی' تمام ان یادگاروں کے قائل ہیں' مگر یہ فلسفہ سمجھ میں نہیں آیا کہ ملک سے باہر یہ سب کچھ سنت' ملک کے اندر بدعت۔

وہاں پتھر چومنا سنت۔

یہاں پتھر چومنا بدعت۔

وہاں تو پتھر بھی چومتے ہو۔

یہاں اہل اللہ کے ہاتھ نہیں چومنے دیتے۔

وہاں غیر اللہ کی یاد مناتے ہوئے سعی کرتے ہو۔

یہاں اہل اللہ کی یاد میں بیٹھنے نہیں دیتے۔

وہاں غیر اللہ کی یاد میں جانور ذبح کرتے ہو۔

یہاں غوث اعظم کا بکرا ذبح کرنے نہیں دیتے۔

معلوم ہوا کہ محض ضد ہے' ہٹ دھرمی ہے اور پیٹ بھرنے کے لئے ساری چالیں ہیں ورنہ جو کچھ خدا کے گھر اور اس کے شہر میں جائز ہے' دوسری جگہ ناجائز کیوں' اور پھر غیر اللہ' غیر اللہ کی رٹیں لگانے والو۔

کیا صفا مروہ پر اللہ دوڑا تھا؟

کیا حجر اسود کو اللہ نے چوما تھا؟

کیا یہ قربانی کے جانور اللہ نے ذبح کئے تھے؟

کیا شیطان کو کنکریاں اللہ نے ماری تھیں؟

کیا میدان عرفات میں اور منیٰ میں اللہ نے لبیک کی صدائیں بلند کی تھیں؟

نہیں ہرگز نہیں' تو پھر تم کیوں سعی کرتے ہو' حجر اسود کو چومتے ہو۔

قربانی دیتے ہو۔

کنکریاں مارتے ہو۔

کیوں اور کس لئے۔

یا غیر اللہ کہنا چھوڑ دو یا یہ سب کچھ چھوڑ دو۔ اور اگر غیر اللہ بھی کہتے رہو اور یہ سب کچھ بھی کرتے رہو تو پھر۔

؎ اوہنوں کدی نہ ماہی ملدا جیہڑا دوھاں تہراں دا سانجھا!
اکو پاسہ رہندا ہیرے یا کھیڑے یا رانجھا!

یہ عجیب منطق ہے۔

بدعت کے فتوے بھی دیتے ہو۔ اور خود بھی اسی بدعت کے مرتکب ہوتے ہو۔

؎ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی!

حضرات محترم! اللہ کریم نے ہمیں یاد منانے اور یادگاریں قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔

اللہ فرماتا ہے۔

یادگار نزولِ قرآن:

''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ'' (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۸۵)

''رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا۔''

حضرات محترم!

یہ ماہ رمضان روزے رکھنے کے لئے کیوں منتخب کیا گیا؟

اس لئے کہ اس میں قرآن کریم کا نزول ہوا۔ اللہ نے فرمایا چونکہ یہ مہینہ نزول قرآن کا ہے۔ لہٰذا اس میں روزے رکھو۔

معلوم ہوا جس وقت، دن، مہینہ کو کسی اشرف چیز سے نسبت ہو جائے وہ قیامت تک اشرف ہے۔

اب رمضان المبارک میں ایک مرتبہ قرآن کریم نازل ہو چکا، مگر روزے ہر سال رکھو تا کہ یہ یادگار قائم رہے۔ یعنی نعمت تو ایک بار آ چکی مگر جب وہ تاریخ، مہینہ، وقت، دن آئے تو اس نعمت کی یادگار مناؤ۔

یادگار شب قدر:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ'' (پارہ ۳۰ سورۃ القدر آیت ۳)

''لیلۃ القدر ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔''

کیوں؟ اسی لئے کہ اس میں قرآن نازل ہوا۔

معلوم ہوا جس تاریخ میں کوئی اعلیٰ کام ہو جائے وہ تاریخ تا قیامت افضل رہتی ہے۔ لیلۃ القدر میں ایک مرتبہ قرآن مجید آ چکا مگر یہ رات تا قیامت کے دنوں سے بھی افضل ہے۔ سوائے جمعہ کے جمعہ افضل الایام ہے تو اس رات کی افضلیت نزول قرآن کی یادگار کو قائم رکھے ہوئے ہے ہر سال لیلۃ القدر میں یہ یاد منائی جاتی ہے۔

اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ'' (پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۷)

''اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر۔''

ایسے ہی کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات کی یاد منانے کا حکم فرمایا۔

معلوم ہوا کہ جب اللہ احسان فرمائے تو اس دن اس احسان کی یاد منانا سنت انبیاء کرام بھی ہے اور ارشاد باری تعالیٰ کی تکمیل بھی۔

حضرت عیسیٰؑ کا عہد:

ملاحظہ ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے احسان کی یادگار منانے کا عہد فرمایا، اللہ فرماتا ہے کہ

''قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ''

(پارہ ۷ سورۃ المائدہ آیت ۱۱۴)

حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہم السلام) نے عرض کی، اے اللہ! ہمارے رب ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو۔ اگلوں اور پچھلوں کی اور تیری

Scanned with CamScanner

طرف سے نشانی۔

معلوم ہوا کہ جس دن اللہ کا انعام ہو اس کو پہلوں پچھلوں کے لیے بطورِ یادگار منانا سنتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوے۔ عیسائیوں کا بڑا دن اِسی کی یادگار ہے تو اِسی طرح میلاد النبیؐ' معراج النبیؐ' اعراس کی محفل منانا بھی اِسی طرح یادگار منانے میں میں شامل ہے۔

ایام اللہ کی یاد مناؤ:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

(پ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت نمبر۵)

''اور اے محبوب! انہیں اللہ کے دن یاد دلایئے' بے شک اِس میں نشانیاں ہیں' ہر بڑے صبر والے شکرگزار کے لیے''۔

معلوم ہوا صابرین وشاکرین کے لیے یادگار قائم کرنے میں نشانیاں موجود ہیں اور وہ ان نشانیوں کو یاد کر کے اللہ کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہیں۔ ان دنوں میں مجلس ذکر وعظ قائم کر کے وہ یادیں مناتے ہیں اوداس پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور یہ اظہار فرحت بھی تعمیل حکم ربانی ہے۔

خوشی منا کر یادگار قائم کرو:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (پ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر۵۸)

تم فرما دو (اے محبوب!) اللہ ہی کے فضل اور اُس کی رحمت اُسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کی سب دھن دولت سے بہتر ہے''۔

معلوم ہوا کہ جن ایام میں اللہ کا فضل ورحمت حاصل ہوا ہے اُن کی خوشی مناتے

ہوئے یادگار قائم کرنا دُنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔ کیونکہ یہ خوشی عبادت ہے۔ جس کا ثواب بے حساب ہے۔

یہ سب یادیں منانے کے ثبوت ہیں:

ان سب آیات سے یاد منانے اور یادگار قائم رکھنے کا ثبوت مل رہا ہے۔

پیر کا روزہ رکھو:

سرکارِ دو عالمؐ نے فرمایا' پیر کو روزہ رکھا کرو۔

صحابہ نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا:

''فِيْهِ وُلِدْتُّ'' اس میں میری ولادت ہوئی ہے۔''

مشکوٰۃ شریف' کتاب الصوم باب الصوم التطوع)

تو سرکار کی ولادت کو یادگار کے طور پر منانے کے لئے ہر پیر کو روزہ رکھنا حضور کے ارشاد کی تعمیل ہے۔ اس سے تعین یوم کا ثبوت بھی مل رہا ہے۔

جمعہ کو درود کی کثرت کرو:

فرمایا: نبی اکرم علیہ السلام نے جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔ کیونکہ اسی دن تمام اہم امور رونما ہوئے۔ قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔

(ترمذی شریف اول صفحہ۶۴)

یہ سب احکام یاد منانے کے لئے براہین ودلائل نہیں تو اور کیا ہیں۔

سارا حج یادگار ہے:

حج کے تمام ارکان یادگاریں ہیں اور معین ایام میں فرمایا:

''اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ'' (پارہ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۹۷)

حج کے مہینے (دن) مقرر ہیں۔

ان دنوں میں ہی یہ یادگاریں قائم کرو۔

Scanned with CamScanner

جس دن میری بندی صفا مروہ پر دوڑی	تم بھی اسی دن دوڑو۔
جس دن میرے خلیل نے کعبہ کا طواف کیا	تم بھی اسی دن کرو۔
جس دن میرے یار نے قربانی کی	تم بھی اسی دن کرو۔
جس دن اس نے شیطان کو کنکریاں ماریں	تم بھی اسی دن مارو۔
جس دن وہ عرفات ومنیٰ میں حاضر ہوا	تم بھی اس دن حاضری دو۔

ماڈرن مفسرین:

آج کل کے ماڈرن مفسرین نے اس آیت کا سہارا لے کر انکار حدیث کی ناپاک جسارت کی ہے۔

چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن فرماتا ہے۔ ابراہیمؑ صدیق تھے' مگر حدیث میں آیا ہے کہ انہوں نے تین مقامات پر کذب سے کام لیا اور وہ حدیث یہ ہے۔

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکْذِبْ اِبْرَاھِیْمُ النَّبِیُّ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا فِیْ ثَلَاثٍ قَوْلُہٗ "اِنِّیْ سَقِیْمٌ" وَقَوْلُہٗ لِسَارَۃَ "اُخْتِیْ" وَقَوْلُہٗ "بَلْ فَعَلَہٗ کَبِیْرُھُمْ"

(بخاری مسلم ترمذی)

نبی اکرمؐ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی کذب نہ فرمایا' مگر تین مقامات پر پہلا' ان کا قول کہ "میں بیمار ہوں" دوسرا حضرت سارہ کو فرمایا: کہ "میری بہن" تیسرا فرمایا کہ بلکہ یہ (بتوں کو توڑنے والا کام) ان (بتوں) بڑے نے کیا ہے۔

کیونکہ یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے۔ لہٰذا موضوع ہے' اس لئے حدیث کا وجود ہی غلط ہے' صرف قرآن کو تسلیم کرو اور حدیث چھوڑ دو۔

حجیت حدیث:

فقیر عرض کرتا ہے' قرآن کو سمجھنے کے لئے حدیث کا سہارا لینا پڑے گا' ورنہ

قرآن کی سمجھ نہیں آئے گی۔

مثلاً قرآن فرماتا ہے:

"اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" نماز قائم کرو یہ ہے قرآن۔

اب کیسے پڑھو' قیام رکوع' سجود' التحیات کیسے کرو' ان میں کیا کیا پڑھو یہ سب کچھ حدیث پاک سے ملے گا۔

قرآن فرماتا ہے:

"اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَھُمَا"

"چور جب چوری کرے ہاتھ کاٹ دو۔"

کتنی چوری پر کاٹو' کہاں سے کاٹو' یہ حدیث سے پتہ چلے گا۔

قرآن فرماتا ہے۔ زانی جب زنا کرے فَاجْلِدُوْا ان کو کوڑے لگاؤ' کوڑے لگانے کا طریقہ حدیث سے ملے گا۔

لہٰذا ان ماڈرن مفسرین سے پوچھو کہ تم بغیر حدیث پاک کے قرآن سمجھا کے دکھاؤ' جبکہ قرآن خود نبی اکرم علیہ السلام کے قول کا نام ہے۔

ارشاد باری ہے۔

"اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ" (پارہ ۳۰ سورۃ التکویر آیت نمبر ۱۶)

"بے شک یہ قرآن قول رسول کریم ہے۔"

دوسرے مقام پر فرمایا:

"وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی"

(پارہ ۲۷ سورۃ والنجم آیت نمبر ۳' ۴)

"اور وہ (نبی) نہیں کلام فرماتا' خواہش سے بلکہ وہ وہی فرماتا ہے جو اسے وحی کیا جائے۔"

ہے قول خدا فرمان نبی' فرمان نہ بدلا جائے گا

حضرات سامعین کرام:

دراصل منکرین حدیث علم سے بالکل کورے اور جہالت کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں' ورنہ۔

قرآن وحدیث میں انہیں کبھی یہ تعارض نظر نہ آتا۔

فقیر اس تعارض ظاہری کو ختم کرنے سے پہلے یہ تینوں اقوال تفصیل سے بیان کرتا ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

پہلا قول:

اِنِّیْ سَقِیْمٌ دراصل واقع یوں ہے کہ ہر سال کے سال ان نمرودیوں کا ایک میلہ لگا کرتا تھا اور وہ اسمیں بھر پور شرکت کیا کرتے تھے۔ جب ان کا وہ سالانہ میلہ آیا تو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ اس میلہ میں شرکت کیجئے۔

آپ نے اپنے منصب نبوت کے پیش نظر انکار فرما دیا۔ اور اس انکار کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ ''اِنِّیْ سَقِیْمٌ'' میں علیل ہوں اس لئے میں میلہ میں نہیں جا سکتا۔

دوسرا قول:

حضرت سارہ جو آپ کی زوجہ محترمہ تھیں' آپ کے ساتھ سفر ہجرت میں تھیں تو جب بادشاہ وقت نے اپنے کارندوں کو حضرت سارہ کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا تو آپ نے فرمایا:

''اگر بادشاہ تجھ سے سوال کرے کہ ابراہیم سے تیرا کیا رشتہ ہے تو تم کہنا کہ میں اس کی بہن ہوں۔''

تیسرا قول:

جب وہ میلہ میں جانے لگے تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے ان جعلی خداؤں

سے نبٹ لوں گا۔

چنانچہ جب وہ چلے گئے تو آپ نے کلہاڑا سے ان خداؤں کا بیڑا غرق کر دیا۔ جب وہ میلہ سے واپسی پر اپنے بت خانے میں آئے تو اپنے خداؤں کو ٹوٹے ہوئے پایا۔

نمرود کے دربار تک بات پہنچی' آپ کو بلایا گیا جب آپ جلوہ افروز ہوئے تو پوچھا گیا' کیا آپ نے ہمارے خداؤں کا ستیاناس کیا ہے تو فرمایا۔ نہیں بلکہ اس سے پوچھو' جس کے کندھے پر کلہاڑا ہے۔ اگر وہ بولتا ہے تو۔

اب آیئے منکرین حدیث کے اعتراض کی طرف وہ کہتے ہیں کہ حدیث پاک میں ان تینوں مقامات پر حضرت کے جوابات کو کذب کہا گیا ہے اور قرآن کہتا ہے وہ صدیق نبی تھے۔ لہٰذا حدیث موضوع اور خلاف قرآن ہے اسے چھوڑ دو۔ ان علمی یتیموں کو کیا علم کہ جھوٹ اور کذب میں کتنا فرق ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ

''جھوٹ اور کذب کے درمیان عموم خصوصی کی نسبت ہے یعنی کذب عام ہے اور جھوٹ خاص۔ کذب متعدد معانی میں استعمال کیا جاتا ہے جن میں سے صرف ایک معنی کے لحاظ سے جھوٹ کا مترادف ہے۔ اور دیگر معانی میں اس کا جھوٹ سے جو جرم شنیع ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ کوئی واسطہ نہیں اور اس حدیث میں کذب کا استعمال جھوٹ کے معنی میں نہیں ہوا' بلکہ ایک دوسرے معنی میں ہوا ہے اور اس معنی کے لحاظ سے کذب نہ جرم شنیع ہے اور نہ گناہ کبیرہ۔'' (سنت خیر الانام صفحہ ۲۳۸)

حضرات محترم!

کذب کی پانچ اقسام ہیں' جنہیں ''ابن الانباری'' نے بیان کیا ہے۔

1- متکلم نے جو کچھ سنا ہے اس کے خلاف اگر روایت کرے تو اسے بھی کذب کہتے

Scanned with CamScanner

ہیں۔ (اس معنی میں کذب جھوٹ کا ہم معنی ہے اور یہی قسم گناہ کبیرہ ہے اور شرافت انسانی کے منافی ہے)

2- کذب خطا کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور کلام عرب میں کذب اسی معنی میں کثیر الاستعمال ہے۔

3- آرزو اور امید خاک میں مل جانے کو بھی کذب کہتے ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ ''كَذِبَ الرَّجُلُ'' ''یعنی اس آدمی کی امید خاک میں مل گئی۔''

4- کذب بمعنی اغراء یعنی کسی کو دھوکا میں رکھنا بھی مستعمل ہے۔

5- کذب اس قول کو کہتے ہیں جو بظاہر خلاف واقع ہو لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل مطابق واقعہ ہے۔

اسی معنی میں کذب کا لفظ اس حدیث میں استعمال ہوا جہاں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اس کی نسبت کی گئی ہے۔ کیونکہ آپ کے تینوں اقوال بظاہر خلاف واقعہ نظر آتے ہیں۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ تینوں اقوال بالکل درست ہیں۔ (سنت خیر الانام صفحہ ۲۳۹)

اس پانچویں قسم کو تعریض کہتے ہیں۔ لیکن اگر ان ماڈرن مفسرین کو ان اقسام کا علم ہی نہ ہو اور از خود کذب کو جھوٹ ہی تصور کر کے حجیت حدیث کے منکر بنیں تو اس کے علاوہ کیا کہا جائے کہ

بدیں عقل و دانش بباید گریست!

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

فقیر کہتا ہے۔

قرآن کریم.......... اور نبی اکرم کی حدیث کو اپنی عقل کے پیمانوں سے نہ سمجھو بلکہ ائمہ کرام مفسرین عظام اور محدثین کرام کے اقوال سے سمجھنے کی کوشش کرو۔

اگر تمہیں اس کی توفیق نصیب نہیں تو پھر جہنم کا ایندھن بننے کے لئے تیار رہو کیونکہ ارشاد نبوی ہے۔

''مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَاْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ'' (بخاری)

''جس نے قرآن کی تفسیر اپنے رائے سے کی وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ کرے گا۔''

اپنے علم کی جھوٹی انا کو تسکین دینے کے لئے اور اپنے آپ کو مفسر قرآن ثابت کرنے کے لئے اہانت رسالت کے مرتکب نہ بنو۔

فصاحت و بلاغت:

حضرات گرامی! متکلم اگر فصاحت و بلاغت کا علم رکھتا ہو اور اس کے کلام میں یہ جواہرات موجود ہوں تو وہ کلام ایسا پرکشش ہوتا ہے کہ بظاہر تعریض یعنی کذب معلوم ہوتا ہے۔ مگر غور کرنے سے مبنی بر حقائق۔

ملاحظہ ہو اللہ کریم فرماتا ہے۔

قرآنی مثال:

''اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ''

''بے شک آپ بھی میت اور وہ (کافر) بھی میت۔''

حالانکہ بظاہر یہ درست نہیں کیونکہ کافر بھی نزول آیت کے وقت زندہ اور سرکار بھی موجود تو اس آیت کو تعریض پر محمول کریں گے کہ بظاہر یہ واقعہ کے مطابق نہیں مگر مستقبل میں یہ واقعہ کے مطابق ہو جائے گا۔ بالکل اس طرح حضرت ابراہیم کا فرمانا کہ ''اِنِّیْ سَقِيْمٌ'' بظاہر خلاف واقعہ ہے مگر مستقبل میں اس کا امکان موجود ہے۔

حدیث پاک سے مثال:

حضرت ابوطلحہ اور ام سلیمؓ (دونوں شوہر بیوی ہیں) دونوں حضور علیہ السلام کے

Scanned with CamScanner

صحابی تھے۔ ان کا لڑکا علیل ہو گیا' صبح حضرت ابوطلحہ اس علیل لڑکے کو چھوڑ کر اپنے کام پر تشریف لے گئے اور جب شام کو لوٹے تو لڑکا فوت ہو چکا تھا۔ آپ نے حضرت ام سلیم سے پوچھا ''کیف الغلام'' لڑکے کی طبیعت کیسی ہے؟

تو حضرت ام سلیم نے جواب دیا کہ

''هَدَءَ نَفْسُهُ وَاَرْجُوْا اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اسْتَرَاحَ'' (بخاری کتاب الادب)

''اب اسے سکون آ گیا ہے اور مجھے امید ہے کہ اب اس کی تکلیف جاتی رہی ہے۔''

حالانکہ یہ بات خلاف واقعہ ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جواب بالکل درست اور واقعہ کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ موت کے بعد اب کبھی بھی اسے تکلیف نہ ہوگی اور وہ سکون سے رہے گا۔

اس طرح ''اِنِّیْ سَقِیْمٌ'' بھی بظاہر خلاف واقعہ مگر غور سے پتہ چلتا ہے کہ فی الحقیقت درست اور مطابق واقع ہے۔ کیونکہ نبی میلوں سے اعراض کرتے ہیں اور جب انہوں نے میلہ کی دعوت دی تو طبیعت میں علالت پیدا ہوگئی۔

فرمایا: میں علیل ہوں۔

یہ کلام کذب محض نہیں بلکہ تعریض ہے۔

دوسرے مقام پر آپ نے جو فرمایا کہ

درحقیقت مطابق واقعہ ہے:

''بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ فَاسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ''

''بلکہ یہ کام (بتوں کا توڑنا) ان (بتوں) کے بڑے نے کیا ہے ان سے پوچھو اگر وہ بولتے ہیں۔''

دراصل آپ نے فی الحقیقت واقعہ کے مطابق کلام فرما کر اپنے دعویٰ کو سچا اور پکا فرمایا کہ نہ وہ بولیں اور نہ جواب دیں تو میں کہہ سکوں گا کہ میں نے ہی یہ کام کیا ہے

کہ جو بول بھی نہیں سکتے اور اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتے وہ قابل پرستش نہیں بلکہ اسی قابل ہیں کہ ان کو توڑ دیا جائے۔

ایک عام مثال:

اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ زید بہت اچھا کاتب ہو اور عمرو کو لکھنا آتا ہی نہ ہو۔ زید ایک خوشخط تحریر لکھ کر عمرو کو دکھائے تو عمرو اس سے پوچھے۔ کیا یہ آپ نے لکھا ہے؟ تو زید کہے۔ نہیں جناب آپ نے لکھا ہے۔

مطلب یہ کہ عمرو کو یہ بتایا جا رہا ہے کہ تم تو لکھ ہی نہیں سکتے تو پھر میرے سوا یہ کس نے لکھا ہے۔ اس طرح جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے ان بتوں کو پاش پاش کیا ہے؟ تو فرمایا: انہیں سے پوچھو' مطلب یہ ہے کہ جب اس بڑے بت نے نہیں توڑے تو پھر میں نے ہی توڑے ہیں' میرے علاوہ یہ کون توڑ سکتا ہے۔

لہٰذا یہ کلام بالکل واقعہ کے مطابق حق اور سچ ہے۔

یہ بھی تعریض ہے:

اس طرح آپ کا اپنی زوجہ کو فرمانا کہ ''اختی'' یہ بھی تعریض اور فصاحت وبلاغت کلام پر مبنی ہے۔ غور و فکر کے بعد پتہ چلتا ہے کہ یہ کلام بھی عین واقعہ کے مطابق ہے۔

حضرت سارہ نے سوال فرمایا کہ میں تو آپ کی زوجہ ہوں تو پھر اختی فرمانے کا کیا مطلب؟ تو فرمایا:

''يَا سَارَةُ لَيْسَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُكِ وَاِنَّ هٰذَا سَاَلَنِيْ فَاَخْبَرْتُهٗ اِنَّكِ اُخْتِيْ''

(بخاری اول صفحہ ۴۷۴' سنت خیر الانام صفحہ ۲۴۴)

''اے سارہ' میرے اور آپ کے علاوہ اس وقت روئے زمین پر کوئی

Scanned with CamScanner

مسلمان نہیں اور یہ مجھ سے سوال کرتے ہیں تو میں نے انہیں جواب دیا ہے کہ تو میری بہن ہے' یعنی اسلامی بہن۔''

کیونکہ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی موجود ہے کہ

''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ''

''تمام مومنین بھائی بھائی ہیں۔''

اور حدیث پاک میں ہے کہ

''کُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَۃٌ''

''تمام مومن بھائی بھائی ہیں''

لہٰذا روئے زمین پر یہ دونوں نفوس قدسیہ ہی از روئے اسلام بہن بھائی موجود تھے۔آپ نے اسی حقیقت کی ترجمانی فرماتے ہوئے فرمایا:

''اُخْتِیْ'' یہ میری بہن ہے۔

یعنی یہاں اخوت اسلامی مراد ہے۔

یہ بھی تعریض کلام ہے۔

تفہیم القرآن کے دعویدار:

آج کل کے بعض تفہیم القرآن کے دعویداروں نے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت اس فعل شنیع کی طرف کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ آپ نے سورج' چاند' ستاروں کو خدا کہہ کر معاذ اللہ جھوٹ بولا۔

حالانکہ وہ کلام بھی فصاحت وبلاغت سے بھرپور ہے اور تعریض کلام سے تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ تفہیم دین کا اچھوتا انداز ہے۔

ملاحظہ ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دیکھا کہ کچھ قوم سورج کی پرستش کرتی ہے کچھ چاند کو پوجتی ہے اور کچھ ستاروں کو سجدہ کرتی ہے۔تو ان کو تبلیغ کرنے کے لئے کیا فصیح وبلیغ انداز اپنایا؟

''فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ کَوْکَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ''

(پارہ۷سورۃ الانعام آیت)

''پھر جب چھا گئی ان پر رات (تو) دیکھا انہوں نے ایک ستارہ بولے (کیا) یہ میرا رب ہے۔''

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ اصل میں استفہام انکاری ہے۔

یعنی ''اَهٰذَا رَبِّیْ'' کیا یہ میرا رب ہے۔

مطلب یہ تھا کہ یہ قوم ستاروں کو رب سمجھتی ہے تو اگر ان کو سیدھا یہ کہہ دیا جائے۔یہ رب نہیں تو یہ قوم اپنے عقیدہ کی توہین برداشت نہ کرے گی۔اور میرے حقیقی معبود کو محل انکار بنا لے گی۔لہٰذا اس انداز سے بات کرو کہ انہیں سے معبود حقیقی کو تسلیم کروایا جائے تو جب فرمایا کہ یہ رب ہے؟

ان کے اذہان میں یہ بات راسخ ہوگئی کہ حقیقی رب کا بھی کوئی وجود ہے۔

چاہے وہ ستارہ کی صورت میں ہو۔

پھر وہ شام کو طلوع ہونے والا ستارہ صبح غروب ہوگیا۔جیسا کہ قرآن فرماتا ہے۔

''فَلَمَّآ اَفَلَ'' پھر جب وہ غروب ہوگیا۔

اب حضرت ابراہیم نے معبود حقیقی کی پہچان کراتے ہوئے فرمایا کہ اے قوم۔

''لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ''

میں غروب ہو جانے والے کو پسند نہیں کرتا۔یعنی اگر ستارہ معبود حقیقی ہوتا تو غروب نہ ہوتا۔کیونکہ معبود حقیقی تو

اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ

جیسا پہلے تھا ویسا اب بھی ہے وہ غروب نہیں ہوا کرتا اسی طرح جب چاند کو سجدہ کرتے ہوئے قوم کو ملاحظہ فرمایا تو کہا۔

Scanned with CamScanner

''فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ''

''کیا یہ رب ہے چاند کے پجاریوں نے چاند کو معبود حقیقی سمجھ رکھا تھا'
جب وہ غروب ہوا تو فرمایا۔''

''لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ''

''اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ دیتا تو ضرور ہو جاتا میں اس گمراہ قوم سے۔''

یعنی چاند کو معبود حقیقی تصور کرنے والو! یہ معبود حقیقی نہیں' معبود حقیقی وہ ہے جس نے مجھے ہدایت دے رکھی ہے کہ غروب ہونے والے معبود حقیقی نہیں ہوا کرتے۔

ایسے ہی جب سورج کو پوجنے والوں کو ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا۔

''فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَا اَكْبَرُ''

کیا یہ رب ہے کیونکہ یہ تارے اور چاند سے بڑا ہے' کیونکہ ان کے اذہان جاہلیت کے پروردہ تھے۔ اس لئے ان کو یہ سمجھ نہ آئی کہ آخر یہ بھی غروب ہو جائے گا۔

شام تک انتظار کرتے رہے اور شام کو

''فَلَمَّا اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ''

جب سورج بھی غروب ہوگیا تو فرمایا:

اے میری قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو' یعنی کہ تم اس معبود حقیقی کی عبادت میں ان غیر حقیقی معبودوں کو شریک ٹھہراتے ہو' میں ان سے بیزار ہوں۔

تمہارے زعم میں معبودان حقیقی یہ تھے جو ڈوب گئے اور میرا [illegible] حقیقی وہ ہے جو کبھی نہ ڈوبے گا۔

وہ ازل سے ہے' ابد تک رہے گا۔ جیسا تھا ویسا ہے اور ویسا ہی رہے گا۔

اب قوم کے اذہان وقلوب میں یہ دلائل بیٹھ تو گئے مگر اپنے آباؤ اجداد کا رنگ

چھوڑنے کے لئے قوم تیار نہ تھی۔

سمجھ میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے!
تمہارا ذہن ہی بت خانہ ہو تو کیا کہیے!

بات چلتی چلتی پھر نمرود تک پہنچی' کیونکہ وہ نمرود کو تمام معبودوں کا معبود سمجھتے تھے۔ ان معبودوں کا طلسم تو ٹوٹ گیا مگر نمرود ان کے اذہان میں باقی تھا۔

خلیل دربارِ نمرود میں:

نمرود لعین نے اپنے دربار میں حضرت ابراہیم کو بلایا۔ بے خوف وخطر آپ وہاں تشریف لے گئے کیونکہ اب یہ ان باطل معبودوں کو ذلیل کرنے کی آخری کڑی تھی۔ اس لئے آپ پورے اطمینان وسکون سے نمرود کے سامنے جلوہ فرما ہوئے۔

نمرود نے کہا: میں ساری روئے زمین کا بادشاہ ہوں۔ لہٰذا مجھے سجدہ کرو اور معبود تسلیم کرو۔

فرمایا: میں تو اسے معبود تسلیم کرتا ہوں جس نے تجھے بادشاہ بنایا۔

نمرود نے کہا وہ کون ہے۔

فرمایا: وہ میرا رب ہے' کہا اس رب کے معبود حقیقی ہونے کی کیا دلیل ہے' فرمایا:

''رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ''

''میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔''

اس نے اپنے آپ کو معبود حقیقی ثابت کرنے کے لئے کہا۔

''اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ''

''میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں۔''

یعنی اگر معبود حقیقی وہ ہوتا ہے جو زندہ کرے اور زندہ کو مار دے تو یہ کام تو میں

بھی کر سکتا ہوں پھر میں معبودِ حقیقی کیوں نہیں؟

یہ کہہ کر اس نے ایک راہ گیر کو پکڑا اور پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا اور ایک موت کی سزا پانیوالے کو رہا کر دیا۔

گویا کہ زندہ کو مار دیا اور مردہ کو زندہ کر دیا اور اپنے معبود ہونے کا پورا ثبوت فراہم کر دیا۔

اب آپ نے اس لاشریک لہٗ کی واحدانیت پر ایسا ثبوت بطور دلیل فراہم کیا کہ جس سے معبودِ حقیقی اور معبودِ باطل میں فرق روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگیا' فرمایا:

''فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ''

(پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت)

''بے شک اللہ (معبودِ حقیقی) وہ ہے جو سورج کو مشرق سے طلوع فرماتا ہے اور اگر تو بھی معبودِ حقیقی ہے تو پھر''

''فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ''

''تو سورج کو مغرب کی طرف سے طلوع کر۔''

جو سورج مغرب کی طرف سے طلوع کرے:

حضرات محترم!

اس مقام پر جہاں یہ ثابت ہوا کہ اے نمرود یو تمہارا معبود چونکہ مغرب کی طرف سے سورج طلوع نہیں کر سکتا۔

لہٰذا وہ معبودِ حقیقی نہیں ہے وہاں یہ بھی متحقق ہوا کہ مغرب کی طرف سے سورج طلوع کرتے والا معبودِ حقیقی ٹھہرے گا۔

اس لئے اللہ کریم نے حضرت جبریل کو بھیجا اور پیغام دیا کہ اے میرے خلیل یہ اگر آپ کی دلیل کے جواب میں یہ کہے کہ مشرق کی طرف سے تو میں طلوع کرتا ہوں۔ اگر تیرا رب معبودِ حقیقی ہے تو وہ مغرب کی طرف سے طلوع کرے' تو گھبرانا

مت' تم اشارہ کر دینا' بس' اشارہ' کرنا تیرا کام' سورج مغرب کی طرف سے طلوع کرنا میرا کام۔

ہم حضور کو معبود نہیں کہتے:

فقیر کہتا ہے۔ ہمیں مشرک کہنے والو' توجہ کرو' غور سے سنو اور بتاؤ کیا ہم مشرک ہو سکتے ہیں جو اپنے محبوب کو مغرب کی طرف سے سورج طلوع کرتے ہوئے دیکھ کر بھی معبود تسلیم نہیں کرتے۔

حضرت مولا علیؓ کی نماز عصر ادا کروانے کے لئے نبی اکرمؐ نے غروب شدہ سورج کو اشارہ کیا تو وہ مغرب کی طرف سے عصر کے وقت پر نکل آیا۔ اس کے باوجود ہم اس نبی اعظم کو محبوب حقیقی تسلیم کرتے ہیں' معبود حقیقی نہیں۔

حضرت ابر واثی کیا خوب فرماتے ہیں کہ

کچھ سمجھ دے وچ نہیں آوندا اے!
کیہہ میں آپ نوں اے خیر الوریٰ آکھاں

شمس الضحیٰ آکھاں' بدرالدجےٰ آکھاں
کہف الوریٰ یا کہ نور الہدیٰ آکھاں

شرح روکدی اے جے خدا آکھاں
عشق روکدا اے جے جدا آکھاں

اے پر حفظ مراتب مینوں امر دیوے
ابر آپ نوں محبوب خدا آکھاں

لہٰذا ہمارا عقیدہ ہے جو آپ کو خدا کہے' بے ایمان ہے' مشرک ہے' لیکن جو بڑا بھائی اور اپنے جیسا کہے وہ بھی شیطان ہے' کافر ہے' آپ خدا بھی نہیں' بڑے بھائی بھی نہیں' بلکہ آپ کو

؎ مصطفےٰ کہیے مجتبےٰ کہیے!
نہ خدا کہیے نہ جدا کہیے!

نمرود عاجز آ گیا:

سامعین محترم! اب حضرت ابراہم کے دلائل سے نمرود عاجز آ گیا اور مبہوت ہو گیا جیسا کہ فرمایا گیا کہ

''فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ''

پس کافر مبہوت ہو گیا۔ کیونکہ وہ جھوٹا خدا تھا اور ابراہیم علیہ السلام صدیق نبی تھے۔

''اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا''

بس پھر اس صدیق کی صداقت کو نار نمرود میں بھی آزمایا گیا تو

؎ بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق!
عقل تھی محو تماشائے لب بام ابھی!

نار نمرود:

زبردست آگ جلائی گئی' شعلے آسمان سے باتیں کر رہے ہیں' صدیق نبی اس میں کودنے کا ارادہ فرماتا ہے۔ عقل وعشق کا مناظرہ ہو گیا۔

؎ عقل بولی کہ بڑی شئی جان ہے
عشق بولا یار پر قربان ہے

عقل بولی آگ میں جل جائے گا
عشق بولا پر خدا مل جائے گا

؎ عقل بولی آ چلیں بازار میں!
عشق بولا آ چلیں اب نار میں

عقل ہار گئی۔
عشق جیت گیا۔
صدیق نبی نے آگ کو شرف قدم بوسی بخشا' آواز آئی۔

''يَا نَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ'' (پارہ ۱۷ سورۃ' آیت)

''اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا ابراہم پر۔''

جو صدیق ہے اس پر آتش نمرود گلزار ہے۔
یہ واقعہ کسی زمانہ میں بھی ہو' سچائی شرط ہے۔
سچا کبھی اس سے نہ بھاگے گا۔
آگ کبھی اسے نہ جلائے گی۔

حضرت کلیم اللہ پر آگ گلزار:

حضرت کلیم اللہ علیہ السلام سچے تھے' جلتے تنور میں ڈالے گئے شعلے گلزار ہو گئے اور آپ ان انگاروں سے کھیلنے لگے۔

حضرت خلیل اللہ پر آگ گلزار:

حضرت خلیل اللہ سچے تھے' نار نمرود میں ڈالے گئے' شعلے گلزار ہو گئے اور آپ اس آگ کے درمیان ذکر خدا کرنے لگے۔

حضرت عمار پر آگ گلزار:

حضرت عمار سچے تھے۔ آگ میں ڈالے گئے' نبی کریم نے دعا فرمائی' آگ گلزار ہوئی اور وہ اس میں نبی کی نعتیں پڑھنے لگے۔

محمد پناہ ٹوٹانی پر آگ گلزار:

محمد پناہ ٹوٹانی سچا تھا' آگ میں ڈالا گیا' آگ گلزار ہو گئی' وہ اس میں نبی پر درود وسلام پڑھنے لگے۔

Scanned with CamScanner

بد مذہب جل گیا:

اس کا مخالف جھوٹا تھا' منکر شان رسالت تھا' آگ میں گیا جل گیا' آگ کافروں کو جلاتی ہے۔

اللہ فرماتا ہے:

''فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ''

(پارہ ا سورۃ البقرہ آیت)

''ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے' تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے۔''

لاڑکانہ کا واقعہ اخبارات میں چھپ چکا ہے۔ ہر کس و ناکس نے پڑھ لیا ہے' سچوں کو آگ نہیں جلایا کرتی۔

حضرت اعظم چشتی فرماتے ہیں۔

جیہڑا خادم غوث جلی دا اوہنوں کوئی لتاڑ نہیں سکدا
نام لیوا جیہڑا ہندولی دا اوہنوں کوئی وگاڑ نہیں سکدا
جس گلشن نوں علی وساوے اوہنوں کوئی اجاڑ نہیں سکدا
اعظم جس تن عشق نبی دا اوہنوں دوزخ ساڑ نہیں سکدا

اور

دوزخ وچہ کوئی کافر جائے یا کوئی منافق جاوے
یا جاوے بے ادب نبی دا جیہڑا اسدی شان گھٹاوے
یا جاوے کوئی ظالم جابر جیہڑا کسے دا دل دکھاوے
اعظم نہ کافر نہ بے ادب نبی دامینوں کیہڑی آگ جلاوے

نسبت صادقین:

حضرات سامعین! آگ کا کام ہے جلانا اس کی فطرت میں قدرت نے وصف

سوز رکھا ہے اور جب ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈال دیئے گئے ہوں گے اور اللہ نے فرمایا ہوگا نہ جلانا۔ تو آگ نے عرض کیا ہوگا۔ مجھے تو اے خداوندا تو نے جلانے کے لئے بنایا ہے' تو میں کیوں نہ جلاؤں؟

اچھا چلو ابراہیم کو نہیں جلاتی اس کا لباس' اس کے نعلین پاک جلا دوں' آواز آئی خبردار' خبردار۔

دیکھ اے آگ ذرا میرا خرمن نہ جلے!
ساری دنیا کو جلا یار کا دامن نہ جلے!

اگر میرے یار کی نسبت والے کپڑے' نعلین مبارک جل گئے تو قیامت تک منکروں کو دلیل مل جائے گی کہ نسبت کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں دنیا کو بتانا چاہتا ہوں سچے تو ہیں ہی سچے' جو سچوں سے نسبت رکھے آگ اسے بھی جلا سکتی نہیں۔

آگ جلتی بھی رہی' شعلے اٹھتے بھی رہے' نہ ابراہیم جلے نہ ان کا لباس' نہ ان کے نعلین مبارک' کیونکہ

''اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا''

وہ صدیق نبی تھا' وہ سچا تھا۔

فرمایا: اے آگ ٹھنڈی بھی ہو اور

''سَلَامٌ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ''

جب میرا خلیل تیرے دامن میں آئے تو اس پر سلام پڑھنا کہنا۔

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا خلیل سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

حضرات گرامی:

اللہ فرماتا ہے:

ذکر کیجیے! یاد منایئے حضرت ابراہیم کے واقعات کی، کیونکہ وہ صدیق نبی تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں کی یاد منانے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ o

دوسرا خطبہ

وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ

ذبح عظیم

اور ہم نے فدیہ دیا اس کے بدلہ میں ذبح عظیم کا

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر!
معنی ذبح عظیم آمد پسر!

(اقبال مرحوم)

Scanned with CamScanner

خطبہ:

"حامداً ومصلیاً" اَمّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ

وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِىْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضرات سامعین!

آج کا خطبہ جمعۃ المبارک بھی سابقہ خطبہ جمعۃ المبارک کا لاحقہ تصور فرمایئے'

گزشتہ سے پیوستہ'

صدیق وخلیل:

حضرت ابراہیم علیہ السلام
صدیق بھی ہیں اور خلیل بھی

ارشاد باری ہے کہ

''وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا'' (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۲۵)

''اور بنالیا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل۔''

اور فرمایا:

''اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا'' (پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۴۱)

''بے شک وہ بڑے راستباز نبی تھے۔''

مفہوم صدیق:

صدیق کا معنی ہے بہت سچا' سچائی میں کامل' عمل سے اپنی بات کو سچ کر دکھانے والا۔ (مصباح اللغات صفحہ ۴۶۴)

حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے ہر دعویٰ کو اپنے عمل سے سچا کر دکھایا۔

حتیٰ کہ سچائی کے اثبات کے لئے نار نمرود بھی مانع نہ ہو سکی' اور

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل تھی محو تماشائے لب بام ابھی!

میاں صاحب فرماتے ہیں:

عشق چنگا پر اوکھے پینڈے
مرد ہووے دکھ جھلے!

واٹ چلے دکھ پاون ویلے
اے پر دم نہ ٹھلے!!

خلت ثبوت صداقت:

خلیل ہونا بھی صدیق ہونے کا ہی ثبوت ہے۔ کیونکہ انسان اگر دعویٰ عشق الٰہی میں سچا ہوگا تو اسے خدا کا دوست (خلیل) کہا جائے گا۔

اگر یار کی خاطر ہر مصیبت کو فرحت کے ساتھ گلے لگائے اور سچا عاشق ہونے کا ثبوت دے تو اسے خلیل کہا جاتا ہے۔

ملاحظہ ہو خلیل کسے کہتے ہیں۔

مفہوم خلیل:

اَلْخَلِيْلُ' خال دوست (مصباح اللغات صفحہ ۲۱۳)

لفظ خلیل کی تحقیق کرتے ہوئے صاحب منار لکھتے ہیں کہ

Scanned with CamScanner

خلیل کا لفظ اس حبیب اور محب پر بولا جاتا ہے جس کے دل میں اپنے محبوب کی محبت یوں بس جائے کہ کسی غیر کی محبت کی گنجائش تک نہ رہے۔

خلۃ اس محبت کو کہتے ہیں جو نفس میں رچ جائے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے کہ

''قَدْ تَخَلَّلْتَ مَسْلِكَ الرُّوْحِ مِنِّیْ''

''وَبِہٖ سُمِّیَ الْخَلِیْلُ خَلِیْلًا''

''اے محبوب! جہاں میری روح ہے تیرا عشق وہاں سما گیا ہے' اسی وجہ سے تو خلیل کو خلیل کہا جاتا ہے۔'' (تفسیر ضیاء القرآن' جلد اول صفحہ ۳۹۸' ۳۹۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صداقت وخلت کو نہایت باریکیوں سے پرکھا گیا' اور آزمایا گیا کہ آیا ابراہیم علیہ السلام اپنی خلت میں صدیق بھی ہیں یا کہ نہیں؟

اور اس آزمائش وابتلاء کا ذکر قرآن کریم میں یوں فرمایا گیا۔

''وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ'' (پارہ نمبر۱ سورۃ البقرہ آیت ۱۲۴)

''اور یاد کیجیے (اے محبوب) جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں سے۔''

بچپن میں والدین سے جدا کیا اور غار میں اکیلا رکھ کر آزمایا:

میرے عشق میں سچا ہے یا نہیں؟

دشمنوں کے نرغہ میں اکیلے کو رکھ کر آزمایا' میرے عشق میں سچا ہے یا نہیں؟

نمرود کے شاہی دربار میں حق کی خاطر آواز بلند کروا کے ازمایا۔ میرے عشق میں سچا ہے یا نہیں؟

نارِ نمرود میں پھینکوا کر آزمایا۔

میرے عشق میں سچا ہے یا نہیں؟

وطن چھڑوا کر اور ہجرت کروا کر آزمایا۔

میرے عشق میں سچا ہے یا نہیں؟

بیوی بچے جدا کروا کر' انہیں جنگل میں تنہا چھڑوا کر آزمایا۔

میرے عشق میں سچا ہے یا نہیں؟

جوان بیٹے کے گلے پر چھری رکھوا کر آزمایا۔

میرے عشق میں سچا ہے یا نہیں؟

جان' مال' اولاد' وطن کی قربانی لے کر آزمایا۔

میرے عشق میں سچا ہے یا نہیں؟

تو یا اللہ پھر بتا۔

اتنی آزمائشوں' ابتلاؤں' مصیبتوں' امتحانات میں تو نے انہیں کیسا پایا۔

فرمایا: ''فَاَتَمَّھُنَّ''

میرا خلیل' میرا صدیق' میرا یار انہیں پورے طور پر بجا لایا یعنی ہر حکم کی تعمیل کر کے عملاً صدیق ہونے کا ثبوت دیا تو پھر ہم نے اسے خلیل بھی بنایا اور نسل انسانی کا پیشوا بھی۔

''قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا'' (پارہ نمبر۱ سورۃ البقرہ آیت ۱۲۴)

''اللہ نے فرمایا: بے شک میں بنانے والا ہوں' تمہیں تمام انسانوں کا پیشوا۔''

قیامت تک کی نسل انسانی کا امام حتیٰ کہ اپنے حبیب کی معرفت ہمیں بھی حکم فرما دیا کہ

''قُلْ صَدَقَ اللّٰہُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا''

(پارہ نمبر۴ سورۃ آل عمران آیت ۹۵)

''آپ فرما دیجیے: سچ فرمایا: اللہ نے پس پیروی کرو تم ملت ابراہیم کی جو ہر باطل سے الگ تھلگ تھے۔''

یعنی فرمایا: اے عشق الٰہی کے دعویدارو۔

اگر تم اپنے دعویٰ میں صدیق ہو تو پھر اسوۂ ابراہیمی کے مطابق اس کا ثبوت

Scanned with CamScanner

پیش کرو۔ اور اگر تم ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کرتے ہوئے عشق الٰہی کا ثبوت دیتے ہوئے آگ میں کود جاؤ گے' تو بعید نہیں کہ میں اپنی سنت کے مطابق آگ کو گلزار بنادوں۔

بقول اقبال:

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

اور اگر تم آج بھی اصحاب بدر کی طرح پیاسے' بھوکے میدان کارزار میں نکل آؤ تو میں تمہاری نصرت کے لئے ملائکہ نازل فرمادوں'

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو!
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

حضرات محترم! عرض یہ کر رہا تھا' حضرت سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ ہر آزمائش میں پورے نکلے' غور کیجئے' انسان کو اپنی زیست مستعار میں چار چیزیں انتہائی عزیز ہوتی ہیں۔

چار عزیز ترین اشیاء:

جان' مال' اولاد اور وطن یہ چار چیزیں ایسی ہیں' جنہیں ہر انسان اپنی زندگی کا سرمایہ تصور کرتا ہے۔

خصوصاً مال اور اولاد کے متعلق تو اللہ نے فرمایا:

''اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا'' (پارہ ۱۵ سورۃ الکہف آیت نمبر ۴۶)

''مال و فرزند دنیاوی زندگی کی زیب و زینت ہیں۔''

حضرات گرامی!

مال و اولاد کی خواہش کس کے دل میں نہیں ہوتی۔ ان کے ہونے سے کون خوش نہیں ہوتا۔ اگر ان میں سے کوئی چیز نہ ہو تو زندگی کتنی بے مزہ اور بے کیف ہو جاتی ہے۔

ان میں سے بھی اولاد کو ترجیح دی جاتی ہے کیونکہ اولاد کی خاطر انسان مال قربان کر دیتا ہے۔

وطن قربان کر دیتا ہے مگر حضرت خلیل اللہ نے اس اولاد کو بھی اپنے یار پر قربان فرمادیا۔

جان بھی اس پر نثار کر دی۔

جان کی قربانی:

پورا ماہ چخہ کے لئے ایندھن جمع ہوتا رہا' ہر بڑا چھوٹا' مرد عورت' بوڑھا جوان اپنی ہمت کے مطابق اس میدان میں لکڑیاں ڈالتا رہا تا کہ اس کے باطل معبود سے اس سے خوش ہو جائیں۔ آگ جلی تو اس کے شعلے اس قدر بلند کہ ایک میل اوپر کوئی پرندہ اڑتا تو ان شعلوں سے جھلس جاتا' یار کی آواز آئی۔

اے ابراہیم علیہ السلام!

اے میرے خلیل! یہ لوگ اپنے جھوٹے خداؤں کی رضا کے لئے اپنی اپنی بساط کے مطابق قربانی دے رہے ہیں اور میں تو تیرا سچا خدا ہوں' بتا تیرا کیا پروگرام ہے؟

عرض کیا جو تیرا پروگرام ہے وہی میرا پروگرام ہے۔

فرمایا: میں چاہتا ہوں۔

آج سچ اور جھوٹ نکھر کر سامنے آجائے۔

آج حق اور باطل میں امتیاز ہو جائے۔

آج پتہ چل جائے خلیل کسے کہتے ہیں اور صدیق کون ہوتا ہے؟

آج دنیا دیکھ لے یار کی خاطر جان کا نذرانہ دینے والے بھی اسی دنیا میں رہتے ہیں۔

یا اللہ! پھر کیا حکم ہے؟

آواز آئی اپنے عشق سے۔

اپنی محبت سے پوچھ اور اسی کے فیصلہ پر عمل کر۔

جبریل آئے: ''هَلْ لَكَ حَاجَةٌ''

ہے کوئی حاجت۔

گرمی عشق کو جوش آیا۔

فرمایا: میں تیرا نہیں اس رب کا خلیل ہوں' یہ کیا عقیدت ہوئی کہ خلیل اللہ کا۔

حاجت جبریل سے؟

نہیں ہرگز نہیں۔

؎ جانتا ہے وہ میرا رب جلیل
آگ میں پڑتا ہے اب اس کا خلیلؑ

اگر میرا معبود' میرا محبوب اور میرا یار اس میں راضی ہے کہ میں چخہ میں چلا جاؤں تو پھر میں اسی کی رضا حاصل کروں گا۔

؎ جیویں وی سوہنا راضی ہووے
توں مرضی دیکھ سجن دی!!
جے توں اپنی مرضی لوڑیں
انج نہیوں گل بن دی!

ادھر پروانہ الوہیت نے آگ میں چھلانگ لگائی۔

ادھر آواز آئی۔

اگر آگ کو گلزار نہ بنادوں تو دوستی کیسی؟

تو نے حق خلت ادا کر دیا۔

اب ہم اپنا حق ادا کریں گے۔

اے آگ ٹھنڈی ہو جا سلامتی کے ساتھ۔

مال کی قربانی:

حضرات محترم!

جس طرح حضرت خلیل اللہ نے جان یار پر قربان کر دی اسی طرح مال بھی قربان کیا۔

بکریوں کا ریوڑ چرا رہے ہیں۔

ایک میٹھی میٹھی آواز نے کانوں میں رس گھولا۔

یار کے نام کی صدا آئی۔

''سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ''

وجد آ گیا' پیاسے کو پانی مل گیا۔

بلبل کو پھول میسر آ گیا۔

پروانے کو چراغ حاصل ہو گیا۔

ابراہیم کو یار کا نام پکارنے والا مل گیا۔

جس محبوب کی خاطر لحہ لحہ گن گن کر گزر رہا تھا۔ اس کا پیغام لانے' ذکر سنانے والا آ گیا۔

؎ اُن ڈُٹھیاں جہدی تا ہنگ دلاں نوں
اتے بن ملیاں جہدی یاری

بن زلفوں جہدا قیدی دو جگ
بن نیناں مست خماری!

بن ہجروں جہدی یاد ستاوے
تے بن صصت خلق بچاری!

یارو اوس دی حمد کی آکھاں
میری حمد اوہدے کس کاری

جب اس معبودِ حقیقی کے اسماء کو سنا، چین وقرار آ گیا، سکون وطمانیت آ گئی۔

فرمایا: اے میرے یار کا نام لینے والے ایک مرتبہ پھر یہ نام سنا۔

اس نے کہا: آدھی بکریاں مجھے دیدو اور نام سن لو۔

فرمایا: لے لو اور ذکرِ یار سنا دو۔

آدھی دیدیں، ذکرِ یار سنا مگر دل نہ بھرا۔ فرمایا: اور سناؤ، کہا: باقی بکریاں بھی دے دو۔ فرمایا: لے لو مگر یار کا ذکر سنا دو، اب بکریوں کا تمام ریوڑ دے چکے مگر کیفیت یہ تھی کہ

کروں تیرے نام پہ جاں فدا
نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا!
کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں!

فرمایا: اور ذکر سناؤ کہا اب کیا دو گے۔ فرمایا: اس ریوڑ کو چرانے کے لئے تمہیں ایک آدمی کی ضرورت تو ہوگی؟ مجھے میرے یار کا ذکر سنایا کرو، میں تمہاری بکریاں چرایا کروں گا۔

وہ فرشتے تھے۔

عرض کرنے لگے، اے خلیل اللہ! مبارک ہو تم امتحان میں کامیاب ہو گئے ہو، ہمیں صرف تمہاری خلت، صداقت، محبت آزمانے کے لئے بھیجا گیا تھا۔

ہم گواہی دیتے ہیں تم واقعی خلیل ہو، تم واقعی صدیق ہو۔

وطن کی قربانی:

نارِ نمرود کے گلزار ہونے کے بعد آپ نے تعمیل ارشاد ربانی فرماتے ہوئے ہجرت کا ارادہ فرمایا:

قرآن پاک فرماتا ہے، آپ نے فرمایا:

''اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَيَهْدِيْنَ'' (پارہ ۲۳ سورۃ صافات آیت ۹۹)

''میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اور وہ مجھے ضرور راہ دے گا۔''

چنانچہ آپ نے اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ اپنے یار کے لئے وطن کو بھی خیر باد کہا اور عازم سفر شام ہو گئے۔ دوران سفر ملک مصر سے جب گزرے تو وہاں کے ظالم وجابر بادشاہ نے حضرت سارہ کو گرفتار کروالیا اور آپ پر دست درازی کی کوشش کی، لیکن جب بھی دست درازی کا ارادہ کرتا اس کے ہاتھ شل ہو جاتے۔

ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حجابات اٹھا دیئے گئے اور وہ یہ معاملات براہ راست ملاحظہ فرماتے رہے۔

شانِ ازواجِ انبیاء:

حضرات محترم! اس مصر کے بادشاہ نے تین مرتبہ یہ سعی مذموم کی تینوں مرتبہ ہاتھ شل ہوا اور معافی مانگنے سے پھر درست ہوتا رہا۔ اس نے حضرت سارہ کو حضرت ہاجرہ کے ساتھ یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ تمہاری طرح کی ہی یہ خاتون ہیں، ان پر بھی دست درازی کی کوشش کروں تو اسی طرح ہاتھ شل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا انہیں بھی اپنے ساتھ ہی لے جایئے۔

یہ گناہ سے محفوظ ہیں:

سامعین مکرم! اس واقعہ سے یہ دلیل کھل کر سامنے آ گئی کہ انبیاء کرام کی ازواج مطہرات کو اللہ تعالیٰ زنا جیسی معصیت سے محفوظ رکھتا ہے اور جو مستقبل میں حرم رسول بننے والی ہو، اس خاتون کو بھی خداوند قدوس اس گناہ کبیرہ سے مامون رکھتا ہے۔

حضرت سارہ زوجہ رسول تھیں اور حضرت ہاجرہ مستقبل میں زوجہ رسول بننے والی تھیں، اللہ تعالیٰ نے دونوں کو اس گناہ عظیم سے محفوظ و مامون فرمایا۔

اب جو لوگ ازواج رسول کریم (علیہ التحیۃ والتسلیم وصلوٰت اللہ

علیہن) کے متعلق ایسا گمان رکھتے ہیں خصوصاً ام المومنین حضرت عائشہ الصدیقہؓ کے
متعلق اس قسم کی یاوہ گوئی ودریدہ دہنی کرتے ہیں' ان کو اس دلیل پر غور کرنا چاہیئے کہ
اگر اللہ اپنے خلیل کی ازواج کو معصیت سے محفوظ رکھتا ہے تو وہ اپنے حبیب کی ازواج
کو کیوں محفوظ نہ رکھے گا' اللہ فرماتا ہے۔

"اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا"

"اللہ تو یہی چاہتا ہے تم سے دور کردے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو اور
تم کو پوری طرح پاک صاف کردے۔"

(پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیان!
آیت تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہل بیت

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں!
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہل بیت!
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت

حضرات محترم!

روایات میں موجود ہے کہ حضرت آسیہ (زوجہ فرعون) بنت مزاحم پر فرعون قادر
نہ ہوا کیونکہ وہ جنت میں زوجہ رسول ہوں گی۔

اسی طرح حضرت زلیخا پر عزیز مصر قادر نہ ہو سکا وہ بعد میں حضرت یوسف علیہ
السلام کی زوجہ ہوئیں۔

لہٰذا یہ عقیدہ درست اور یہ ایمان بجا کہ
اللہ والوں سے منسوب چیز بھی پاکیزہ ہوا کرتی ہے اور اللہ اسے ہر دور میں

پاک رکھتا ہے۔

حضرت ہاجرہ سے نکاح:

حضرت سارہ سلام اللہ علیہا سے حضرت ابراہیم کی کوئی اولاد نہ تھی۔ چنانچہ آپ
نے ان کی ہی خواہش پر حضرت ہاجرہ سے نکاح کیا اور خدا سے فرزند صالح کی دعا کی۔

"رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ" (پارہ ۲۳ سورۃ صافات آیت ۱۰۰)

یا اللہ! مجھے صالحین میں سے ایک صالح فرزند عطا فرما' اللہ کریم نے فوراً اپنے
خلیل کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور فرمایا:

"فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ" (پارہ ۲۳ سورۃ صافات آیت ۱۰۱)

فرزند صالح:

ہم نے انہیں حلیم الطبع فرزند کی خوشخبری دی' حضرت ہاجرہ کے بطن اقدس سے
حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔

جناب ہاجرہ تھیں دوسری بیوی پیغمبر کی
ملا فرزند اسماعیل انہیں خوبی مقدر کی!

ہوا سارہ کو رشک اس بات سے دل میں ملال آیا
نکل جائے یہاں سے ہاجرہ بس یہ خیال آیا

قصہ مختصر!

عظیم باپ کی طرح یہ عظیم فرزند بھی جنگل میں تنہا چھوڑ دیا گیا۔ فرق یہ تھا کہ
حضرت اسماعیل کے ساتھ ان کی والدہ حضرت ہاجرہ بھی موجود تھیں۔

حضرت ابراہیم کی دعا:

بے آب وگیاہ جنگل' پانی کا نام نشان نہ تھا' قریب کوئی آبادی بھی نہ تھی'
خوراک کا کوئی انتظام نہیں تھا۔

Scanned with CamScanner

سامنے پہاڑیاں تھیں۔

گرمی کی شدت تھی۔

بچے کی پیاس کی وجہ سے ماں کی ممتا تڑپ رہی تھی۔

حضرت ابراہیم نے اس امتحان کو بھی بحسن وخوبی سرانجام دیا۔ اور بوقت سحر اٹھ کر بارگاہ خداوندی میں التجا کی۔

بوقت سحر ابراہیم نے اٹھ کر دعا مانگی!
سکون قلب مانگا خوئے تسلیم و رضا مانگی!

بشارت تیری سچی ہے تیرا وعدہ بھی سچا ہے
لے اب تو ہی محافظ ہے یہ بیوی ہے یہ بچہ ہے

الٰہی عمل کو میں تابع ارشاد کرتا ہوں!
میں بیوی اور بچے کو یہیں آباد کرتا ہوں

اسی سنسان وادی میں انہیں روزی کا سامان دے
اسی بے برگ وسامانی کو شان صد بہاراں دے

اسی وادی میں تیرا ہادی موعود ہو پیدا
کرے دنیا کو جو تیرے فقط اک نام سے شیدا

الٰہی نسل اسماعیل بڑھ کر قوم ہو جائے
یہ قوم اک روز پابند صلوٰۃ وصوم ہو جائے

اے خداوند کریم! محض تیری رضا کے لئے' حضرت ہاجرہ واسماعیل کو اس بے آب ودانہ جنگل اور سنسان بیابان میں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اب تو ہی ان کا محافظ ونگہبان ہے۔

آواز آئی! مت گھبراؤ' چھوڑ جاؤ۔

چھوڑ کر جانا' تمہارا کام ہے۔

دوبارہ تمہیں ملانا ہمارا کام ہے۔

اب کیا عالم تھا۔

یہاں صحرا ہی صحرا تھا چٹانیں ہی چٹانیں تھیں
جناب ہاجرہ تھیں اور یہ بچہ دو ہی جانیں تھیں

چشمہ آب زمزم:

صحرا کے پتھر سورج کی تپش سے تپتے ہیں تو گرمی اور شدت اختیار کرتی ہے۔ گرمی شدید ہوتی ہے تو یہ ننھا معصوم بچہ شدت پیاس سے ایڑیاں زمیں پر مارتا ہے' روتا ہے' بلبلاتا ہے' ماں یہ منظر دیکھتی ہے تو کلیجہ تھام کر پانی تلاش کرنے دوڑ نکلتی ہے' عجیب وغریب منظر ہے' دور دور تک دوڑتی ہیں' پانی نہیں ملتا پھر معاً خیال آتا ہے کہیں کوئی جنگل کا درندہ بچے کو چیر پھاڑ نہ کر جائے۔

اس خیال سے واپس دوڑتی ہیں' واپس پہنچتی ہیں تو بچے کی پیاس پھر تلاش آب میں دوبارہ دوڑاتی ہے۔ اسی طرح سات چکر لگائے اور

پلٹ آئیں تو دیکھا دور سے بچہ تڑپتا ہے!
کہ جس پتھر کے سائے میں لٹایا تھا وہ تپتا ہے

رگڑتے ایڑیاں دیکھا زمیں پر اپنے بچے کو!
پکارا ہاجرہ نے کانپ کر اللہ سچے کو!

قریب آئیں تو قدرت خداوندی اور معجزۂ اسماعیلی کا حیرت انگیز نظارہ نظر آیا۔

قریب آئیں تو پر کھولے ہوئے جبریلؑ کو پایا
انگوٹھا چوستے سائے میں اسماعیلؑ کو پایا!

Scanned with CamScanner

ٹھٹھک کر رہ گئیں اک اور نظارہ نظر آیا!
قریب پائے اسماعیلؑ فوارہ نظر آیا!

جہاں پر ایڑیاں بچے نے رگڑی تھیں بلا جاری
ہوا تھا چشمہ آبِ سرد و شیریں کا وہاں جاری

حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا نے اللہ کریم کا شکریہ ادا کیا' اور پھیلتے ہوئے پانی کو فرمایا:

''زم زم'' ٹھہر' ٹھہر

سرکارِ دو عالمؐ فرماتے ہیں: اگر سیدہ ہاجرہ ایسے نہ فرماتیں تو یہ چشمہ پوری دنیا میں پھیل جاتا اور ساری کائنات کو سیراب کرتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب:

حضرات محترم! جب یہی شہزادہ یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام جوانی کی حدود کو چھونے لگے تو حضرت ابراہم نے خواب دیکھا کہ وہ اپنے اس نورِ نظر لختِ جگر کو ذبح فرما رہے ہیں۔

اب یہ چودھویں صدی کے کسی ملاں کا خواب نہیں تھا' یہ نبی کا خواب تھا' جو وحی الٰہی ہوتا ہے۔

نبی کو اپنے جیسا کہنے والو! تمہیں اگر اس قسم کا خواب آئے تو شیطانی' نبی کا یہ خواب رحمانی۔

تمہیں ایسا خواب دیکھ کر عمل کرنا گناہ عظیم۔
نبی کا خواب پر عمل کرنا بشارت ذبح عظیم' جب بیدار ہوئے۔
اب ایک طرف خواب ہے اور ایک طرف شہزادہ کی صورت۔
وہ شہزادہ جو بڑی منتوں' مرادوں اور دعاؤں سے ملا تھا۔
وہ شہزادہ جو اپنے حسن و جمال میں لاثانی ولافانی تھا۔

وہ شہزادہ جس کی پیشانی میں نورِ مصطفوی کے جلوے عیاں تھے۔
وہ شہزادہ جس کی نسل پاک سے خاتم الانبیاء کی جلوہ گری ہونی تھی۔

مگر خلیل نے ان تمام باتوں کو ایک طرف رکھا اور شہزادے کو بارگاہ صمدی میں پیش کر دیا تاکہ پتہ چل جائے یار کی عظمت و عزت اس کا مقام میرے دل میں اولاد سے بھی زیادہ ہے۔

اس نے بھی یہی امتحان لینا چاہا' یہی پرکھنا چاہا کہ میرے خلیل کے دل میں اولاد کی محبت زیادہ ہے یا میری مگر خلیل نے ثابت کر دیا میں یار کے اشارۂ ابرو پر بیٹے کی گردن پر چھری رکھ سکتا ہوں اور اسے یار پر قربان کر سکتا ہوں۔

اولاد کی قربانی:

حضرات سامعین! اللہ فرماتا ہے۔

''فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ''

جب وہ شہزادہ حد سعی کو پہنچا تو آپ نے فرمایا:

''يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ''

''اے میرے پیارے بیٹے میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے تجھے ذبح کر رہا ہوں۔''

پدر بولا کہ بیٹا آج میں نے خواب دیکھا ہے!
کتاب زندگی کا ایک نرالا باب دیکھا ہے

یہ دیکھا ہے کہ میں خود آپ تجھ کو ذبح کرتا ہوں
خدا کے نام سے تیرے لہو میں ہاتھ بھرتا ہوں

بیٹا بتاؤ' کیا خیال ہے؟

اے میرے بیٹے۔ ''فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى''

Scanned with CamScanner

بتا تیرا کیا خیال ہے' کیا پروگرام ہے؟

ہوتا کوئی پاکستانی ملاں کا بیٹا' کسی چودھری کا لڑکا' کسی دنیا دار کا بچہ تو کہتا' چھوڑیے خواب ہی تو ہے' آپ کا وہم ہے جانے دیں۔ مگر وہ نبی کا بیٹا نبی تھا' عرض کیا۔

جلدی فرمایئے:

''یٰاَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ''

(پارہ ۲۳ سورۃ صافات آیت ۱۰۲)

اے ابا جان! (جلدی) کیجئے جس کا آپ کو امر دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنیوالوں میں سے پائیں گے۔

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمان باری پر!
زمین وآسماں حیراں تھے اس طاعت گزاری پر!

ہوئے اب ہر طرح تیار دونوں باپ اور بیٹا
چھری اس نے سنبھالی اور یہ جھٹ قدموں میں آلیٹا

قرآن کریم فرمایا ہے:

''فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ''(پارہ ۲۳ سورۃ صافات آیت ۱۰۳)

پھر جب دونوں نے تسلیم کیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹالیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وصیتیں:

حضرت اسماعیل نے عرض کیا' ابا جان میری وصیتیں پوری فرما دینا۔

میری والدہ کو میرا سلام کہہ دینا' اور کہنا تیرا بیٹا میزبان کو پسند آ گیا' میرا خون سے بھیگا ہوا کرتہ میری والدہ کے روبرو نہ لے جانا' میرے ہاتھ پاؤں باندھ لینا' مجھے پیشانی کے بل لٹا کر ذبح فرمانا تا کہ میں سجدے کی حالت میں اپنے رب کے

حضور لبیک کہوں' اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لینا تا کہ میری محبت اور آپ کی شفقت پدری غالب نہ آ جائے۔

چھری حلقوم ناز پر:

آپ نے پیشانی کے بل لٹایا اور چھری اچھی طرح پتھر پر رگڑ کر حلقوم نازک پر رکھدی' چھری کو زور سے چلایا مگر چھری چلتی تو رہی لیکن ایک رونگٹا بھی نہ کاٹا' پھر پتھر پر رگڑ کر اچھی طرح تیز فرمائی اور گلوئے اسماعیل علیہ السلام پر پورے زور سے ستر مرتبہ چلائی مگر

رب فرمایا اوس دہاڑے ستر وار چھری نوں
ختم کریساں جے تو کٹیا اسماعیل نبی نوں!

گریہ خلیلؑ:

بالآخر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور روتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

پچھلی پہرے ایہہ لال دتوئی ہن وھناں ایں یار تماشہ
ایہہ عشق دی منڈی لگی بچڑا آموت دی سیڑھ تے آ جا

چھری نے نہ کاٹا:

جب ستر مرتبہ چلانے کے باوجود چھری نے نہ کاٹا تو زور سے زمین پر اسے دے مارا اور فرمایا' چھری تو جانتی نہیں میں اللہ کا خلیل ہوں تو چھری سے آواز آئی۔

میں جانتی ہوں' پر میں کیا کروں۔

ایک طرف خلیل ہے دوسری طرف جلیل ہے۔

''اَلْخَلِیْلُ یَاْمُرُنِیْ بِالْقَطْعِ وَالْجَلِیْلُ یَنْهَانِیْ''

''خلیل مجھے کاٹنے کا حکم فرماتا ہے اور جلیل اسی سے منع فرماتا ہے۔''

Scanned with CamScanner

صدیق نے سچ کر دکھایا:

اب آپ نے آنکھوں سے پٹی اتاری تو دیکھا کہ اسماعیل علیہ السلام کھڑے مسکرا رہے ہیں اور ان کی جگہ مینڈھا ذبح ہو چکا ہے اور پاس ہی کھڑے ہوئے حضرت جبریل ارشادِ الٰہی سنا رہے ہیں۔

''وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا''

''اے ابراہیمؑ اے صدیق نبیؑ تو نے تو خواب بھی سچ کر دکھایا ہے۔''

میں نے عرض کیا تھا کہ صدیق وہ ہوتا ہے جو اپنے عمل سے اپنی بات کو سچ کر دکھائے۔

اللہ نے فرمایا: میرے خلیل میں نے تو صرف ایسے ہی خواب دکھایا تھا تو نے سچ ہی کر دکھایا۔

اب حیران نہ ہو اور غم نہ کر کہ تیرے بیٹے کی جگہ ہم نے مینڈھا قربان کرالیا ہے' کیونکہ

''اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ' اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ' وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ''

''ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں' حقیقت میں یہ امتحان بھی بڑا تھا اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دے دیا۔''

''وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ'' (پارہ ۲۳ سورۃ صافات آیات نمبر ۱۰۴' ۱۰۵)

''اور ہم نے بعد میں آنیوالوں میں یہ بات ان کے لئے رہنے دی۔''

حضرات گرامی!

ایک عظیم المرتبت پیغمبر کی قربانی کا بدلہ ایک مینڈھے سے کیسے ہو سکتا ہے۔

لہٰذا اس کے بدلے بعد میں آنے والوں سے اس سے بڑھ کر قربانی لی گئی' اور وہ ہے سیّدنا امام حسینؓ اور آپ کے تمام رفقاء کی قربانی۔

ایک عاشق اس فلسفہ کو یوں بیان کرتا ہے۔

اسماعیل نے جھدی بنیاد رکھی سید اوس تے محل اسار دتا
عبدالقادرا صبر دی حد اتے شبیر نے جندرا ای مار دتا

وفدیناہ بذبح عظیم کی عملی تفسیر:

درحقیقت حضرت امام حسین کی قربانی ہی'' وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ '' کی عملی تفسیر ہے جس کی مثال نہ پہلے پیش کی جا سکی اور نہ آئندہ پیش کی جا سکے گی۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُo

تیسرا خطبہ

"اے عثمان اللہ تجھے قمیص پہنائے گا،
تم وہ قمیص نہ اتارنا۔" (الحدیث)

حضرت عثمان غنی

رضی اللہ عنہ

یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ!
حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام
(امام احمد رضا بریلوی)

خطبہ:

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o
"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ" صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضرات گرامی!
جو آیت کریمہ اس وقت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔
اس میں آخری الفاظ سے حضرت عثمان غنی کے فضائل عیاں ہوتے ہیں۔
مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ "رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ" سے مراد حضرت سیّدنا عثمان غنیؓ ہیں کیونکہ آپ انتہائی رحمدل تھے آپ کے متعلق سرکار دو عالمؐ نے بہت سے ارشادات فرمائے جو آپ کی انفرادیت پر دلالت کرتے ہیں۔

حضرت عثمان کے جزوی وانفرادی فضائل:

ابن عساکر نے عبدالرحمٰن المہدی سے بیان کیا کہ وہ فرماتے ہیں۔

"خَصۡلَتَانِ لِعُثۡمَانَ لَیۡسَتَا لِاَبِیۡ بَکۡرٍ وَلَا لِعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ
(۱) صَبۡرُہٗ عَلٰی نَفۡسِہٖ حَتّٰی قُتِلَ
(۲) جَمۡعُہُ النَّاسِ عَلَی الۡمُصۡحَفِ" (الصواعق المحرقہ صفحہ۱۱۲)

"حضرت عثمان غنیؓ میں دو باتیں ایسی تھیں جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں بھی نہ تھیں۔

۱۔ اپنے متعلق اس حد تک صبر کہ قتل ہو گئے۔
۲۔ لوگوں کو قرآن کریم پر جمع کرنا۔
یہ دونوں ان کی انفرادی اور جزوی خصوصیات ہیں۔"

میں نے وحی کے مطابق فرمایا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیقؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَوۡحٰی اِلَیَّ اَنۡ اُزَوِّجَ کَرِیۡمَتَیَّ یَعۡنِیۡ رُقَیَّۃَ وَاُمَّ کَلۡثُوۡمٍ مِنۡ عُثۡمَانَ" (الصواعق المحرقہ صفحہ۱۰۸)

"اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کے ذریعہ فرمایا کہ میں اپنی دو اچھی بیٹیوں یعنی رقیہ اور ام کلثوم کا نکاح عثمان سے کر دوں۔"

یہ بھی آپ کی انفرادی خصوصیت ہے ازل سے لے کر ابد تک اس فضیلت میں آپ کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ کیونکہ کسی نبی کے کسی صحابی کے حصہ میں یہ فضیلت نہ آئی کہ اسے نبی کی دو بیٹیاں نکاح میں آئی ہوں۔

حضرت عثمان کو یہ شرف حاصل ہے کہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں اس لئے آپ کو ذی النورین کہا گیا۔

؎ ہو مبارک تجھ کو ذی النورین جوڑا نور کا
نور کی سرکار سے پایا دوشالا نور کا

جبریلؑ نے اللہ کا پیغام دیا:

جب حضرت رقیہ سلام اللہ علیہا کا انتقال ہوا تو حضرت عثمان غنیؓ مغموم رہنے لگے۔ سرکار دو عالمؐ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کو آپ کی زوجیت میں دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"یَا عُثۡمَانُ ھٰذَا جِبۡرِیۡلُ یُخۡبِرُنِیۡ اِنَّ اللّٰہَ قَدۡ زَوَّجَکَ اُمَّ کُلۡثُوۡمٍ بِمِثۡلِ صَدَاقِ رُقَیَّۃَ وَعَلٰی مِثۡلِ صُحۡبَتِہَا"
(ابن ماجہ بحوالہ الصواعق المحرقہ صفحہ۱۰۹ مطبوعہ ملتان)

اے عثمان! یہ جبریل ہیں جو مجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثوم کو رقیہ کے مہر کے مثل پر تیری زوجیت میں دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ سلوک بھی ویسا ہی کرنا ہوگا۔

یہی حسن سلوک اور حیاء عثمان تھا کہ سرکار نے فرمایا کہ اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو میں عثمان کو بیاہ دیتا اور میں نے وحی آسمانی کے مطابق اس سے بیٹی کی شادی کی ہے۔ (برق سوزاں صفحہ۳۸۰)

اگر میری چالیس بیٹیاں ہوں:

"اَخۡرَجَ ابۡنُ عَسَاکِرٍ عَنۡ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لِعُثۡمَانَ لَوۡ اِنَّ لِیۡ اَرۡبَعِیۡنَ اِبۡنَۃً لَزَوَّجۡتُکَ وَاحِدَۃً بَعۡدَ وَاحِدَۃٍ حَتّٰی لَا تَبۡقٰی مِنۡہُنَّ وَاحِدَۃٌ" (الصواعق المحرقہ صفحہ۱۱۰)

"ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے تمہارے ساتھ بیاہ دیتا۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی۔ یہ آپ کی انفرادی خصوصیت ہے۔"

Scanned with CamScanner

سب سے پہلا مہاجر:

"عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عُثْمَانَ لَاَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ بِاَهْلِهٖ اِلَى اللّٰهِ بَعْدَ لُوْطٍ"

(الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۰۸)

"حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان پہلے آدمی ہیں جنہوں نے خدا کی خاطر اپنے اہل سمیت ہجرت کی۔"

یہ بھی حضرت عثمان غنیؓ کی انفرادی شان ہے۔

حضرت ابراہیم کی مشابہت:

"عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا نُشَبِّهُ عُثْمَانَ بِاَبِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ" (الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۰۸)

"حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم عثمان کو صرف حضرت ابراہیم سے تشبیہ دیتے ہیں۔"

حضرت سیّدنا عثمان غنیؓ حلم وسخا میں اور رحم دلی میں چونکہ حضرت ابراہیم کے مشابہ تھے اس لئے سرکار نے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دی۔

حضور علیہ السلام کے خلیل ورفیق:

"عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِیٍّ خَلِيْلٌ فِیْ اُمَّتِهٖ وَاِنَّ خَلِيْلِیْ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ، وَفِیْ رِوَايَةٍ لِكُلِّ نَبِیٍّ رَفِيْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَرَفِيْقِیْ فِيْهَا عُثْمَانُ"

(الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۰۹)

"حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا۔ ہر نبی کا

اس کی امت میں سے ایک خلیل ہوتا ہے اور میرا خلیل عثمان ابن عفان ہے ایک اور روایت میں فرمایا' جنت میں ہر نبی کا ایک رفیق ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمان ہوگا۔" (برق سوزاں صفحہ ۳۷۷)

بغض عثمان:

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ کی خدمت اقدس میں ایک جنازہ لایا گیا کہ آپ اس پر نماز پڑھیں' مگر آپ نے اس پر نماز نہیں پڑھی۔ (آپ کی خدمت میں) عرض کیا گیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کو کبھی کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے ہوئے نہیں دیکھا تو فرمایا:

"اِنَّهٗ كَانَ يَبْغُضُ عُثْمَانَ فَاَبْغَضَهُ اللّٰهُ" (ترمذی شریف' جلد ثانی صفحہ ۲۱۲)

"یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بغض رکھا۔"

عثمان کا ہاتھ حضور کا ہاتھ:

نبی اکرمؐ عمرہ کے ارادہ سے چودہ سو صحابہ کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور حدیبیہ کے مقام پر آپ نے حضرت عثمان کو مکہ بھیجا اور اپنا سفیر بنایا۔

کافروں نے سمجھا کہ حضور جنگ کے ارادہ سے آئے ہیں' ان کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے سرکار دو عالم نے حضرت عثمان کو فرمایا تم میری طرف سے ان کے ساتھ گفت وشنید کرو اور انہیں بتاؤ کہ ہم عمرہ کرنے کے ارادہ سے آئے ہیں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی مکہ پہنچے اور جب کافروں کو یہ پیغام سنایا تو کافروں نے کہا۔ اس سال تو ہم تمہارے نبی کو عمرہ نہ کرنے دیں گے' البتہ تم اگر چاہو تو عمرہ کر سکتے ہو۔

حضرت عثمان غنی نے فرمایا:

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اپنے محبوب کے بغیر عمرہ کرلوں؟

Scanned with CamScanner

ادھر یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا ہے۔

نبی اکرم نے فرمایا: اے صحابہ آؤ میرے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کرو کہ ہم قصاص عثمان ضرور لیں گے۔

چودہ سو صحابہ نے بیعت کی تو حضورؐ نے فرمایا۔ سب صحابہ نے بیعت کر لی ہے' میرا عثمان موجود نہیں' سنو اور ملاحظہ کرو' آپ نے اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا میں عثمان کی طرف سے بیعت کر رہا ہوں۔ (ترمذی جلد ثانی صفحہ ۲۱۲)

یعنی عثمان کا ہاتھ میرا ہاتھ۔

اللہ فرماتا ہے' یَدُ اللّٰہِ! یہ اللہ کا ہاتھ۔

تو پتہ چلا کہ عثمان کا ہاتھ حضور کا ہاتھ اور حضورؐ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ' پھر عثمان کا ہاتھ بوسیلہ حضور اللہ کا ہاتھ' یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ان اللہ والے ہاتھوں سے جمع قرآن کا فریضہ انجام دلایا۔

؎ اوہدے ہتھ رب اپنے ہتھ آکھے!
ہووے کافر جیہڑا دکھ آکھے!!

کیا منظر ہے:

عثمان کا ہاتھ حضورؐ کا ہاتھ۔

حضورؐ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ۔

حضورؐ کا کلام اللہ کا کلام۔

اللہ کے کلام کا جامع یہی ہاتھ جو حضورؐ کے وسیلہ سے اللہ کا ہاتھ ہے۔

''حضور کو معلوم تھا' ایک دور آئے گا لوگ عظمت قرآن کا بھی انکار کریں گے اور شان عثمان کا بھی۔''

اس لئے ان کا ہاتھ اپنا ہاتھ قرار دیا۔

تا کہ پتہ چل جائے اگر شان قرآن لاریب ہے تو عظمت عثمان بھی لاریب

ہے جو عظمت قرآن کا منکر وہ شان عثمان کا منکر' جو شان عثمان کا منکر وہ عظمت قرآن کا منکر۔

بعض بے وقوف لوگ کہتے ہیں۔

''اگر حضور کو غیب کا علم ہوتا تو حضور اس افواہ پر عثمان کے انتقام کے لئے بیعت کیوں لیتے؟''

میں کہتا ہوں عقل کے اندھو۔

اگر حضور سمجھتے عثمان واقعی شہید ہو گئے ہیں تو ان کی طرف سے بیعت کیوں فرماتے؟

کیا کبھی کسی مردہ سے بھی بیعت لی جاتی ہے؟

دراصل نگاہ نبوت آج سے بیسیوں سال کے بعد اٹھنے والی شورش پر مطلع تھی اور اس فتنہ میں عثمان کا ساتھ دینے پر صحابہ سے بیعت لی جا رہی تھی کیونکہ زبان نبوت سے اعلان ہو چکا تھا کہ ان فتنوں میں عثمان حق پر ہوں گے۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا اور میں وہ احادیث ابھی آپ کے سامنے بیان کروں گا۔

دعوتِ فکر:

میں دعوتِ فکر دیتا ہوں ان لوگوں کو جو آج بھی حضرت عثمان کو حق پر تصور کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں اور طرح طرح کے الزامات آپ پر رکھ کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے ہیں۔

جس کا حق پر ہونا زبان نبوت بیان کرے۔

جس کے ہاتھ کو نبوت اپنا ہاتھ قرار دے۔

جس کے انتقام کے لئے نبوت صحابہ سے بیعت لے۔

اور جو شخصیت جامع القرآن ہو۔

جنت میں نبی کی رفیق ہو۔

دنیا وآخرت میں رسول کی خلیل ہو۔

اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا' اسے موردِ الزام ٹھہرانا' اسے باطل پر گمان کرنا' منافقت نہیں تو اور کیا ہے۔

ایک طرف نبی کا کلمہ پڑھتے ہو' دوسری طرف اسی نبی کے فرامین کا انکار کرتے ہو' پھر اپنے آپ کو مومن بھی کہتے ہو۔

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت!
دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بند قبا دیکھ!

اور

بڑے سیدھے بڑے سادہ کہیں کے!
ذرا دھبے تو دیکھو آستیں کے!!

ایک گروہ کلمہ پڑھ کر سرکار کے فرامین کا منکر ہے اور دوسرا فرقہ نبی مان کر بھی سرکار کے علم غیب کا منکر ہے۔ مذہب' مہذب اہلسنّت وجماعت ان دونوں گمراہوں سے بیزار ہے۔ وہ نبی کو عالم الغیب بھی تسلیم کرتا ہے اور سرکار کے فرامین کو بھی دل وجان سے مانتا ہے۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد کہ دنیا سے مسلمان گیا!

حضرت عثمان نے دو مرتبہ جنت خریدی:

پہلی مرتبہ:

مسجد نبوی شریف کا منبر ہے' نبیوں کا خطیب جلوہ افروز ہے۔ ایک لڑکی روتی ہوئی آئی۔ سرکار رحمت عالمؐ کے دامن سے لپٹ گئی اور اپنا دکھ سنانے لگی۔

یتیماں دی فریاد دکھاں دے دکھڑے
سنے کون تیرے سوا کملی والے

فرمایا بیٹی! کیا بات ہے کیوں روتی ہو؟

عرض کیا: یا رسول اللہ! میں فلاں یہودی کی بیٹی ہوں' میرا باپ فوت ہو چکا ہے' میں غریب ہوں پانی بھرنے آئی تھی کہ اس کنوئیں کے مالک نے پانی نہیں بھرنے دیا۔

سرکار کی چشمان مقدسہ سے موتیوں کی لڑیاں بہہ نکلیں اور اعلان فرمایا' ہے کوئی جنت خریدنے والا؟

''آج جو شخص اس یہودی سے بئر رومہ خریدے گا' محمدؐ اسے نقد جنت الاٹ کر دے گا۔''

حضرت عثمان غنیؓ اٹھے گھر گئے وافر رقم جیب میں ڈالی اور کنویں کے مالک کے پاس چلے گئے اسے فرمایا۔

کنواں بیچو گے' کہا بیچوں گا' فرمایا: کتنی قیمت پر؟

اس نے قیمت چار گنا زیادہ بتائی' آپ نے فوراً اسے قیمت ادا کرتے ہوئے فرمایا۔ لکھ دو میں نے یہ کنواں عثمان کو بیچ دیا۔

اس نے کاغذ قلم تھاما اور مسکرایا' پھر قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا' فرمایا ٹھٹھہ کیوں کرتا ہے؟

کہنے لگا میں اس بات پر ہنستا ہوں کہ ایک روپیہ کی چیز چار روپے میں تم بڑی جلدی اور نہایت خوشی سے خرید رہے ہو۔

فرمایا: تو اس کنویں کی چار گنا قیمت دینے پر ہنس رہا ہے خدا کی قسم میرا محبوب اگر حکم فرمائے کے ساری کائنات خرید لے تو میں ساری کائنات خرید لوں۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا
نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا
کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں!

Scanned with CamScanner

اب وہ تحریر'وہ رجسٹری لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دربار رسالت میں پیش کر دی۔

ادھر حضور علیہ السلام کو یہ رجسٹری ملی ادھر جبریل بھی ایک رجسٹری لے کر آئے اور عرض کیا۔

یا رسول اللہ! عثمان کو خوشخبری دیدو کہ کنواں اس نے خرید کر میرے محبوب کے نام کر دیا اور جنت کا محل میں نے آپ کی معرفت عثمان کے نام کر دیا۔

فرمایا: عثمان یہ لے لو نقد سرٹیفکیٹ جنت کا' میں نے اعلان کیا تھا جو بئر رومہ خرید کر مسلمانوں کو وقف کرے گا' میں اسے جنت الاٹ کر دوں گا۔

لہٰذا یہ نقد الاٹمنٹ وصول کر لو' جبریل لے کر آئے ہیں۔

(اللہ اکبر)

دوسری مرتبہ:

سرکار دو عالمؐ نے جیش العسرت کے لئے چندہ کا اعلان فرمایا! حضرت عبدالرحمٰن بن قباب فرماتے ہیں میں بھی وہاں حاضر تھا۔

حضرت عثمان نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں سو اونٹ مع پالان اور سامان اپنے ذمہ لیتا ہوں۔

یعنی کہ سو اونٹ اللہ کی رضا اور آپ کی خوشنودی کے لئے بمعہ ساز و سامان جیش العسرت کے لئے پیش کرتا ہوں۔

سرکار نے قبول فرمائے اور پھر اعلان فرمایا۔

''ہے کوئی جیش العسرت کے لئے چندہ دینے والا؟''

سیدنا عثمان غنی پھر کھڑے ہو گئے اور عرض کیا۔

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں دو سو اونٹ بمعہ ساز و سامان مزید پیش کرتا ہوں۔

سرکار نے قبول فرمائے اور تیسری مرتبہ پھر اعلان فرمایا۔

آپ نے تیسری مرتبہ پھر عرض کیا۔

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم تین سو اونٹ مزید بمعہ جملہ ساز و سامان کے میری طرف سے قبول فرمایئے۔

یہ سن کر سرکار دو عالم علیہ السلام منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور فرمایا۔

''عثمان کے جرم و گناہ اس کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔''

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۳۵)

امام ترمذی عبدالرحمان بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت جیش العسرۃ کے لئے حضور علیہ السلام نے تیاری فرمائی تو حضرت عثمان گھر گئے اور ایک ہزار دینار لا کر سرکار کی خدمت میں پیش کر دیئے سرکار کی جھولی میں وہ دینار تھے۔

حضور ان دیناروں کو الٹتے پلٹتے جاتے اور فرماتے جاتے۔

آج کے بعد عثمان کو ان کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا۔ آپ نے دو مرتبہ ایسے ہی فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۳۵)

مسجد نبوی کی وسعت:

سرکار دو عالم نے مسجد نبوی کی وسعت کے لئے اعلان فرمایا ہے کوئی آج جنت خریدنے والا آج جو شخص مسجد نبوی کی جگہ خرید کر مجھے دے گا' میں اسے جنت دے دوں گا۔

حضرت عثمان غنی اٹھے جگہ کے مالک کے پاس گئے رقم ادا کی۔

رجسٹری حضور کے نام کروا کر حاضر ہوئے اور پیش کر دی۔

جبریل حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

یا رسول اللہ! آپ بھی عثمان غنی کو فرما دیجیے۔

''مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ'' (مشکوٰۃ شریف)

Scanned with CamScanner

''جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی' اللہ نے اس کا گھر جنت میں بنا دیا۔''

عثمان سے مسجد کی رجسٹری لے لو اور اس کے بدلہ یہ رجسٹری اسے عطا فرما دو'
سرکار نے اپنے اعلان کے مطابق نقد جنت حضرت عثمان کو عطا فرما دی۔

مصائب کا علم:

حضرت سیّدنا عثمان غنیؓ کو اپنے مصائب کا علم تھا' جس پر متعدد احادیث دلالت کرتی ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن فجر کی اذان کے وقت وضو کیا اور اپنے بھائی کو کہا کہ میں رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہوں تم بھی میرے پیچھے آ جاؤ اور میرا ارادہ یہ تھا کہ آج سارا دن سرکار کی غلامی اور آپ کے در دولت کے دربانی میں گزاروں گا۔

اللہ اکبر!

کیا آرزو ہے اور کیا ان کے مقدر کہ انہیں اس دربار کی دربانیاں نصیب ہوئی ہیں۔

محمد اعظم چشتی فرماتے ہیں۔

ہر اک کو میسر کہاں اس در کی غلامی!
اس در کا تو دربان بھی جبریل امین ہے

فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالمؐ ایک باغ میں جلوہ افروز تھے میں آپ کی اجازت سے اس باغ کے دروازہ پر کھڑا ہو کر سرکار کی دربانی کے فرائض سر انجام دینے لگا۔

کسی شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا تو میرے آقا نے ارشاد فرمایا:

''اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ''

''اے ابوموسیٰ دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی بشارت دو۔''

میں نے دروازہ کھولا تو آنے والے حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔

چنانچہ میں نے حسب الحکم ان کو سرکار کی طرف سے جنت کی بشارت دی۔

آپ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے ہوئے سرکار کے قدموں میں حاضر ہو گئے اور میں پھر اپنے فرائض انجام دینے کے لئے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد پھر کسی آنیوالے نے دروازہ پر دستک دی اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔

حضور نے ان کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا:

اے ابوموسیٰ!

''اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ''

''دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری سناؤ۔''

میں نے دروازہ کھولا تو آنیوالے حضرت عمر تھے میں نے حسب الحکم انہیں بھی جنت کی بشارت دی وہ بھی حمد خداوندی فرماتے ہوئے سرکار کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور میں اپنے ڈیوٹی پر کھڑا ہو گیا۔

تیسری مرتبہ پھر دروازہ کھٹکا۔

اب سرکار نے فرمایا: اے ابوموسیٰ۔

''اِفْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیْبُہٗ''

''آنے والے کے لئے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی خوشخبری کے ساتھ ان مصائب سے مطلع کرو جو انہیں پہنچیں گے۔''

حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں۔

میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عثمان تھے۔ حسب الارشاد ان کو جنت کی بشارت اور مصائب کی اطلاع دی۔ انہوں نے پروردگار عالم کی حمد وثناء کرتے ہوئے فرمایا۔

Scanned with CamScanner

"وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ" (بخاری ومسلم)

"یعنی آنیوالی مصیبتوں میں اللہ سے مدد طلب کی جاتی ہے۔"

اللہ تمہیں قمیص پہنائے گا:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ بنت صدیقؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن سرور کائناتؐ نے حضرت عثمان کو فرمایا کہ اے عثمان۔

"اللہ کریم تمہیں ایک قمیص پہنائے گا' اگر لوگ تم سے اس قمیص کے اتارنے کا مطالبہ کریں' تو تم اسے نہ اتارنا۔" (ترمذی' ابن ماجہ)

یہ شخص ہدایت پر ہوگا:

حضرت مرہ بن کعب فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے آنے والے فتنوں کا ذکر فرمایا:

آپ یہ ذکر فرما رہے تھے کہ ایک صاحب سر پر کپڑا ڈالے ہوئے ادھر سے گزرے تو حضور نے فرمایا! یہ شخص اس روز ہدایت پر ہوگا۔

میں حضور سے یہ الفاظ سن کر اٹھا اور اس شخص کی طرف گیا تو دیکھا کہ وہ حضرت عثمان غنیؓ ہیں۔ میں نے سرکار کی طرف ان کا رخ کرتے عرض کیا' کیا یہ شخص ان فتنوں میں ہدایت پر ہوں گے' ارشاد فرمایا: ہاں یہی شخص۔ (ترمذی ابن ماجہ)

یہ شخص ظلماً قتل کیا جائے گا:

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ سرکار ابد قرارؐ نے مستقبل کے فتنوں کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"یہ شخص ان فتنوں میں ظلماً قتل کیا جائے گا اور حضرت عثمان کی طرف اشارہ فرمایا۔" (ترمذی شریف)

ان روایات سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ سیدنا عثمان غنیؓ کو بخوبی اپنی

شہادت کا علم تھا' مگر کمال صبر و رضا ہے کہ کبھی دل پر ملال نہ آیا اور کبھی نہ عرض کیا۔

یارسول اللہ! آپ کی دعا اللہ تعالیٰ کبھی رد نہیں فرماتا' آپ میرے لئے خدا سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے اس ناحق قتل سے محفوظ رکھے۔

معلم اور متعلم:

حضرت سیدنا امام حسین بھی تو اسی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ جہاں معلم عثمان غنی تھے۔ جب معلم نے صبر وتحمل سے کام لیا اور دعا نہ کروائی تو متعلم کیوں بے صبری کرتا اور ایسی دعا کرواتا؟

حضرات محترم!

امام حسین اور حضرت عثمان ایک ہی منزل کے مسافر تھے یہی وجہ ہے کہ دونوں کے واقعات شہادت میں ہم آہنگی موجود ہے کیونکہ عثمان معلم ہے اور حسین متعلم۔

اگر حسین نبی کا نواسہ ہے تو عثمان دوہرا داماد ہے۔

اگر حسین کا پانی تین دن بند رہا ہے تو عثمان کا چالیس دن۔

اگر حسین کا پانی لانے والا عباس علمبردار ہے تو عثمان کا حیدر کرار۔

اگر حسین کا خون زمین کربلا پر آیا ہے تو عثمان کا اللہ کے قرآن پر۔

اگر حسین کربلا کا شہید ہے تو عثمان مدینہ کا شہید۔

اگر حسین کی شہادت کے خطبے نبی نے ارشاد فرمائے۔ تو عثمان کے خطبے بھی ارشاد فرمائے۔

اگر حسین کی زوجہ محترمہ پر ظلم ہوا تو عثمان کی زوجہ محترمہ کی انگلیاں بھی کٹیں۔

اگر حسین کی لاش مبارک بے گور وکفن پڑی رہی تو عثمان کی بھی پڑی رہی۔

اگر حسین کا جنازہ اٹھانے والا کوئی نہ تھا تو عثمان کا بھی کوئی نہ تھا۔

اگر حسین نے کربلا میں اپنی عصمت کے خطبے پڑھے تو عثمان نے مدینہ میں پڑھے۔

Scanned with CamScanner

اگر حسین نے نماز میں قربانی دی تو عثمان نے تلاوت قرآن میں قربانی دی۔

اگر حسین ظلماً شہید کیے گئے تو عثمان بھی ظلماً شہید کیے گئے۔

اگر یہ سب کچھ حقیقت ہے اور یقیناً حقیقت ہے تو پھر کیا وجہ ہے۔

یوم حسین تو منایا جائے اور یوم عثمان نہ منایا جائے؟

اخبارات شہادت حسین پر نمبر شائع کریں۔ مگر شہادت عثمان پر خاموش رہیں۔

ریڈیو ٹی وی پر شہادت حسین کا چرچا تو ہو مگر عثمان غنی کا نام نہ لیا جائے؟

مقرر' ادیب' خطیب' واعظ مجالس شہادت حسین تو برپا کریں' مگر مجالس شہادت عثمان نہ ہوں۔

عوام کا دس محرم کا تو علم ہو مگر اٹھارہ ذوالحجہ یاد نہ ہو؟

افسوس صد افسوس' کہ اہلسنّت وجماعت حنفی بریلوی ہوتے ہوئے مدرسہ مصطفوی کے استاد کی یاد نہ منائی جائے اور شاگرد کی یاد منائی جائے۔ معلم کی قربانی بیان نہ ہو اور متعلم کی قربانی بیان ہو۔

کیا یہ سب کچھ بے علمی کی وجہ سے ہے؟

کیا یہ سب کچھ مسلمانوں کو اندھیرے میں رکھنے کی تحریک ہے؟

کیا یہ سب کچھ عظمت صحابہ کو محو کرنے کا منصوبہ ہے؟

کیا یہ سب کچھ ابن سبا یہودی کے طریقہ پر عمل ہے؟

ان سوالات کا جواب آج نہیں تو کل بر سر محشر عثمان غنی کے آقا و مولا علیہ السلام کے سامنے تو دینا پڑے گا۔

سوچ لو' غور کر لو' جب حشر برپا ہوگا' اور داور محشر تم سے سوال کرے گا تو پھر

جب وہ پوچھیں گے سر محشر بلا کے سامنے
کیا جواب جرم دو گے مصطفےٰ کے سامنے

حضراتِ محترم!

وہاں سب شہداء آئیں گے۔

اپنی اپنی کیفیت کا اظہار فرمائیں گے۔

کوئی فرمائے گا۔

مولا میں وہ ہوں جسے سانپ نے ڈس لیا تھا۔

کوئی فرمائے گا۔

مولا میں وہ ہوں جسے نماز میں قتل کر دیا گیا تھا۔

کوئی فرمائے گا۔

مولا میں وہ ہوں جس کی شہادت پر احد کا میدان گواہ

کوئی کہے گا۔

مولا میں وہ شہید ہوں جس پر زمین بدر گواہ۔

کوئی کہے گا۔

خداوندا میں وہ شہید ہوں جس پر ریگزار کربلا گواہ۔

میرے عثمان فرمائیں گے۔

مولا میں وہ شہید ہوں جس پر تیرا قرآن گواہ' پوچھ لے قرآن سے' کیا میرا خون شہادت' اس نے محفوظ کیا یا نہیں۔

مولوی بولے یا نہ بولے۔

مفتی بولے یا نہ بولے۔

پیر بولے یا نہ بولے۔

مقرر بولے یا نہ بولے۔

خطیب بولے یا نہ بولے۔

واعظ بولے یا نہ بولے۔

قرآن بولے گا' اس کی آیت

Scanned with CamScanner

"فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"

گواہی دے گی۔

"آج بھی میرے سینے پر خون عثمان موجود ہے۔"

میں بطور سند حاضر ہوں مولا' میں حاضر ہوں۔

اللہ فرمائے گا۔

قرآن جا جہاں قرآن کا ٹھکانہ وہاں عثمان کا ٹھکانہ' اللہ اکبر!

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ!

اگر قرآن' اپنے قاری کی شفاعت کرسکتا ہے اور اسے اپنی شفاعت سے جنت میں لیجاسکتا ہے تو اپنے جامع کو کیوں نہیں لیجا سکتا۔

عثمان جامع القرآن ہے۔

"اَلصَّوْمُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

پڑھ کر' اپنے آپ کو قطعی جنتی گمان کرنے والو۔

تمہیں قرآن کس نے دیا۔

اس قرآن کو کس نے جمع کیا اور اس قرآن پر خون کس کا بہا' وہ کیا منظر ہوگا' محشر کے ایک طرف مخدومہ کائنات خون حسین کا تقاضہ فرمائیں گے تو دوسری طرف ہادی کائنات یہ قرآن' جامع القرآن کے خون کا تقاضہ کرے گا۔

میں گزارش کرتا ہوں' غم حسین مناؤ' ڈٹ کر مناؤ' دس دن ہی نہیں ہر لحہ مناؤ' ہر لحظہ مناؤ' مگر غم عثمان بھی مناؤ لوگوں کو بتا دو' حسین بھی برحق تھے' عثمان بھی برحق۔

حسین بھی دین کے محافظ تھے' عثمان بھی محافظ' حسین بھی راہ عشق الٰہی کے مسافر تھے' عثمان بھی اسی راستے پر گامزن۔

کیونکہ ہم اہلسنّت ہیں' اہلسنّت وہی ہیں جو۔

"بَيْنَ الْاَفْرَاطِ وَالتَّفْرِيْطِ' بَيْنَ الْجَبْرِ وَالْقَدْرِ بَيْنَ الرِّفْضِ وَالْخُرُوْجِ"

نہ افراط سے کام لیتے ہیں نہ تفریط سے نہ جبریوں کے ساتھ ہیں' نہ قدریوں کے' نہ رافضی ہیں اور نہ خارجی بلکہ ہمارا عقیدہ ہے۔

صحابہ ہماری اس آنکھ کا نور ہیں' اہل بیت اس آنکھ کا نور۔

اسلام مامحبت خلفاء راشدین
ایمان مامحبت آل محمد است

بقول اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

محاصرۂ قصر خلافت:

حضرات محترم! ظلم اپنے کمال معراج کو پہنچ گیا' ستم کی انتہا ہوگئی' بلوائیوں نے قصر خلافت کا محاصرہ کرلیا اور اعلان کردیا۔

خبردار! اگر عثمان مسجد میں آئے تو شہید کردیئے جائیں گے۔

انتہا ظلم جس شخصیت نے اس مسجد کی جگہ خرید کر محبوب کے نام رجسٹرڈ کروائی' آج وہ اسی مسجد میں جا نہیں سکتا۔

دوسرا اعلان یہ ہوا' خبردار! اگر عثمان مسجد میں نماز پڑھانے یا پڑھنے آئے تو قتل کردیئے جائیں گے۔

کمال عروج ستم' جس مسجد میں یہودیوں کو پناہ ملتی تھی' آج مسلمانوں کا خلیفہ وہاں نہیں جاسکتا۔

تیسرا اعلان ہوا' خبردار اگر کسی نے قصر خلافت میں پانی پہنچایا تو اسے قتل کردیں گے۔

Scanned with CamScanner

شدت ایذا' جس شخص نے بئر رومہ خرید کر مسلمانوں کو پانی تقسیم کیا' آج اس کا پانی بند کر دیا گیا۔

ایک دو نہیں' دس بیس نہیں' چالیس دن پانی بند' کھانا بند' مسجد میں داخلہ بند' قصر خلافت میں کسی کا آنا جانا بند' تلواروں' نیزوں' برچھوں' بھالوں سے لیس باغی' قصر خلافت کے ارد گرد کھڑے ہیں' جونہی امیر المومنین' ذی النورین' جامع القرآن باہر تشریف لائیں انہیں شہید کر دو۔ اور اگر کوئی انہیں پانی پہنچائے' کھانا پہنچائے اسے بھی قتل کر دو۔

امیر المومنین کئی ہفتوں سے بھوکے پیاسے ہیں' کھانے کا انتظام کرنے والا کوئی نہیں' پانی لانے والا کوئی نہیں۔

آپ نے باہر جھانکا اور فرمایا: اے باغیو! کیا تم میں علی ہیں' آواز آئی نہیں' فرمایا کیا تم میں سعد ہیں' جواب آیا نہیں' فرمایا:

ہمیں پانی پلانے والا کوئی نہیں:

''اَلَا اَحَدٌ یَسْقِیْنَا مَاءً'' (نور الابصار صفحہ ۴۷)

کوثر پلانے والے:

نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا: میرے حوض کے چار رکن' چاروں خلفاء کے ہاتھ میں ہوں گے اور وہ حوض سے پانی پلائیں گے۔ عمر' ابوبکر کے مبغض کو' ابوبکر عمر کے مبغض کو پانی نہیں پلائیں گے' عثمان علی کے اور علی عثمان کے مبغض کو پانی نہیں پلائیں گے۔ (نور الابصار مترجم صفحہ ۱۶)

قیامت کے دن حضرت علی سے پانی کی توقع رکھنے والے آج عثمان کا پانی بند کئے ہوئے ہیں اور علی جو انہیں پانی نہیں پلائیں گے خود عثمان کے لئے پانی لا رہے ہیں' اللہ اکبر!

علی پانی لائے:

نور الابصار میں ہے کہ حضرت علی پانی کے تین مشکیزے ساتھ لے کر اپنے غلام کے ساتھ قصر خلافت کے دروازہ تک پہنچے مگر نام نہاد محبانِ علی نے وہ مشکیزے تیروں سے چھلنی چھلنی کر دیئے۔ حضرت علی نے دستار مبارک قصر خلاف میں پھینکتے ہوئے فرمایا۔

''اے عثمان! یہ میری دستار گواہ ہے کہ میں تیرے لئے پانی لایا' مگر ان بدبختوں نے مشکیزہ چھلنی چھلنی کر دیا۔

دیکھنا کل قیامت کو اپنے محبوب سے میری شکایت نہ کر دینا کہ علی نے مجھے پانی نہ پلایا تھا۔''

امیر معاویہ کا قاصد:

امیر معاویہ کا قاصد قصر خلاف میں پہنچا اور پیغام دیا کہ امیر شام نے آپ سے اجازت طلب کی ہے انہیں اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ ان باغیوں سے لڑنے کے لئے فوج بھیجیں' فرمایا میں مدینۃ الرسول میں خونریزی نہیں کروں گا۔

خود خون سے نہانا پسند کر لوں گا مگر مدینہ کی گلیاں خون آلود نہ ہونے دوں گا۔

(الصواعق المحرقہ)

تین باتیں:

حضرت مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ محاصرہ کے دوران میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا آپ عامۃ الناس کے امام ہیں اور جو مصیبت آپ پر نازل ہو چکی ہے آپ اسے دیکھ رہے ہیں میں آپ کے سامنے تین باتیں پیش کرتا ہوں۔

ان میں سے آپ جو بات چاہیں اختیار کر لیں۔

پہلی بات:

پہلی بات کہ آپ باہر نکل کر ان باغیوں کا مقابلہ کریں۔ آپ کے پاس بے شمار

Scanned with CamScanner

افرادی قوت ہے اور آپ حق پر ہیں۔

دوسری بات:

دوسری بات' قصر خلافت کے کسی دوسرے دروازے سے نکل کر اپنی سواری پر بیٹھ کر مکہ روانہ ہو جائیں وہ آپ کے خون کو ہرگز مباح نہ سمجھیں گے' نیز آپ وہاں کے رہنے والے بھی ہیں۔

تیسری بات:

تیسری بات آپ شام چلے جائیں وہ شامی ہیں اور ان میں امیر معاویہ بھی موجود ہیں۔

حضرت عثمان نے تینوں باتیں قبول نہ فرمائیں اور فرمایا:

پہلا جواب:

پہلا جواب' میں باہر نکل کر جنگ ہرگز نہیں کروں گا' میں رسول اللہ علیہ السلام کے بعد خونریزی کرنے والا پہلا جانشین نہیں بننا چاہتا اور پھر میں نے نبی اکرم سے وعدہ کیا ہے جبکہ آپ نے فرمایا:

''اے عثمان! اللہ تمہیں قمیص پہنائے گا' منافق تمہیں اس کے اتارنے کو کہیں گے مگر تم نہ اتارنا اور تم ان سے جنگ بھی نہ کرنا۔''

دوسرا جواب:

دوسرا جواب کہ میں مکہ ہرگز نہ جاؤں گا' میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قریش میں ایک شخص کجروی کر کے مکہ چلا جائے۔ اس پر نصف دنیا کا عذاب ہوگا' میں وہ شخص نہیں بننا چاہتا۔

تیسرا جواب:

میں رسول اللہ کے جوار کو چھوڑ کر ہرگز کہیں نہ جاؤں گا' اور یہیں شہید ہونا پسند

کروں گا۔ (برق سوزاں ترجمہ الصواعق المحرقہ صفحہ ۳۸۴' صفحہ ۳۸۳)

جب بھوک پیاس لگتی ہے:

حضرت علی المرتضیٰ نے پوچھا' اے عثمان کیا پیاس نہیں لگتی اور بھوک بیقرار نہیں کرتی۔

عرض کیا: اے علی! جب بھوک لگتی ہے تو سجدہ میں ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہتا ہوں۔ پیاس لگتی ہے تو قرآن کی تلاوت کرتا ہوں نہ بھوک رہتی ہے نہ پیاس رہتی ہے۔

حضورؐ کا خواب میں تشریف لانا:

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ میں قصر خلافت میں امیر المومنین کو سلام عرض کرنے گیا جبکہ وہ محصور تھے۔ انہوں نے کہا: مرحبا اے میرے بھائی میں نے کہا: اے امیر المومنین

''کاش آپ کی جگہ میں قتل ہو جاؤں تو اس میں مجھے زیادہ خوشی ہوگی۔''

آپ نے فرمایا: آج رات میں نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا' آپ فرما رہے تھے۔

''اے عثمان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی یا رسول اللہ! فرمایا: ان لوگوں نے تمہیں پیاسا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ! پھر آپ نے ڈول لٹکایا' میں نے اس سے پانی پیا' اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں اب بھی محسوس کر رہا ہوں۔''

آپ نے فرمایا:

''اِنْ شِئْتَ اَفْطَرْتَ عِنْدَنَا وَاِنْ شِئْتَ نَصَرْتُ عَلَيْهِمْ فَاخْتَرْتُ الْفِطْرَ'' (نور الابصار صفحہ ۷۶)

''اگر چاہو تو روزہ ہمارے ساتھ افطار کرو اور اگر چاہو تو میں تمہاری مدد

کرتا ہوں' میں نے افطار کو اختیار کیا۔''

حضرات حسنین کا پہرہ:

جب محاصرہ زیادہ سخت ہوا اور باغیوں نے قطعی ارادہ کر لیا کہ اب بہرصورت حضرت عثمان کو شہید کر دیا جائے تو حضرت علی نے اپنے دونوں شہزادوں کو بلایا اور فرمایا: جاؤ اپنی تلواروں کے ساتھ عثمان غنی کا پہرہ دو اور دیکھنا تمہارے ہوتے ہوئے باغی قصر خلافت میں میں داخل نہ ہوسکیں۔

حضرات حسنین کریمین باب قصر خلافت پر پہرہ دینے لگے۔ اسی طرح حضرت طلحۂ اور زبیر کے صاحبزادگان بھی امیر المومنین کی حفاظت پر مامور کر دیئے گئے۔

حضرت عثمان کا خطاب:

بالآخر آپ نے اپنی زوجہ حضرت نائیلہ سے فرمایا، آج وہ قمیص مجھے دے دو جو رسول اللہ نے مجھے عطا فرمائی تھی تا کہ میں اسے پہن کر ان باغیوں سے چند باتیں کر لوں۔ وہ جبہ پہن کر آپ قصر خلافت کی چھت پر آئے اور باغیوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

باغیو' تم جانتے ہو میری رسول اللہ سے کیا قرابت ہے؟ سب نے کہا جانتے ہیں۔

فرمایا: تمہیں یاد ہے کہ رسول اللہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ جو شخص بئر رومہ خریدے وہ جنتی ہوگا تو میں نے چالیس ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا سب نے کہا یاد ہے۔

فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ جو آدمی مسجد نبوی کی جگہ خریدے میں اسے جنت دوں گا' تو میں نے وہ جگہ خرید کر حضور کو ہبہ کر دی تھی۔

سب نے کہا معلوم ہے۔

فرمایا: تم جانتے ہو' جیش العسرت میں میں نے سینکڑوں اونٹ بمعہ پالان

ساز و سامان کے سرکار کی خدمت میں پیش کئے تھے۔ تو سرکار نے فرمایا تھا' آج کے بعد کوئی عمل عثمان ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ سب نے کہا جانتے ہیں۔

فرمایا: پھر نامۂ اعمال سیاہ نہ کرو۔

خوف خدا سے کام لو' آج

تم مجھے اسی مسجد میں نہیں جانے دیتے جس کی جگہ میں نے خریدی تھی' اسی کنویں سے پانی نہیں' لینے دیتے جسے میں نے خرید کر مسلمانوں کو وقف کیا تھا۔ رسول اللہ کے تمام فرامین کو فراموش کئے بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا: جناب تقریر کا وقت نہیں اگر خیریت چاہتے ہو تو مروان کو ہمارے حوالے کر دو۔

آپ نے فرمایا: آج شام روزہ نبی اکرم کے ساتھ افطار ہوگا۔

امام حسین کا خطاب:

سامعین ذی احتشام' اسی معلم کے خطبہ کو اس کے متعلم نے میدان کربلا میں دہرایا اور جس طرح آج عثمان کو خطبہ دیتے ہوئے سنا اسی طرح حضرت امام حسین نے کربلا میں خطبہ ارشاد فرمایا:

امام حسین نے فرمایا: لوگو! تم میں انس موجود ہوں گے' ان سے پوچھ لو کہ نبی اکرم نے کیا میرے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ میں جوانان جنت کا سردار ہوں' جو مجھے جانتا ہے' بہتر ہے۔

جو نہیں جانتا جان لے کہ میں حسین ابن علی ہوں جس کا کلمہ پڑھتے ہو' اس نبی کا نواسہ ہوں' لہٰذا نامہ اعمال سیاہ نہ کرو' خوف خدا سے کام لو' مگر جواب وہی ملا جو عثمان کو ملا تھا۔''

''تقریر کا وقت نہیں ہم یہ سب کچھ جانتے ہیں۔ آپ تقریر نہ کریں' یزید کی بیعت کریں۔''

فرمایا: میں نے تو اتمام حجت کی ہے۔ ورنہ تا قیام قیامت لوگوں کو سبق دینا

Scanned with CamScanner

چاہتا ہوں کہ یاد رکھو۔

چڑھ جائے کٹ کے سر تیرا نیزے کی نوک پر!
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

باغیوں کی طرف سے تیروں کی بارش:

باغیوں نے اپنے پیمانہ صبر کو لبریز ہوتے دیکھا کہ اب دروازوں پر حسنین کریمین موجود ہیں، ہم اپنے منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکیں گے تو انہوں نے تیر اندازی کرنی شروع کی اور بارش کی طرح تیر برسائے جس سے امام حسین زخمی ہوئے اور امام حسن خون سے لت پت ہو گئے۔

اللہ اکبر!

حضرات محترم! نبی اکرم کی تصویریں زخمی ہو گئیں۔

حضرت علی نے فرمایا:

"اَلْحَسَنُ اَشْبَہَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ الصَّدْرِ اِلَی الرَّأْسِ"

"حسن سینہ سے سر تک رسول اللہ کے مشابہ ہیں۔"

"اَلْحُسَیْنُ اَشْبَہَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا کَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ"

"امام حسین کا سینہ سے نیچے کا دھڑ مبارک رسول اللہ سے بالکل مشابہ ہے۔"

حسن مسکرائیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے نبی مسکرائے، حسین چلیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے، رسول اللہ چلے، مگر افسوس آج یہ مسکراہٹیں زخمی ہو گئیں اور یہ چالیں مجروح ہو گئیں۔ ان باغیوں نے انہیں بھی معاف نہ کیا۔ اور سیدھے تیر برساتے رہے۔

تیر قصر خلافت کے اندر تک پہنچے جن سے اندر بیٹھا ہوا مروان بھی زخمی ہوا اور بہت سے آدمی تیروں سے زخمی ہوتے چلے گئے۔ (الصواعق المحرقہ)

باغی اندر چلے گئے:

باغیوں نے دیکھا کہ اب ہم ان دروازوں سے تو اندر جا نہیں سکتے اور حسنین کریمین زخمی ہو گئے ہیں، اگر ابھی حضرت عثمان کو شہید نہ کیا گیا تو حضرات حسنین کو زخمی دیکھ کر کایا ہی پلٹ جائے گی اور پھر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

چنانچہ باغی ایک انصاری کے گھر سے ہوتے ہوئے حضرت عثمان کے قصر خلافت کی چھت پر آئے اور وہاں سے نیچے اترے حضرت عثمان تلاوت کلام اللہ میں مشغول تھے کہ آپ پر حملہ کر دیا گیا۔

اک ظالم نے ماری سلاخ سر تے
دوجا تلوار دے زخم لگاوندا اے

فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ دی آیت اتے
خون حضرت عثمان دا آوندا اے

تیرا خون اساں وصول کیتا
گویا قادر ارشاد فرماوندا اے

سرور قتنیاں دا اوہ باب کھلا
جیہڑا ہون بندتے نہیں آوندا اے

آپ پر حملہ:

آپ پر لوہے کی سلاخ سے وار کیا گیا اور تلوار سونت کر وار کرنے لگے تو حضرت نائلہ نے ہاتھ سے روکا۔ آپ کی انگلیاں کٹ گئیں۔ آپ کے سر مبارک سے خون کا فوارہ نکلا آپ گر گئے اور خون قرآن کریم کی اس آیت پر آیا۔

"فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"

پس انہیں اللہ کافی ہے اور وہ سمیع وعلیم ہے

حضور کا علم غیب:

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے (پہلے ہی) فرما دیا تھا اے عثمان

"تُقْتَلُ وَاَنْتَ مَظْلُوْمٌ وَتَسْقُطُ قَطْرَةٌ مِّنْ دَمِكَ عَلٰى فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ" (نور الابصار صفحہ ۷۵)

"تم ظلماً قتل کئے جاؤ گے اور تمہارے خون کا قطرہ (آیت) فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ پر گرے گا۔"

آپ شہید ہو گئے اور حضرت نائیلہ نے چھت پر آ کر اعلان کر دیا۔

"قَدْ قُتِلَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ"

"امیر المومنین شہید کر دیئے گئے۔"

"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ"

بے گور و کفن لاشہ:

قصر خلافت کے اندر آپ کا جسد اطہر بے گور وکفن تین دن تک پڑا رہا۔ حضرت نائیلہ نے اپنے سر کا دوپٹہ اتار کر آپ کے جسد اطہر کو اس سے ڈھکتے اور روتے ہوئے کہا۔

"اے سرتاج من میں اپنی انگلیاں اور سر کی عزت تیرے قدموں پر قربان کرتی ہوں۔"

جنازہ اٹھاؤ:

باغیوں نے پھر اعلانات کرا دیئے۔

خبردار اگر کسی نے قصر خلافت کا رخ کیا، تکفین وتدفین عثمان کا اہتمام کیا تو اس پر تیر برسا دیئے جائیں گے۔

تین دن تک کسی نے جنازہ نہ اٹھایا تو ام المومنین حضرت ام حبیبہ نے چوک میں کھڑے ہو کر یہ اعلان فرما کر کہا کہ اگر باغیوں نے کسی کو جنازہ نہ اٹھانے دیا تو میں خود عثمان کا جنازہ اٹھانے پر مجبور ہوں گی۔ قصر خلافت کی طرف پیش قدمی فرمائی۔

پتھروں کی بارش کردو:

چار آدمی اور حضرت نائیلہ وحضرت ام حبیبہ نے غسل وکفن کا اہتمام کیا اور جنازہ اٹھایا، تو باغیوں نے پھر یہ اعلان کیا کہ لوگ چھتوں پر چڑھ جائیں اور جنازہ پر پتھراؤ کریں۔ چنانچہ لوگوں نے جنازہ پر پتھروں کی بارش کر دی۔

یہ کس کا جنازہ ہے جس پر پتھر برسائے جا رہے ہیں۔

جامع القرآن کا جنازہ ہے۔

کامل الحیاء والایمان کا جنازہ ہے۔

داماد رسول کا جنازہ ہے۔

امیر المومنین کا جنازہ ہے۔

امام المسلمین کا جنازہ ہے۔

خلیفہ راشد کا جنازہ ہے۔

زاہد وعابد کا جنازہ ہے۔

جنازہ گنبد خضریٰ کے قریب:

جب یہ جنازہ گنبد خضری کے قریب سے گزرا، تو حضرت نائیلہ کی چیخیں نکل گئیں اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! اس عالم میں لوگوں نے

پھولوں والے جنازے بڑے دیکھے ہوں گے!

معطر ومعنبر جنازے بڑے دیکھے ہوں گے۔

Scanned with CamScanner

مگر آج اپنے داماد کا پتھروں والا جنازہ دیکھیئے' ذرا تربت اقدس سے باہر تشریف لائیے اور جنازہ پر پتھروں کی بارش ملاحظہ فرمایئے۔

روضہ رسول سے آواز آئی۔

نائیلہ مت گھبراؤ!

؎ عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
محبوب کے کوچے میں ذرا گھوم کے نکلے

حش کوکب میں مزارِ عثمان:

جنت البقیع کے قبرستان میں حضرت زبیر نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور آپ کو حش کوکب میں حضرت حلیمہ کے جوار میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

گویا کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا:

عثمان' آ میری اماں حلیمہؓ کے جوار رحمت میں آرام فرما ہو جا۔

کل قیامت کے دن' میں اپنے ساتھ ابوبکر و عمر کو لے کر اٹھوں گا اور میری اماں حلیمہ اپنے ساتھ تجھے لیکر اٹھیں گی۔

ان دونوں پر میری رحمت کا اور تجھ پر میری اماں کے دوپٹے کی شفقت کا سایہ ہوگا۔

وہ میرے زیر سایہ جنت میں جائیں گے اور تو میری اماں کے زیر سایہ جنت میں چلے جانا۔

''جنت ان کی بھی ہے اور جنت تیری بھی ہے۔''

اپنے مدفن کا علم:

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے اس حصہ میں تشریف لے گئے جو حش کوکب کہلاتا ہے تو آپ نے وہاں کھڑے ہو کر

ایک جگہ پر فرمایا کہ ''عنقریب یہاں ایک مرد صالح دفن کیا جائے گا۔''

کسی کو کیا معلوم کہ آپ اپنے ہی مدفن کی نشاندہی فرما رہے ہیں۔

لوگ امام الانبیاء کے متعلق یہ بدعقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اپنے بارے میں نہیں جانتے کہ میں کہاں وصال فرماؤں گا اور کس زمین میں آرام فرما ہوں گا۔ مگر یہ علم تو اللہ تعالیٰ نے سرکار کے غلاموں کو عطا فرما رکھا ہے۔

؎ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا۔

چنانچہ آپ کے اس فرمان کے بعد ہی آپ کی شہادت ہوگئی اور باغیوں نے آپ کے جنازہ مبارکہ پر اس قدر ہلڑ بازی کی کہ آپ کو نہ روضہ مبارکہ کے قریب دفن کیا جا سکا اور نہ جنت البقیع کے اس حصہ میں مدفون کئے جا سکے جو کبار صحابہ کا قبرستان تھا بلکہ سب سے دور الگ تھلگ حش کوکب میں آپ سپرد خاک کئے جا سکے جہاں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہاں امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی قبر مبارک بنے گی' کیونکہ اس وقت تک وہاں کوئی قبر نہ تھی۔

(ازالۃ الخفاء مقصد ۲ صفحہ ۲۲۷ بحوالہ کرامات صحابہ نمبر ۴۷)

یہ وہی جگہ تھی جہاں کھڑے ہو کر حضرت امیر المومنین عثمانؓ نے فرمایا تھا کہ یہاں عنقریب ایک مرد صالح دفن ہوگا۔

ایک اور روایت کے مطابق حضور علیہ السلام نے جنت البقیع کی ایک دیوار کے پاس قیام فرما ہو کر حضرت عثمان سے فرمایا: تیر پھینکو: آپ نے تیر کمان سے نکالا تو جہاں تیر جا کر گرا فرمایا یہاں عثمان تیری آخری آرام گاہ ہوگی اور یہ وہی مقام ہے جہاں بعد میں آپ کی قبر بنی۔

سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا:

''اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ'' (ترمذی)

''مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے ملاحظہ فرماتا ہے۔''

Scanned with CamScanner

جہاں فراست نبوی اور فراستِ ولایت جمع ہو جائے وہاں علم کی کیا کیفیت ہوگی۔

حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت اور مدفن کی پیش گوئی حضور نے فرمائی۔

اور حضورؐ کے فرمانے کے مطابق ہی ہوا۔

جو لوگ آپ پر سب دشتم کرتے ہیں وہ دراصل ارشادات نبوت پر یقین نہیں رکھتے۔

اگر ارشادات نبوی کو درست مانیں تو حضرت عثمان کو برحق تسلیم کریں اور جب آپ کو برحق تسلیم کریں تو آپ پر تبرہ بازی نہ کریں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ o

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی تقریباً 300 تصانیف سے ماخوذ
(3663) احادیث و آثار اور (555) افاداتِ رضویہ پر مشتمل علوم و معارف کا گنج گرانمایہ
جامع الاحادیث
مرتب
مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی
صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف
مکمل 10 جلدیں

چوتھا خطبہ

”قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِالْاِثْنَانِ بِعُمَرِ ابْنِ الْخَطَّابِ
اَوْ لِعُمَرِ ابْنِ الْھَشَّامِ“

”یا اللہ! اسلام کو دونوں سے عزت دے یا عمر بن خطاب کے ساتھ یا عمر بن ہشام کے ساتھ۔“

مرادِ مصطفیٰؐ فاروق اعظمؓ

خدا سے مصطفیٰ نے ان کو مانگا
نبی کا مدعا فاروق اعظمؓ

خطبہ

"نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ"
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥
"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ "
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ "

درود شریف:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

حضراتِ محترم!

ذی الحجہ شریف کی آخری تاریخوں میں حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کا یوم شہادت ہے۔ اس لئے آج کے خطبہ جمعہ میں آپ کے فضائل ومحامد اور اگر وقت ملا تو شہادت عرض کی جائے گی۔

جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی ہے اس میں حضرت فاروق اعظمؓ کی اسلامی حمیت، دینی غریت اور مذہبی ولولہ، جوش وخروش کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ
(پارہ ۲۶ سورۃ فتح آیت نمبر ۲۹)

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے صحابہ کافروں پر سخت ہیں۔"

کافروں پر سخت:

متعدد مفسرین کرام جن میں امام کبیر حضرت علامہ فخر الدین رازیؒ بھی شامل ہیں نے اپنی تفاسیر میں ذکر فرمایا کہ

"اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ" سے مراد حضرت سیدنا فاروق اعظم ہیں (رضی اللہ عنہ) ایسا کیوں نہ ہو۔

لقب فاروق:

فاروق کا معنی ہی یہ ہے کہ حق وباطل میں فرق کرنے والا' اور جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ کی وجہ سے علی الاعلان اذان' نماز' تبلیغ ہونے لگی جو پہلے چھپ کر ہوتی تھی۔ اس وجہ سے آ کو فاروق کا لقب عطا کیا گیا۔

مرادِ مصطفیٰؐ:

حضرت فاروق اعظم مرادِ مصطفیٰ ہیں' باقی تمام صحابہ مریدین مصطفیٰ ہیں مرید وہ ہوتا ہے جو چلہ کشی کر کے دعائیں مانگ کے رب سے اس مرشد کو حاصل کرے جو اس کی نظر میں بے مثال ہو اور مراد وہ ہوتی ہے جسے مرشد دعائیں کر کے رب سے حاصل کرے اور وہ مرشد کی نظر میں لاجواب ہو۔ حضرت فاروق اعظم کو حضور علیہ السلام نے دعائیں مانگ کر خدا سے لیا ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ سرکار دو عالمؐ نے دعا فرمائی۔

دعائے مصطفیٰؐ:

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِالْاِثْنَانِ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ اَوْ لِعُمَرَ ابْنِ الْهَشَّامِ (بخاری' مسلم' ترمذی' مشکوٰۃ) (ابن ماجہ صفحہ ۱۱)

Scanned with CamScanner

"یااللہ! عمر بن خطاب اور ابوجہل بن ہشام میں سے جو تجھے پیارا ہو اس سے تو اسلام کو عزت عطا فرما۔"

اور ایک خاص طور پر حضرت فاروق اعظمؓ کے لئے دعا فرمانے کی روایت بھی ہے جسے حاکم نے نقل کیا کہ

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً

"یااللہ! خصوصاً عمر ابن خطاب کو مسلمان فرما کر اسلام کو قوت و عزت عطا فرما۔"

اب یہ کیسے ممکن ہے کہ دعا حضور کی ہو اور مقبول نہ ہو۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد!
(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت انس کیلئے دعا:

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں' نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے لئے دعا فرمائی۔

"اے اللہ تو اس کے مال میں برکت دے' اس کے بال بچے زیادہ کر' اسے لمبی عمر دے اور اسے معاف فرما دے۔"

چنانچہ میں اب تک اپنی پشت سے ایک سو دو آدمی دفن کر چکا ہوں۔ اپنے پوتے نواسے ان کی اولادیں اتنی کثیر ہوئیں کہ ایک سو دو آدمی تو میں خود قبروں میں اتار چکا ہوں۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمدؐ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

عمر طویل اور پھل کثیر:

لوگوں کے باغات پر سال میں ایک دفعہ پھل آتا ہے اور سرکار کی دعا کا صدقہ میرے باغات پر درختوں میں سال کے اندر دو دفعہ پھل آتا ہے پھر میں اپنی طویل عمر اور لمبی زندگی سے خود تنگ آ گیا ہوں اور موت کی تمنا کرتا ہوں۔ (انوار محمدیہ صفحہ ۶۸۱)

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمدؐ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت مالک بن ربیعہ کیلئے دعا:

حضرت مالک بن ربیعہ کے لئے سرکار ابد قرارؐ نے دعا فرمائی۔

"اے اللہ! تو ربیعہ کی اولاد میں برکت دے۔"

خدا نے اسی بیٹے دیئے۔ (ابن عساکر بحوالہ انوار محمدیہ)

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمدؐ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت علی کے لئے دعا:

جنگ خیبر کا موقعہ تھا' آنکھیں دکھ رہی تھیں کہ مولا علی کو سرکار نے یاد فرمایا اور ان کی دکھتی آنکھوں پر لعاب دہن مبارک لگایا اور دعا کی۔

"اے خدا! تو اسے سردی گرمی سے محفوظ رکھ۔"

علی فرماتے ہیں' اس دن کے بعد نہ سردی نہ گرمی محسوس ہوئی اور نہ ہی آشوب چشم کا حملہ ہوا۔ (الخصائص النسائی)

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد!

Scanned with CamScanner

(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور علیہ السلام نے حضرت علی کو یمن میں قاضی بنا کر بھیجا۔ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے فصل مقدمات کا کوئی تجربہ نہیں۔

فرمایا: میرے قریب آؤ میں قریب ہوا تو میرے سینہ پر ہاتھ مبارک رکھ کر دعا فرمائی۔

''اے اللہ! تو اس کے دل کو ہدایت کر اور اس کی زبان ثابت فرما۔''

''علی فرماتے ہیں' اس کے بعد کبھی بھی کسی قسم کا فیصلہ کرتے وقت مجھے کوئی دقت پیش نہ آئی۔'' (ابوداؤد)

؎ اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمدؐ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابوطالب کے لئے دعا:

حضرت ابوطالب بیمار تھے' حضور ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا۔

اے میرے بھتیجے تو جس خدا کی عبادت کرتا ہے اس سے میری شفاء کی دعا مانگ۔

سرکار نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اے خدا میرے چچا کو شفا دے۔

ابو طالبؓ یوں اٹھ کر بیٹھ گئے جیسے کسی نے رسی کھول دی ہو اور کہا بھتیجے یوں محسوس ہوتا ہے کہ

''اِنَّ رَبَّكَ لَيُطِيْعُكَ''

''بے شک تیرا رب تیرا مطیع ہے۔'' (مدارج النبوت)

؎ اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمدؐ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابن عباس کیلئے دعا:

میرے آقا نے حضرت عبداللہ ابن عباس کے لئے دعا فرمائی۔ اے اللہ! ابن عباس کو دین کے نکات سمجھا۔ قرآن کے معانی رموز اور حکمت سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔

''اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتٰبَ''

چنانچہ وہ رئیس المفسرین' بحرالعلوم اور حبر الامت مشہور ہوئے' پہلی تفسیر ابن عباس انہیں کی ہے۔

؎ اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمدؐ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت نالبغہ جعدی کیلئے دعا:

سرکار نے نالبغہ جعدی سے فرمایا: خدا تیرے دانت سلامت رکھے۔ وہ سو سال تک زندہ رہے ان کے دانت آخر تک مضبوط تھے۔ (بیہقی)

حضرت عمرو اخطب کیلئے دعا:

حضرت عمرو اخطب کی ڈاڑھی کا ایک سفید بال ملاحظہ فرما کر فرمایا:

اے اللہ! تو اسے حسن و جمال عطا فرما' وہ تہتر برس کے ہو گئے ڈاڑھی اور سر میں ایک سفید بال بھی نہ آیا۔

ایک یہودی نے حضور علیہ السلام کو اونٹنی کا دودھ دوہ کر پلایا' دعا فرمائی۔

اے خدا اسے حسن دے' چنانچہ اس کے سارے بال سیاہ ہو گئے اور تہتر سال تک سیاہ ہی رہے۔ (ابن ابی شیبہ' امام احمد)

ایسے سینکڑوں واقعات ہیں کہ سرکار نے دعا فرمائی تو۔

؎ اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمدؐ

Scanned with CamScanner

اور

اجابت کا جوڑا عنایت کا سہرا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمدؐ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عمر کے لئے سرکار نے دعا فرمائی۔

یا اللہ عمر کو مسلمان کر دے۔ اسلام کو عمر دے دے' اسلام کو عمر دے دے' آہا آہا!
جس کی دعا قبلے بدلوا دے' اس نے دعا کی' اس نے دعا کی جس کے لبوں پر خدا بولتا ہے۔ اللہ اکبر!

صبح یہی دعا — شام یہی دعا
دوپہر میں یہی دعا — رات یہی دعا
فجر میں یہی دعا — ظہر میں یہی دعا
عصر میں یہی دعا — مغرب میں یہی دعا
عشاء میں یہی دعا۔

یا اللہ عمر دے دے۔
خدایا عمر دے دے' عمر دے دے
تہجد کے وقت ہاتھ اٹھے ہوئے ہیں اور یہی دعا ہو رہی ہے۔
چاشت' اوابین' اشراق کے بعد یہی دعا۔
ایک بے ایمان کہتا ہے کہ
''زعمر خویش بے زارم کہ او نام عمر داردی!''
میں نے کہا: پھر کھالو کیپسول موت کے اور چھوٹ جاؤ عمر سے۔ خدا کا خوف کرو کہ نبی خدا سے عمر مانگ رہا ہے اور تم عمر سے بیزار ہو رہے ہو

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر!
اس خدا دوست حضرت پر لاکھوں سلام

قریش مکہ کے سرداروں کی میٹنگ:

ادھر ابوجہل اینڈ کمپنی نے ایک اجلاس قریش مکہ کے سرداروں کا طلب کیا اور اس میں یہ تقریر کی کہ انتالیس مرد اور اٹھائیس عورتیں محمد کا کلمہ پڑھ چکے ہیں۔ اسلام کو قبول کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے جو ہمارے لئے انتہائی تشویش ناک ہے۔ اس کی روک تھام کے لئے اپنی اپنی تجویزیں دو' اس اجلاس میں بڑے بڑے قد آور سرداران قریش موجود تھے جنہوں نے مختلف تجاویز دیں۔

ایک نے کہا کہ اس کا بہترین حل یہ ہے کہ محمد کو قید کر دیا جائے۔ معاذ اللہ اس طرح وہ اپنی تبلیغ نہ کر سکے گا۔ ابھی اس تجویز پر غور و فکر جاری تھا کہ دوسرا بولا۔

انہیں ملک بدر کر دو' تیسرے نے اس پر جرح کرتے ہوئے کہا: ساتھیو! اگر تم انہیں قید کرو گے تو وہ جیل میں ہی اپنی تبلیغ کریں گے۔ لہٰذا انہیں قید کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

چوتھے نے کہا: اس طرح اگر انہیں ملک بدر کرو گے تو کسی دوسرے ملک میں ان کی تبلیغ جاری ہو جائے گی۔ اس میں بھی ہماری ناکامی ہے' ابھی تجاویز پر غور و خوض جاری تھا کہ ایک آدمی آیا لمبی داڑھی' شلوار ٹخنوں سے اتنی اوپر کہ آدھی آدھی پنڈلیاں ننگی' سر اور مونچھیں منڈھی ہوئی تھیں اور ماتھے پر محراب کا نشان' اسے دیکھ کر سب نے پوچھا تم کون ہو اس نے جواب دیا کہ میں شیخ نجد ہوں اور تمہیں ایسی تجویز دینے آیا ہوں کہ ٹانٹا ہی ختم ہو جائے روز روز کا جھگڑا ہی نبٹ جائے۔

سب نے اس کی بات پر کان دھرے اور سراپا سوال بن کر کہنے لگے' ایسی کون سی تجویز ہے' بابا جی جلدی کیجئے اور ہمیں بتائیے۔

اس نے کہا: میرے بیٹو! بہترین مشورہ یہ ہے کہ تم محمدؐ کو قتل کر دو۔ (معاذ اللہ)
''نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔''
قرآن کریم نے یہ میٹنگ نقل کی ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

Scanned with CamScanner

''وَاِذْ یَمْکُرُبِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْیُخْرِجُوْکَ اَوْیَقْتُلُوْکَ''

(پارہ ۹ سورۃ الانفال آیت نمبر ۳۰)

''اور یاد کیجئے! اے محبوب جب کافر میٹنگ کر رہے تھے کہ آپ کو قید کیا جائے یا ملک بدر کیا جائے' یا قتل کر دیا جائے۔''

ابوجہل نے کہا یہ تجویز درست ہے۔لہٰذا اب تمام قریش مکہ کا اجلاس اس تجویز کو عملی جامعہ پہنانے کے لئے یہ سوچنے لگے کہ یہ کام کون کرے گا۔

سب کی نگاہ انتخاب حضرت عمر پر پڑی کہ عمر جری ہے' بہادر ہے' پہلوان ہے' سینکڑوں کے لئے اکیلا ہی کافی ہے۔لہٰذا یہ کام اسے سونپا جائے' تین سو اونٹ معاوضہ طے ہوگیا اور حضرت عمر کو اس کام کے لئے تیار کرلیا گیا۔

حضرت عمرؓ کو بھیجا گیا:

عمر نے شمشیر برہنہ ہاتھ میں لی اور نکلے بڑے جوش و ولولہ سے ننگی تلوار پکڑے جارہے رہے تھے کہ راستہ میں ایک صحابی سے ٹکراؤ ہوا۔

اس نے پوچھا عمر کدھر؟

کہا: مسلمانوں کے نبی کا سر اتارنے جارہا ہوں۔

اس نے کہا: عمر خبردار' یہ کام بعد میں کرنا' پہلے اپنے گھر کی خبر لو' تمہاری بہن اور بہنوئی اس نبی کا کلمہ پڑھ چکے ہیں' غصہ آ گیا' آنکھیں سرخ ہو گئیں اور سیدھا اپنی ہمشیرہ کے گھر کا رخ کیا اور چل دیئے۔

عمر دروازۂ ہمشیرہ پر:

جب ہمشیرہ کے دروازے پر پہنچے تو اندر سے قرآن پڑھنے کی آواز آئی' غصہ اور تیز ہوگیا' دماغ میں یہ بات آئی کہ غضب ہوگیا' میری بہن اس نبی کی کتاب پڑھ رہی ہے جسے قتل کرنے میں جارہا ہوں۔زور سے تلوار کی نوک دروازہ پر ماری۔

استاد حضرت خباب جو قرآن پڑھا رہے تھے' دروازے پر عمر کو غضبناک دیکھ کر

ایک کونہ میں چھپ گئے۔بہنوئی نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا کہ عمر غصہ میں ہے کہیں معاملہ بگڑ نہ جائے۔ہمشیرہ نے کہا میں خود دروازہ کھولتی ہوں اور دیکھتی ہوں' عمر کا غصہ کیا کرتا ہے۔جس ماں کا دودھ عمر نے پیا ہے اسی کا میں نے پیا ہے۔

ہمشیرہ نے دروازہ کھول دیا:

ہمشیرہ نے دروازہ کھولا اور عمر اندر آئے اور کہا: کیا تم لوگ اپنے آباؤ اجداد کا دین چھوڑ کر اس یتیم کا کلمہ پڑھتے ہو' کہا اس کا دین ہمارے باپ دادا کے دین سے افضل ہے۔

عمر نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ہمشیرہ کو مارنا شروع کر دیا' مار مار کر لہولہان کر دیا اور جب مارتے مارتے تھک گئے تو کہا میں تمہیں کہتا ہوں چھوڑ دو اس یتیم کے دین کو۔

ہمشیرہ کے جذبہ ایمان میں طلاطم آ گیا اور کہا اے عمر تو مجھے مار مار کر میری جان تو لے سکتا ہے لیکن میرے محبوب کا عطا فرمودہ ایمان نہیں لے سکتا۔

بہن بولی عمر مجھ کو اگر تو مار بھی ڈالے!
شکنجوں میں کسے اور بوٹیاں کتوں سے نچوا دے

خدا کے نام سے میں باز ہرگز نہیں رہ سکتی
یہ بت جھوٹے ہیں ان جھوٹوں کو سچا کہہ نہیں سکتی

عمر نے پھر غیض غضب میں گالیاں دینی شروع کر دیں اور کہا کہ عجیب نشہ تم پر سوار ہے تم اپنے باپ دادا کا دین بھی چھوڑ رہی ہو تو فرمایا: عمر!

تو بن کے ترش رو مجھے گالی ہزار دے
یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے!

بہنوئی سامنے آیا تو اسے بھی ڈانٹا اس نے جواب دیا۔

توڑ دے گر تو میری ہڈیاں سبھی!
دامن احمد نہ چھوڑوں گا کبھی!

Scanned with CamScanner

سر کٹے کنبہ مرے اور گھر لٹے
دامن احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے

بالآخر غصہ ٹھنڈا ہوا تو کہا۔

اے ہمشیرہ تم کیا پڑھ رہے تھے ذرا مجھے بھی سناؤ اور وہ کتاب مجھے بھی دو میں پڑھ کر دیکھوں' فرمایا: عمر تم ابھی مشرک ہو اور اس محبوب کے اس قرآن کا فیصلہ ہے۔

"اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ"

(پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۲۸)

"مشرک پلید ہوتے ہیں"

اور اسی کا فرمان ہے کہ

"لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" (پارہ ۲۷ سورۃ الواقعہ آیت ۷۹)

"قرآن کو پاکیزہ لوگ چھوئیں۔"

لہٰذا وہ تمہارے ہاتھ میں نہیں دیا جا سکتا۔

البتہ سنایا جا سکتا ہے۔

اپنے استاد کو بلایا اور قرآن سنانا شروع کر دیا۔

"طٰهٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى"

(پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ آیت ۳،۲،۱)

"طا' ھا' نہیں اتارا ہم نے آپ پر یہ قرآن کہ آپ مشقت میں پڑیں بلکہ یہ نصیحت ہے واسطے اس کے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔"

حضرت محترم ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ" (پارہ ۲۸ سورۂ حشر آیت ۳)

"اگر ہم نے اتارا ہوتا اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو آپ اس کو دیکھتے کہ وہ

جھک جاتا' پاش پاش ہو جاتا' اللہ کے خوف سے۔"

چنانچہ تلاوت قرآن کی تاثیر نے اپنا کام کیا' ادھر قرآن کی تلاوت ہوئی' ادھر حضرت عمر کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ نکلا تو پھر

عمر آکھدا بھین بھنو جڑے نوں
مینوں وچہ دربار دے لے چلو

گلیں گھت رسہ مینوں منہ کالڑے نوں
کول سچی سرکار دے لے چلو

جتھوں لئے نے تساں اے پھل نوری
وچہ اوس گلزار دے لے چلو!

جتھے حق سچ دے سودڑے تلدے نے
وچہ اوس بازار دے لے چلو!

گھروں آیا ساں مار مکاونے نوں
مینوں مار دے مار دے لے چلو!

متاں عمر دی عمر برباد ہووے!
جتھے عمر سوار دے لے چلو!

اے میری بہن!

میں تیری نیکی نہ بھولوں گا' میرے گلے میں پٹکا ڈالو اور مارتے ہوئے مجھے سرکار کے پاس لے جاؤ۔

جتھے عمر سنوار دے لے چلو!

وہاں لے جاؤ جہاں

Scanned with CamScanner

منڈی اور مارکیٹ کا تاجر آئے تو صدیق اکبر بن جائے۔

جہاں لڑکا نوجوان آئے تو مشکل کشا اور حاجت روا بن جائے۔

جتھے عمر سنوار دے لے چلو!

وہاں لے جاؤ۔

اس سرکار کے حضور کہ جس کی قبر انور دیکھ کر انسان جنتی ہو جاتا ہے۔

جتھے عمر سنوار دے لے چلو!

اے قضاء قدر کے فرشتو!

تقدیر کے قلم سے مقدر لکھنے والو! خدارا

جتھے عمر سنوار دے لے چلو!

یہ میں اپنی بات کر گیا ہوں کہ

قسمت میں میری چین سے جینا لکھ دے
ڈوبے نہ کبھی میرا سفینہ لکھ دے

جنت بھی گوارا ہے مگر میرے لئے
اے کاتب تقدیر مدینہ لکھ دے

بس ایک ہی آرزو ہے۔

ایک ہی تمنا ہے۔

ایک ہی درخواست ہے اور ایک ہی چاہت ہے کہ

جتھے عمر سنوار دے لے چلو!
متاں عمر دی عمر برباد ہووے
جتھے عمر سنوار دے لے چلو!

عمر دار ارقم میں:

عمر چلے، پہنچے، دار ارقم

میں سرکار علیہ السلام جلوہ افروز تھے۔

حضرت امیر حمزہؓ نے دیکھا اور کہا۔

اگر عمر نیک ارادہ سے آیا ہے تو بہتر ورنہ آج بچ کے نہ جائے گا۔

سرکار کی بارگاہ میں عمر کی آمد سے مطلع کیا گیا۔

فرمایا: میرے صحابہ تم نہیں جانتے میں تین دن سے دعا کر رہا ہوں۔

یا اللہ عمر دیدے، عمر دیدے، سنو!

کھلونے دے کے بہلایا گیا ہے
یہ خود آیا نہیں لایا گیا ہے!

دعائے مصطفی مستجاب۔

عمر آئے قدموں پر گرے اور عرض کیا۔

آقا! اب جلدی اپنی غلامی میں قبول فرمائیے۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا!
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد!
(صلی اللہ علیہ وسلم)

فرمایا: عمر کس ارادہ سے آئے تھے اور اب کیا کہتے ہو؟

عرض کیا آقا!

سر لینے کے ارادے سے آیا تھا، اب سر دینے کا ارادہ ہے، سر ہی کیا دل دے چکا ہوں۔

سراں دے سودے ہو جاندے
جدوں سردار مل جائے!

تے دل دیناں ای پیدا اے
جدوں دل دار مل جائے!

فرمایا: پھر پڑھو کلمہ شہادت!

ادھر عمر نے کلمہ شہادت پڑھا' صحابہ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔

ادھر جبرئیل آئے اور عرض کیا' آقا:

''لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ'' (ابن ماجہ شریف صفحہ۱۱)

عمر کے مسلمان ہونے پر فرش والے ہی نہیں' عرش والے بھی خوشیاں منا رہے ہیں۔

یہ پہلے جرنیل قریش مکہ تھا اور اب

ایہہ تے جرنیل اے فوج نبیؐ دا
گھلیا ہویا اے رب جلی دا

منگیا ہویا اے میری نبیؐ دا
ہن توں چا ڈسا
ناہیں رب کوں پتہ
ایندے ایمان دا
ہے گذارش میری عاجزانہ
میرے مہربانا
تے رب دے قرآن اتے گل مک گئی!

آیا سوہناں حبیب رباناں
نبی وڈھ شاناں تے رب دے قرآن اتے گل مک گئی

حضرت سامعین!

کتنے بدبخت ہیں وہ لوگ کہ اس عمر کے ایمان کو چیلنج کرتے ہیں جسے نبی نے مانگا اور رب نے عطا فرمایا۔

نبی منگیا عمر نوں رب کولوں
بن ٹھن کے یار آجاندا اے

ہے مرید مشیر مراد نبیؐ
یاراں دا شنگار آ جاندا اے

اے دریدہ دہنو خدا سے پوچھو:

اے شک کرنے والو! حضرت عمر کی شان میں گستاخیاں کرنے والے بے ایمانو دریدہ دہنو' خدا سے پوچھو' کیا اس نے نبی کو ایسے یار عطا فرمائے تھے جیسے تم کہتے ہو۔

اگر وہ ایسے تھے نبی نے مانگے کیوں؟

اگر مانگ ہی لئے تھے تو خدا نے عطا فرمائے کیوں؟

تمہارے ایمان میں شک ہے:

معلوم ہوتا ہے نہ دعائے مصطفےٰ میں شک ہے' نہ عطائے خدا میں شک ہے۔ اگر شک ہے تو کالے چہرے اور کالے لباس والے ان منحوسوں کے ایمان میں شک ہے جن پر جہنم بھی رشک کرتا ہے۔

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

فاروق اعظم:

حضرات سامعین!

ایمان لاتے ہی حضرت عمر نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

فرمایا: کیوں نہیں۔

کیا ہمارا دین سچا نہیں؟

فرمایا کیوں نہیں۔

کیا آپ سچے نبی نہیں؟

فرمایا کیوں نہیں۔

عرض کیا: جب ہم حق پر ہیں' آپ سچے نبی ہیں' دین سچا ہے تو پھر اس کی تبلیغ چھپ کر کیوں' نمازیں چھپ کر کیوں؟

عمر آ گیا ہے۔

اب تبلیغ ڈنکے کی چوٹ پر ہوگی اور نمازیں علی الاعلان ادا ہوں گی۔

حضرت عمر کا اعلان:

دو قطاریں دار ارقم سے نکلیں' ایک کے آگے امیر حمزہ اور دوسری کے آگے حضرت عمر مکہ کے بازاروں میں اعلان ہوگیا۔

اے قریشیو! مکہ کے سردارو' آؤ عمر مسلمان ہوگیا ہے تم میں اگر اپنے دین کی غیرت وحمیت ہے تو میدان میں نکلو' آؤ جس نے بیوی کو بیوہ کرانا ہے۔ بچوں کو یتیم کرانا ہے وہ ہمیں تبلیغ سے نمازوں سے روک کر دیکھے۔

یہی تلوار جو تمہاری طرف سے تمہاری حمایت میں میان سے نکلی تھی' اب اپنے آقا کی حمایت میں برہنہ ہے جس نے میرے محبوب کی طرف میلی آنکھ سے دیکھ بھی لیا اس کی گردن اڑا کر رکھ دوں گا۔

شور مچ گیا' دوہائی پڑ گئی اور ابوجہل اینڈ کمپنی اپنے اپنے گھروں میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئی۔ سرکار نے آپ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا' اور فرمایا:

اِنَّ الشَّیطَانَ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ (الصواعق المحرقہ صفحہ ۹۷)

''بے شک شیطان عمر کے سائے سے بھاگتا ہے۔''

جس گلی میں بازار میں سڑک پر شیطانوں کا جلوس آ رہا ہو بس وہاں عمر کا نام لے لو' سارا جلوس ہی منتشر ہو جائے گا۔ تجربہ شرط ہے میرے نبی کا فرمان ہے سورج مشرق کی بجائے مغرب کی طرف سے طلوع ہو سکتا ہے زبانِ مصطفیٰ غلط نہیں ہو سکتا۔

؎ تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی!

چودہ پندرہ سو سال گزر گئے' حضرت عمر کا دبدبہ باقی ہے' شان جلالت آج بھی اسی طرح موجود ہے' آج بھی آپ کا نام نامی سن کا شیطان بھاگ جاتا ہے۔

؎ آیا عمر سنگ خوشیاں منائیاں!
لایا صحابہ نے نعرہ تے کافراں دے دل دہل گئے!
دل دھل گئے اوہ سارے سنگ رل گئے

شان فاروقؓ بزبان جبریلؑ:

حضرت عمار ابن یاسرؓ فرماتے ہیں' نبی اکرمؐ نے فرمایا:

''اَتَانِی جِبْرِیْلُ اٰلِقًا فَقُلْتُ یَا جِبْرِیْلُ حَدِّثْنِیْ بِفَضَائِلِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَوحَدَّثْتُكَ بِفَضَائِلِ عُمَرَ مُنْذُ مَا لِبثَ نُوْحٌ فِیْ قَوْمِهٖ مَا نَفِدَتْ فَضَائِلَ عُمَرَ وَاِنَّ عُمَرَ حَسَنَةٌ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ'' (الصواعق المحرقہ صفحہ ۸۰)

''ابھی میرے پاس جبریل آئے تو میں نے کہا' مجھے عمر بن الخطاب کے فضائل بتایئے کہنے لگے اگر میں عمر کے فضائل اس وقت سے بیان کرنے لگوں جب نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ٹھہرے تھے تو بھی عمر کے فضائل ختم نہ ہوں اور عمر ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔''

حضرات محترم!

توجہ فرمایئے' بیان کروانے والے مصطفیٰ' بیان کرنے والے جبریل' کون جبریل' جو خود سب نبیوں کے صحابی ہیں۔

جبریل .... توریت کے حافظ
جبریل .... انجیل کے حافظ
جبریل .... زبور کے حافظ

جبریل .... صحائف ابراہم کے حافظ

جبریل .... صحف موسیٰ کے حافظ

جبریل .... قرآن کریم کے حافظ

اسی لئے فرمایا کہ میں آج سے نہیں۔

نوح علیہ السلام کے زمانہ سے عمر کو جانتا ہوں‘ کیونکہ

میں نے توریت میں پڑھا شان فاروق کو

انجیل میں پڑھا شان فاروق کو

اللہ فرماتا ہے:

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ ”

گویا کہ جبریل کہتے ہیں کہ

عمر نے اظہار اسلام تو آج کیا ہے‘ مگر اس کے تذکرے بڑے پرانے ہیں‘ توریت میں‘ انجیل میں اس کے تذکرے‘ میں اس وقت سے اگر فضائل عمر کا بیان شروع کروں تو پھر بھی مکمل بیان نہ کرسکوں گا۔

؎ تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا
ہو گئیں زندگیاں ختم قلم ٹوٹ گئے

سامعین مکرم! عمر کون؟

جس کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر جس کے سائے سے شیطان بھاگے۔

”اِنَّ الشَّيْطَانَ يَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ“ (الصواعق المحرقہ صفحہ ۹۷)

”جس کی زبان پر حق کلام کرے۔“

”اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ“ (الصواعق المحرقہ صفحہ ۹۶)

جو مراد رسول ہو۔

جو دعائے مصطفٰے ہو۔

جو داماد مرتضٰی ہو۔

جو فاروق حق و باطل ہو۔

وہ سراپا فضائل عمر۔

وہ مجسمہ محامد عمر۔

وہ مصدر حسنات عمر۔

وہ مرکز خیرات عمر۔

وہ محور عبادات عمر۔

افضل الخلق بعد الانبیاء:

سیدنا صدیق اکبر کی ایک نیکی ہے‘ جس کی ایک نیکی عمر ہے‘ اس کی تمام نیکیوں کا مجموعہ کیا ہوگا۔

اسی لئے اہل حق کا عقیدہ ہے کہ

”اَفْضَلُ الْخَلْقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيقِ سَيِّدُنَا اَبُوْبَكْرُ نِ الصِّدِّيقُ“

؎ خواجہ اول کہ اول یار بود!
ثانی اثنین اذہما فی الغار بود!

؎ نبیوں کے بعد وہ سب سے برتر رضی اللہ تعالیٰ عنہ!
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وہ یار کے نام پر مرنے والا سب کچھ صدقے کرنے والا
منزل عشق وصدق کا رہبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرات محترم!

میں عرض کر رہا تھا کہ جبریل علیہ السلام فضائل عمر سے واقف ہیں کیوں واقف نہ ہوں۔ ایک مرتبہ نہیں متعدد مرتبہ جبریل نے دیکھا‘ جو فیصلہ زمین پر عمر نے فرمایا

Scanned with CamScanner

وہی فیصلہ آسمانوں پر خدا نے فرمایا' اور جبریل اسی فیصلہ کو لے کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے' اسی لئے جبریل شانِ فاروق اعظم کو جانتے تھے۔

ملاحظہ فرمائیں کہ حق کس طرح زبان عمر پر جاری ہوا اور اللہ نے کس طرح فاروق اعظم سے موافقت فرماتے ہوئے جبریل کو بھیجا۔

موافقات فاروق اعظمؓ:

۱۔ جس پتھر پر قدم رنجہ فرما کر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کعبہ کو تعمیر کیا اس کے متعلق حضرت عمر نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس پتھر کو جائے نماز بنالیا جائے۔ صحابہ سے مشورہ کیا گیا کسی نے کچھ مشورہ دیا کسی نے کچھ' اتنے میں حضرت جبرائیل حاضر بارگاہ رسالت ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ اللہ فرماتا ہے۔

جو رائے عمر کی زمین پر۔

وہی رائے ہماری آسمان پر۔

لہٰذا اسی کے مطابق۔

''وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى''(پارہ۱ سورۃ البقرآیت نمبر۱۲۵)

''اور مقام ابراہیم کو مصلیٰ (جائے نماز) بنالو۔''(الصواعق المحرقہ صفحہ۹۹)

۲۔ حضرت فاروق اعظم نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! آپ کی بارگاہ میں طرح طرح کے لوگ آتے ہیں۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات حجاب (پردہ) میں رہا کریں۔(الصواعق المحرقہ صفحہ۹۹)

اللہ نے فرمایا: جبریل' عرض کیا لبیک یا جلیل' فرمایا: جلدی جاؤ اور میرے محبوب سے کہہ دو عمر کا کہنا بالکل درست ہے۔

جو اس کا فیصلہ ہے۔

وہی ہمارا فیصلہ ہے۔

آیات حجاب نازل ہوگئیں۔

''وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ''

(پارہ۲۲ سورۃ احزاب آیت نمبر۵۳)

''اور جب تم امہات المومنین سے استعمال کرنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔''(تاریخ الخلفاء)

۳۔ سرکار دو عالمؐ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ فرمایا کہ جنگ بدر ہونی چاہیے یا نہیں؟

بعض صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ!

ہماری تعداد کم' اسلحہ کم' ساز و سامان کم' جبکہ دشمنوں کی تعداد زیادہ اسلحہ وافر ساز و سامان' بے پناہ۔

لہٰذا فی الحال جنگ مناسب نہ ہوگی' مگر حضرت فاروق اعظم نے جنگ کرنے کا مشورہ دیا اور کہا:

تعالیٰ اللہ یہ شیوہ ہی نہیں ہے باوفاؤں کا
پیا ہے دودھ ہم لوگوں نے غیرت والی ماؤں کا

نبیؐ کا حکم ہو تو پھاند جائیں ہم سمندر میں!
جہاں کو محو کر دیں نعرۂ اللہ اکبر میں

قریش مکہ تو کیا چیز ہم دیوؤں سے لڑ جائیں
سنان نیزہ بن کر سینہ باطل میں گڑ جائیں

فوراً جبریل حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ بھی وہ ہی فیصلہ فرما رہا ہے جو حضرت فاروق اعظم کا ہے۔

''كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ''(پارہ۹ سورۃ الانفال آیت نمبر۵)

Scanned with CamScanner

"اے محبوب! تمہیں رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ (بدر کی طرف) برآمد کیا اور بے شک مسلمانوں کا ایک گروہ اس سے ناراض تھا۔" (تاریخ الخلفاء)

۴۔ ایک یہودی حضرت فاروق اعظم سے کہنے لگا' یہ جبریل فرشتہ جس کا ذکر تمہارے نبی کرتے ہیں وہ ہمارا سخت دشمن ہے۔ آپ نے فرمایا:

"مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ" (پارہ ۱ سورۃ بقرہ آیت ۹۸)

یہی الفاظ حضرت عمر نے فرمائے اور حضرت جبریلؑ خدا کی طرف سے یہی الفاظ لے کر حاضر ہوئے اور فرمایا جو فیصلہ زمین پر عمر کا وہی فیصلہ آسمان پر خدا کا ان الفاظ کا ترجمہ ہے کہ (الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۰۰)

"جو شخص دشمن ہو اللہ' اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کا اور جبریل ومیکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔"

حضرات محترم!

اسی لئے جبریل علیہ السلام نے حضرت فاروق اعظم کے فضائل کا سمندر کوزے میں بند کر دیا اور فرمایا ابھی وہ فضائل پورے نہ ہوئے جو میں بیان کرنے چاہتا تھا' فاروق مقام جبریل سے آشنا تھے اور جبریل مقام فاروق سے۔

۵۔ صحیح البخاری میں ہے کہ رئیس المنافقین ابن ابی مر گیا تو حضور اس کے جنازے کے لئے تشریف لے جانے لگے۔

حضرت عمر نے آگے بڑھ کر عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ اس منافق کا جنازہ نہ پڑھائیں' کیا آپ اس دشمن رسول کا جنازہ پڑھیں گے جو ایسے ایسے کہا کرتا تھا' کبھی بھی نہیں۔

ابھی آپ یہ باتیں کر رہے تھے کہ حضرت جبریل امین نے پیغام ربانی سنایا کہ

"وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا" (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۸۴)

"یہ بعینہٖ وہی الفاظ تھے جو حضرت فاروق اعظم نے حضور سے عرض کئے تھے یہی الفاظ کلام الٰہی کی زینت بن گئے جن کا ترجمہ یہ ہے۔"

"اور آپ کبھی بھی ان (منافقین) کی میت پر نمازِ جنازہ نہ پڑھیں۔ جب وہ مر جائیں۔

(الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۰۰)

۶۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ پر منافقین نے بہتان باندھا تو فاروق اعظم نے جو الفاظ ان کی صفائی میں فرمائے وہی عرش سے نازل ہوئے اور وہ یہ ہیں۔

"سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ" (پارہ ۱۸ سورۃ النور آیت نمبر ۱۶)

"اے اللہ آپ پاکیزہ ہیں یہ بہت بڑا بہتان ہے۔" (الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۰۰)

۷۔ جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اپنی شان رحمت کی وجہ سے مشرکین ومنافقین کیلئے اکثر استغفار فرمانے لگے تو حضرت فاروق اعظم نے کہا' آپ کا استغفار فرمانا یا نہ فرمانا برابر ہے۔ انہیں الفاظ سے آیت نازل ہوئی۔

"سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ"

(پارہ ۲۸ سورۃ المنافقون آیت نمبر ۶)

"برابر ہے آپ ان (منافقین ومشرکین) کے لئے استغفار فرمائیں یا نہ فرمائیں۔" (الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۰۰)

حضرات محترم!

نبی نے مانگا' خدا نے عطا فرمایا اور پھر اس کی زبان پر حق بولتا تھا' نبوت کا دروازہ بند تھا ورگرنہ ارشاد رسول ہے۔

لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ

Scanned with CamScanner

(ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۰۹)

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو البتہ ہوتے عمر بن خطاب۔''

اے مرزا قادیانی کے چیلو:

فقیر کہتا ہے اے قادیانی کے چیلو اور اس کی جھوٹی نبوت پر باطل ایمان رکھنے والو۔

حضور پر نبوت ختم نہ ہوتی تو وہ نبی ہوتا جو مراد رسول تھا۔
حضور پر نبوت ختم نہ ہوتی تو وہ نبی ہوتا جو دعائے مصطفےٰ تھا۔
حضور پر نبوت ختم نہ ہوتی تو وہ نبی ہوتا جو داماد مرتضیٰ تھا۔
حضور پر نبوت ختم نہ ہوتی تو وہ نبی ہوتا جو لسان حق کا مالک تھا۔
حضور پر نبوت ختم نہ ہوتی تو وہ نبی ہوتا جو صائب الرائے تھا۔

جس کی رائے کے مطابق قرآن اترتا تھا وہ تو ختم نبوت کے بعد نبی نہ ہو سکا اور یہ تمہارا۔

یہ کانا اور کالا نبی:

آنکھ سے کانا' رنگ کا کالا سلسل بول کا مریض گڑ' کی جگہ مٹی کھانیوالا' دائیں پاؤں میں بایاں جوتا پہننے والا' کیسے نبی ہو سکتا ہے؟

ایسے ہزاروں کاذب' لاکھوں بے ایمان اور جھوٹے نبی حضرت فاروق اعظم کے بول مبارک کی جھاگ پر قربان کیے جا سکتے ہیں اور آپ کا یہ بول مبارک ان کروڑوں سے افضل ہے۔

عدل وانصاف کا تاجدار:

محترم سامعین توجہ فرمایئے! شہر سے باہر خلیفہ وقت اور اس کا غلام ایک سواری کے اوپر غلہ لاد کر چلے آ رہے ہیں۔

غلام نے دیکھا آقا پیدل چل رہے ہیں تو عرض کیا حضور آپ پر سوار ہو جائیں گے۔

فرمایا: اگر میں سواری پر سوار ہو جاؤں اور تم پیدل چلو تو میرے عدل کا خون ہو جائے گا۔

باری باری سوار ہوتے ہیں تو سوار ہو گا تو میں پیدل چلوں گا۔ میں سوار ہو جاؤں گا تو تو پیدل چلے گا۔

باری باری سوار ہوتے گئے جب شہر کی حدود آ گئیں تو سواری غلام کے نیچے تھی۔

عرض کیا: آقا شہر والے کیا کہیں گے' بادشاہ وقت امیر المؤمنین فاروق اعظم پیدل اور غلام سواری پر آپ میری جگہ سوار ہو جائیں اور میں پیدل چلتا ہوں۔

فرمایا: اگر قیامت کے دن میری جگہ جواب دہ ہو سکتے ہو تو مجھے منظور ہے۔

غلام کانپ اٹھا مگر زمانہ بھر کی آنکھوں نے یہ عجیب وغریب نظارہ دیکھا کہ

ے دیکھو کس شان سے امت کا امام آتا ہے
خود تو پیدل ہے سواری پہ غلام آتا ہے!

کہاں ہیں بادشاہان ممالک اسلامیہ' بیلی کا پٹروں پر گھومنے والے قومی خزانہ پر بوجھ ڈال کر اپنی عیاشیاں پوری کرنے والے دیکھیں اسلامی مملکت کے خلیفہ کا یہ کردار ہوا تھا ہے کہ

ے خود تو پیدل ہے سواری پہ غلام آتا ہے!

اے تبرہ بازو:

حضرات گرامی! انگریز کہتے ہیں کہ اگر اسلام کو ایک عمر جیسا جوان اور مل جاتا تو آج پوری روئے زمین پر کوئی کافر نہ ہوتا۔

افسوس انگریز تو یوں خیال کرے اور کلمہ گو اس فاروق اعظم پر تبرہ کریں' یا للعجب

Scanned with CamScanner

ہ یدیں عقل و دانش بباید گریست

ے اصحاب بن محمد دے پیارے' جیویں چندے دے گرد ستارے
سارے بن برتر' سارے بن افضل' سارے بن رہبر!

ے جیہڑا اصلوں لہناں کوں بھلا دے اور دھکیا جاوے
ہیں گل کوں خدائی گئی اے من

در احمد تے جیہڑا وی آوے اوہ رتبے پاوے
ہیں گل کوں خدائی گئی اے من

ے سن رتبے صدیق و عمر دے ڈونویں روضے اندر بن نظر دے!
ہووی ذرا وی بے شک' کر لئے حاجیاں تو پک جہاں ڈٹھی ہے جھلک

ے جیہڑا اصلوں لہناں کول بھلا دے اوہ دھکیا جاوے
ہیں گل کوں خدائی گئی اے من!

ے در احمد تے جیہڑا وی آوے اوہ رتبے پاوے'
ہیں گل کوں خدائی گئی اے من!

دعائے فاروق اعظمؓ:

حضرات محترم!

عدل و انصاف کے اس پیامبر' مسلمانوں کے اس تاجور نے اللہ کے حضور ایک دعا کی جو بخاری میں موجود ہے۔

''اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بِلَادِ رَسُوْلِكَ''
(تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۰)

''یا اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت اور اپنے رسول کے شہر میں موت

نصیب فرما۔''

دعا کی قبولیت:

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم کی دعا اللہ کریم نے انتہائی قریب ہو کر سماع فرمائی اور اسے قبول کرتے ہوئے اپنے حبیب کے شہر میں انہیں شہادت فی سبیل اللہ سے سرفراز فرمایا:

ے ان کے در پر موت آ جائے تو جی جاؤں حسن!
ان کے در سے دور رہ کر زندگی اچھی نہیں!

گویا کہ فرمایا اے عمر!

تو پہلے زندگی میں میرے محبوب کا ہر وقت پڑوسی تھا' اب بعد وفات بھی ان کا پڑوسی رہے گا۔ میدان حشر میں بھی ان کا پڑوسی رہے گا۔

۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کا دن تھا' فجر کی نماز کے لئے صفیں درست کروائیں اور نماز کی نیت باندھی' سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ یوسف کی تلاوت شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچے۔

''وَقَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ'' (پارہ ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۵)

''ایران کے مجوسی ابولولو فیروز نے زہر آلود خنجر سے آپ پر وار کئے جس سے زخمی ہو کر آ پگر پڑے۔''

حضرت عبدالرحمان ابن عوف نے نماز پڑھائی اور آپ کو قصر خلافت میں پہنچایا گیا' جب بھی ہوش آتا تو فرماتے کیا نماز کا وقت ہے؟

میں نماز ادا کر لوں' اللہ اکبر!
قربان جائیں آپکی نماز و عبادت پر

پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار:

اپنے صاحبزادے سے فرمایا:

اے میرے بیٹے! جاؤ ام المومنین کے پاس میری طرف سے عرض کرو کہ اگر اجازت دیں تو میں رسول اللہ کے جوار میں دفن کیا جاؤں' ابن عمر آئے پیغام دیا' اجازت مل گئی تو

پہلوئے مصطفےٰ میں بنا آپ کا مزار!
پہنچی وہیں یہ خاک جہاں کا خمیر تھا
''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ''

حضرت جناب صائم چشتی صاحب'' فرماتے ہیں:

شان صدیق فاروق دا کیہہ دساں
کیتا اللہ نے جہاں دا اچا نشان
سبز گنبد دے اندر جو بچدی سی تھاں
کملی والے دے یاراں دے کم آ گئی

جہاں کی مٹی وہیں یہ پہنچی:

حضور علیہ السلام نے فرمایا: انسان کو وہیں دفن کیا جاتا ہے جہاں سے اس کی مٹی لی گئی ہو۔ (شان صحابہ مصنف علامہ سید محمود احمد رضوی صفحہ ۱۵)

معلوم ہوا کہ حضور اور صدیق' فاروق کی مبارک خاک ایک ہی جگہ سے لی گئی تھی اور انہیں پھر ایک ہی مقام پر سپرد خاک کیا گیا۔

فاروق اعظم کا قدم مبارک:

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ

خلیفہ ولید بن عبدالمالک کا دور تھا۔ روضہ مقدسہ کی دیوار شہید ہوگئی' جب دوبارہ اس کی تعمیر ۸۷ھ میں شروع ہوئی تو بنیادی کھودی جا رہی تھیں کہ (اچانک گھٹنے تک) ایک قدم مبارک ظاہر ہوا تو سب لوگ گھبرا گئے اور لوگوں کا خیال ہوا کہ یہ شاید نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا قدم مبارک ہے وہاں پر کوئی ایسا آدمی نہ تھا جو پہچان سکتا

تو حضرت عروہ بن زبیرؓ نے کہا اس قدم کو نبی اکرم کا قدم خیال کرنے والو۔

''لَا وَاللّٰهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هِيَ اِلَّا قَدَمُ عُمَرَ''

''خدا کی قسم یہ حضور کا قدم مبارک نہیں بلکہ یہ حضرت عمر کا قدم ہے۔''

(بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۸۶)

وہ زندہ ہیں:

معلوم ہوا کہ حضرت فاروق اعظم اور سیدنا صدیق اکبر کے اجساد طیبات اب بھی سلامت موجود ہیں۔ اگر انبیاء کے اجساد زمین پر کھانے حرام کر دیئے گئے اور وہ ان کو نہیں کھا سکتی تو نبی کا صدقہ نبی کے ماننے والوں کے اجساد بھی زمین نہیں کھا سکتی۔ جو نبی کے نام پر اپنی جان دیں۔

وہ زندہ جاوید رہتے ہیں۔

غلامان محمد کو غلط سمجھے ہو تم واعظ!
نبی پر جان دینے والے مر جایا نہیں کرتے

ولی نہیں مرتے:

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَايَمُوْتُوْنَ بَلْ هُمْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ'' (مشکوٰۃ شریف)

''بے شک اولیاء اللہ نہیں مرا کرتے بل کہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں۔''

تو جب نبی کے غلام نہیں مرتے تو نبی کیسے مر سکتے ہیں اور ان کے اجساد کو زمین کیسے کھا سکتی ہے؟

''اِنَّ الْاَنْبِيَآءَ اَحْيَآءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ'' (مرقات جلد دوم صفحہ ۲۰۹)

Scanned with CamScanner

''انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔''

''اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ''

''بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر اجسادِ انبیاء کا کھانا حرام فرما دیا۔ لہٰذا اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق دیے جاتے ہیں۔''

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۱)

حضرت سیّدنا فاروق اعظم تو شہید ہیں اور شہید کے متعلق نص قطعی موجود ہے کہ

نص قرآنی:

''بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ'' (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت)

''بلکہ وہ زندہ ہیں' لیکن تم شعور نہیں رکھتے کہ ان کی زندگی کو سمجھ سکو۔''

لہٰذا حضرت فاروق اعظم کا قدم مبارک صحیح سالم نظر آنا ان کی حیات کی بین دلیل ہے۔

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے!
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ ۝

جمال السنہ
مکمل
8 جلدیں
تقریباً
شرح بخاری